بسم الله الرحمن الرحيم

ملتان کے ذرائع ابلاغ کا معاشرتی اقتصادی اور سیاسی کردار

(1947 سے 1994 تک)

تحقیقی مقالہ

برائے

پی۔ ایچ۔ ڈی (ماس کمیونی کیشن)

تحقیق

کریم ملک

رہنمائی	کو سپروائزر
پروفیسر ڈاکٹر مسکین علی حجازی	پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ چوہدری
چیرمین ڈیپارٹمنٹ کمیونی کیشن	چیرمین شعبہ سیاسیات بین الاقوامی امور
پنجاب یونیورسٹی لاہور	و ماس کمیونی کیشن بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

مقالہ ہذا کو پی۔ ایچ۔ ڈی ڈگری کے حصول کے لئے بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کو پیش کیا گیا

مئی 1994

ملتان کے ذرائع ابلاغ کا معاشرتی اقتصادی اور سیاسی کردار 1947 سے 1994

تحقیقی مقالہ

برائے

پی۔ ایچ۔ ڈی (ماس کمیونی کیشن)

اس مقالے کی منظوری ایڈوانسڈ سٹڈیز اینڈ ریسرچ بورڈ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے مراسلہ نمبر

Gen,/PHD- Adr-73/87/940

مورخہ 1990-04-30 کے تحت دی گئی

اظہار تشکر

یہ میرا انتہائی خوش گوار فریضہ ہو گا کہ میں بہ صمیم قلب ان ہستیوں کی تمام تر شفقتوں اور مہربانیوں کا ذکر کروں اور شکریہ بجالاؤں کہ انہوں نے مجھے اس تحقیقی کام کے لئے تیار کیا اور اس کی تکمیل میں حائل دشواریوں اور کٹھن صبر آزما مراحل میں حوصلہ ہمت بڑھائی اور ہمیشہ اس بات پر آمادہ کیا کہ اس کام کو جلد ازجلد مکمل کرو ان شفیق اور محسن ہستیوں میں جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد نذیر رومانی وائس چانسلر قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد اور جناب پروفیسر ڈاکٹر خواجہ امتیاز علی وائس چانسلر بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان شامل ہیں میں شکر گزار ہوں جناب پروفیسر ڈاکٹر مسکین علی حجازی صدر شعبہ ابلاغیات پنجاب یونیورسٹی لاہور کا جنہوں میری ہر مرحلہ پر رہنمائی فرمائی اور ہمیشہ اس بات پر زور دیا کہ اس تحقیقی کام کو تمام تر یکسوئی سے مکمل کریں

میں سپاس گزار ہوں جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ چوہدری کا جن کی باہمت قیادت میں تحقیقی پروجیکٹ خدا تعالیٰ کے کرم و فضل سے اور پیغمبر اعظم و آخر کی تمام رحمتوں سے مکمل ہوا

میں اپنے آپ کو اس اعتبار سے بڑا خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ میرے بہت سے دوستوں اور عزیزوں نے میرے اس عاجزانہ کام میں معاونت فرمائی ان معدودے چند ہستیوں میں جناب ڈاکٹر انوار احمد صدر شعبہ اردو ڈیپارٹمنٹ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان بھی شامل ہیں جنہوں قدم قدم پر اپنے گراں قدر مشوروں سے نوازا اور علمی اور تحقیقی مواد کے حصول میں رہنمائی کی

آخر میں میں اپنے بڑے بیٹے محمد سجاد کریم اور چھوٹے بیٹے محمد شہزاد کریم کا بھی حد درجہ ممنون کہ ان معصوم بچوں نے بکھرے ہوئے اہم کاغذات اور دستاویزات کو محفوظ رکھنے میں بڑی ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے میں اپنی بیٹیوں کا بھی شکریہ

ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمیشہ تحقیقی حوالوں کی تلاش میں میری مدد کی اور آخر میں اپنی اہلیہ کا جنہوں نے خانگی امور کو میرے تحقیقی کام پر اثر انداز نہیں ہونے دیا

کریم ملک
ریسرچ سکالر

باب اول ذرائع ابلاغ اور ان کے معاشی، سیاسی اور تہذیبی اثرات

ذرائع ابلاغ، تعریف، حدود، طریق کار، اور دائرہ اثر یا خبری پر مبنی جدید دنیا کی تشکیل کا نصب العین اور ذرائع ابلاغ قومی مقاصد اور عصری تقاضوں کی بجا آوری اور ذرائع ابلاغ کش مکش اور پیکار کی دنیا میں متصادم زاویہ نظر کی تشہیر قومی یاد داشت اور ذرائع ابلاغ تمدنی اور تہذیبی اقدار، سیاسی، معاشی اور سماجی قالب میں تبدیلیاں اور ذرائع ابلاغ تیسری دنیا میں ذرائع ابلاغ پر کنٹرول کا مسئلہ قومی خود مختاری پر اثر انداز ہونے والے عوامل اور ذرائع ابلاغ

باب دوم

ملتان کا تاریخی و تہذیبی تناظر اور جغرافیائی معاشرتی اور معاشی حقائق و کوائف

ملتان تاریخ و تہذیب کے آئینے میں ملتان کی فکری و تمدنی و ثقافتی و ادبی روایت اور اہمیت رسوم و روایات و اقدار آزادی سے پہلے اور قیام پاکستان کے بعد ملتان عصری تبدیلیوں کی زد میں تغیر و تبدل کے اہم موڑ ملتان جدید و قیام کا سنگم جغرافیائی اور معاشی کوائف ۔ ترقی کے اہم شعبے (ادارے) تاریخ ساز شخصیات

باب سوم

ملتان کی سیاسی اور معاشرتی زندگی میں جرائد اور اخبارات کا کردار

الف) ملتان میں جرائد اور اخبارات کی روایت (ماہانہ پندرہ روزہ، ہفت روزہ، روزنامہ)

ب) ملتان کی معاشرتی اور معاشی ترقی میں قومی پریس کا کردار

ج) ملتان کی اہمیت بحیثیت اخباری مارکیٹ کے

د) ملتان کی معاشرتی اور معاشی ترقی میں مقامی جرائد اور اخبارات کا کردار۔

باب چہارم

ملتان کی سیاسی، معاشرتی و معاشی ترقی میں ریڈیو ٹیلی ویژن اور دیگر جدید ذرائع کی نشریات

الف ملتان میں ریڈیو اسٹیشن کا قیام اہم پروگرام دائرہ اثر اور نتائج

ب ریڈیو پاکستان اور دیگر اداروں کی نشریات کے اثرات

ج پاکستان ٹیلی ویژن کے اثرات ' نیوز بیورو کا قیام

د مواصلاتی سیاروں سے ٹیلی کاسٹ پروگراموں کے اثرات

ر عوامی رابطے میں فلم بحیثیت موثر ہتھیار کے کردار اور ملتان کی مجموعی زندگی پر اس کی چھاپ

باب پنجم

ملتان آرٹس کونسل' پاکستان نیشنل سنٹر وفاقی دفتر اطلات' صوبائی دفتر اطلاعات و تعلقات عامہ اور دیگر مراکز ابلاغ کا کردار

قیام' تشکیل' دائرہ کار' اثرات' قومی اور مقامی مسائل کی نشاندہی رائے عامہ کی تشکیل' جمالیات ذوق کی تشکیل کے ساتھ ساتھ معاشرتی اور معاشی شعبوں میں پیش رفت میں ان اداروں کا کردار

باب ششم

خلاصہ اور مجموعی تحقیق کے نتائج

(ضمیمہ جات ---------- جدول)

کتابیات

تعارف

انسانی معاشرے کی ایک نمایاں خصوصیت علامتی ابلاغ ہے۔ جس کے ذریعے افراد معاشرہ کے درمیان معاشرتی تفاعل(Interaction) رونما ہوتا ہے۔ قدیم اور سادہ معاشروں میں جذبات و احساسات کا اظہار تقاریر کے ذریعے کیا جاتا تھا۔ چنانچہ روم کے جولیس سیزر (Julius Ceesar) پہلا شخص تھا جس نے 40 بی سی میں سینٹ کی کاروائی سے عوام الناس کو آگاہ کرنے کے احکامات صادر فرمائے۔ بعد ازاں روز مرہ کے واقعات سے آگاہ کرنے کے انتظامات کئے گئے۔ اس مقصد کے لئے چوراہوں پر بورڈ آویزاں کئے گئے۔ جہاں تمام واقعات بالالترتیب لکھ دیئے جاتے تھے۔ اس زمانے میں ابلاغ بلاواسطہ اور سادہ تھا۔ لیکن جوں جوں انسانی ماشرے ترقی کے مراحل طے کرتے رہے ان کی ساخت (Structure) پیچیدہ ہوتی چلی گئے۔ ٹیکنالوجی کی ترقی' مرکزی حکومتوں کے قیام ' پرنٹنگ کی سہولتوں میں اضافے ' ٹیلی فون' ٹیلیگراف ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی ایجادات نے خبروں کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی۔ اور دنیا سمٹ کر ایک چھوٹی سی بستی بن گئی۔ جس سے سادہ اور روبرو (Face to Face) ابلاغ نے پیچیدہ بلواسطہ ابلاغ عامہ (Mass Communication) کی شکل اختیار کر لی۔

دور جدید کے کسی پیچیدہ معاشرے میں غیر متجانس (Hetrogeneous) گروہوں کے درمیان معنوی علامات (Meaningful Symbols) کی غیر شخصی ذرائع سے ترسیل ابلاغ عامہ کہلاتی ہے۔ ہم جہاں اس اصطلاح کی ایک عمومی تعریف پیش کرتے ہیں۔

" ابلاغ عامہ سے مراد ایک ایسا عملیہ (Process) ہے جس کے ذریعے ایک پیغام اس طریقے سے منتقل کیا جائے کہ خبر رساں ایجنسی کے وہ معنی برقرار رہیں جو وہ اپنے قارئین یا سامعین تک پہنچانا چاہتی ہے" دور جدید کے ہر انسانی معاشرے میں ابلاغ عامہ کے متعدد ذرائع نہایت اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ وہ مشترکہ رویہ جات (Attitudes) اور آراء کی تشکیل کرتے ہیں پروپیگنڈہ اور تشہیر کے ذریعے نئی معاشرتی سرگرمیوں کو جنم دیتے ہیں۔ شخصیت کے نکھار اور اس کے وقار میں فعال کردار ادا کرتے ہیں۔ حتی کہ ہمیں معاشرتی زندگی کا فریم ورک Frame Work مہیا کرتے ہیں۔ جوں جوں

وقت گزرتا جارہا ہے۔ ابلاغ عامہ کی قوت ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کر رہی ہے۔

ابلاغ عامہ کے بارے مغربی دنیا میں باقاعدہ تحقیق اور اس کے نئے نئے طریقوں کی دریافت کا عمل جاری ہے۔ پاکستان میں اگرچہ اس موضوع پر تحقیق کا دروازہ ابھی کشادہ نہیں ہوا۔ مگر اس کی غیر مربوط صورتیں اپنے اندر قابل قدر ابلاغ کے وسائل رکھتی ہیں۔ جن میں ملتان کا کردار خاصا تابناک اور جاندار ہے۔ ملتان ایک قدیم شہر ہے ۔ اسلامی تاریخ میں البلاذری کی کتاب فتوح البدان کے مطابق یہ مسلمانوں کا اولین اہم عسکر' اولیں گہوارہ علم اور ممتاز قبتہ الاسلام تھا۔ یہ وسط ایشیاء اور پاک وہند کے درمیان ایک ایسا مقام اتصال رہا ہے جس سے تاریخ کے بہت سے قافلے گزرے ہیں۔ اس شہر میں علم و عرفان کے لا تعداد شمعیں روشن ہوئیں اس نسبت سے اس شہر کی گرد و گرما گداو گورستاں صنعت لفظی کی بجائے اب پہچان ان حوالوں سے ہے۔

چہار چیز است تحفہ ملتان

علم و عرفان و ہمت و ایمان

اس شہر کی ان حکایات لذیذ کو دم تحریر میں لانے کے لئے ایک مربوط اور مضبوط تحقیق کی ضرورت ہے جو یہاں کے ذرائے ابلاغ کا بحیثیت فن اور بحیثیت سائنسی مطالعہ کے فروغ دے سکے۔ ملتان میں اس وقت نہ صرف وہ جرائد و رسائل کے فائل موجود ہیں بلکہ وہ افراد بھی زندہ ہیں جنہوں نے گزشتہ صدی کے ذرائع ابلاغ کے کے ارتقاع اور زوال کی تاریخ کو شعور کی آنکھ سے دیکھا ہے۔ ملتان میں روشنائی اور چھاپے خانے کی ایجاد سے جس فن کو جو تقویت ملی ہے اس سے نہ صرف جرائدورسائل میں اضافہ ہوا ہے۔ بلکہ معاشرے اور طرز حکومت میں رائے عامہ کو خاص اہمیت حاصل ہوئی ہے۔

اس موجودہ تحقیق کی اہمیت اس امر سے بھی لگائی جاسکتی ہے کہ ملتان کی اس قدر زرخیز علم دوستی کی تاریخ کے باوجود اس موضوع پر جسے ابلاغیات کہتے ہیں کوئی بھی مستند کتاب نہیں۔ اگرچہ یہاں کی صحافت نے ہر عہد میں کلیدی کردار

ادا کیا ہے۔ یہ اپنے آغاز سے لے کر اب تک اس خطے میں معاشرتی' معاشی اور سیاسی تبدیلیوں میں متحرک کردار ادا کرتی رہی ہے۔ اور صحافت کے بانی اسد ملتانی نے جب 1922 میں ہفتہ روزہ "شمس ماہنامہ" "انعام" جیسے اخبار جاری کئے جواب کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں۔ اور ان کے فائل۔ اداریئے اور مضامین اس علاقے کی ذہنی' فکری بلاغت کے آئینہ دار ہیں۔ مگر ملتان پر اب تک لکھی جانے والی یادگار کتب صحافت کی ان کوششوں اور کاوشوں سے اس طرح خالی ہیں کہ ان میں انہیں وہ مقام نہیں ملا۔ جو خانوادوں اور خاندانوں کے حالات واقعات کو ملا ہے ۔

سید اولاد علی گیلانی مرحوم کی "مرقع ملتان" میں سیاسی تاریخ کا موضوع سرکار انگلشیہ کی برکات میں گم ہو گیا ہے۔ حکم چند کی تواریخ ملتان " مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ مقامی بولیوں اور ہندی بھاشاؤں کی کہاوتوں پر مشتمل ہے شیخ لطیف ' شیخ اکرام الحق' منشی عبدالرحمن اور علامہ عتیق فکری اور ابن حنیف جیسے مصنفین کی کتابیں بھی یاد داشتوں اور تاریخی اثار چڑھاؤ کی داستانوں کا تذکرہ ہیں۔ اگر کہیں خفیف سا تذکرہ صحافت کا سامنے آتا بھی ہے تو اس قدر کم ہے جو اس خطے کے ابلاغ عامہ جیسے سرمایہ کی عکاسی کر سکے اور عصر حاضر کے تقاضوں کا ساتھ دے سکے۔ اور ان فکری اور ذہنی رویوں کی نشاندھی کر سکے۔ جن کا تعلق معاشرت اور سیاسی و اقتصادی تبدیلیوں سے ہے۔ ملتان 1947 سے 1987 تک کے عرصہ میں جن معاشرتی' سیاسی اقتصادی رویوں سے گزرا ہے اور اس عرصہ میں ذرائع ابلاغ نے جو کردار ادا کیا ہے۔ زیر تحقیق موضوع اس کے اثرات کو پرکھنا اور نتائج مرتب کرنا ہے۔ تاکہ تحقیق کی مزید راہیں ابھر سکیں اور اس خطے کے صحافیانہ کراو کا تعین ہو سکے ۔

زیر تحقیق مطالعہ میں ان محرکات اور رویوں کا تجزیہ کرنا بھی شامل ہے۔ جو کسی بھی مسئلہ پر عوام کا رد عمل معلوم کرنے اور باقاعدہ تحقیقات کو فروغ دینے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں سوالنامہ ترتیب دینا' معلومات جمع کرنا' موضوع کا منطقی تجزیہ اور مکمل خاکہ کی مدد سے نتائج مرتب کرنا شامل ہے۔

ابلاغ عامہ کی اس اہمیت اور اثر آفرینی (Effectivity) کو پیش نظر رکھتے ہوئے موجودہ تحقیقی پروجیکٹ ترتیب

دیا گیا ہے۔ جس میں ملتان کی ذرائع ابلاغ کے معاشرتی و اقتصادی اور سیاسی کردار کا جائزہ لیا جائے گا۔ اس موضوع پر تحقیق کی اہمیت و افادیت کا اندازہ مندرجہ ذیل نکات سے لگایا جا سکتا ہے

1 اس موضوع پر پورے برصغیر پاک وہند و بنگلہ دیش میں کہیں کوئی تحقیق نہیں ہوئی اور نہ ہی اس پر کوئی الگ سے کتاب تحریر کی گئی ہے جو ابلاغ کی وسعتوں اور ضرورتوں کو آشکارا کر سکے۔

2 ملتان میں جو اخبارات و جرائد اب معرض اشاعت میں نہیں۔ اس وقت تو تلاش و تجسس کے نتیجے میں ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ ممکن ہے کہ پھر یہ مواد ہاتھ نہ لگے۔ اور اس خطے کی ذہنی' فکری سوچ کے تمام دھارے طاق نسیاں ہو جائیں۔

3 عوام الناس کی ذہنی نشوونما' سیاسی شعور اور مسائل سے آگہی میں ملتان کے ذرائع ابلاغ کے اثرات دریافت کرنا اس تحقیقی پروجیکٹ کا سب سے بڑا مقصد ہے۔

4 پچھلی چار دھائیوں میں معاشی ڈھانچے میں واقع ہونے والی تبدیلیوں میں ذرائع ابلاغ کے کردار کا تعین کرنا بھی بے حد ضروری ہے۔

5 اس تحقیقی منصوبے کا ایک خاص مقصد ' ثقافت پذیری (Accculturation) اور ثقافتی نفوذ (Deffusion Cultural) میں ذرائع ابلاغ کے اثرات کا جائزہ لینا بھی شامل ہے۔

جبکہ اس تحقیق کے خصوصی مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

1 معاشی عملیہ جات اور ملتان کے ذرائع ابلاغ کے اثرات کے مابین پائے جانے والے علمی رشتے کا تعین کرنا۔

2 سیاسی طرز عمل اور ملتان کے ذرائع ابلاغ عامہ کے اثرات کے باہم دیگر تعلق کی پیائش کرنا۔

3 معاشرتی عوامل اور ملتان کے ذرائع ابلاغ کے اثرات کے باہمی تعلق کی پیائش کرنا۔

4 فشنگر کے نظریہ (Cognitive Dissinance) کی آزمائش کرنا۔

5 ملتان کے ذرائع ابلاغ پر مزید تحقیق کے لئے راستے ہموار کرنا تاکہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان من قائم ہونے والے ماس کمیونی کیشن کے ڈپلومہ کے اجراء کے بعد ایم اے کی سطح پر تعلیم کے لئے اساس مہیا کرنا بھی شامل ہے۔ تاکہ ہمہ جہت تحقیقی پروجیکٹ سامنے آسکیں۔

"ملتان کا ماضی جتنا قدیم ہے اتنا عظیم بھی ہے یہ صرف اولیاء اللہ کا مسکن ہی نہیں بلکہ بعض تاجداروں کا مولا و مدفن بھی ہے۔ اس کے دامن میں تہذیب و تمدن علم و فن اور معاشرت اور ثقافت نے بھی آنکھ کھولی ہے۔ یہ فن تعمیر، فن نقاشی، فن خطاطی ، فن موسیقی ، اور دیگر علوم و فنون میں جس سرعت کے ساتھ ترقی کرتا چلا آرہا ہے۔ اس کی تفصیل اس وقت تک کی مطبوعہ تاریخوں میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی " (ملتان ذیشان صفحہ 1985.22)

یہ بھی حقیقت ہے کہ ملتان پنجاب کا تیسرا بڑا تاریخی اور ثقافتی شہر ہے۔ اور یہاں کی اخبار مارکیٹ" پاکستان بھر میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔

ملتان کے ذرائع ابلاغ کا طائرانہ جائزہ

سر زمیں ملتان کو صدیوں سے جو فضیلت حاصل رہی ہے اس کا سبب محض اس کی قدامت یا بابل و نینوا اور موہن جوڈارو کی ہم عصری نہیں بلکہ اس یہ شرف یہاں کی صدیوں سے قائم تعلیمی درس گاہیں' خانقاہیں اور نشرو اشاعت وطباعت کے ادارے ہیں جن کی محکم روایات اور دستاویزات اس کے علم و فضیلت کی گواہی دے رہی ہیں۔ اس شہر کی تہہ میں علم و فن کی ایسی چنگاریاں موجود ہیں۔ جن کی بدولت اس شہر کا علمی اور اقتصادی و ثقافتی سرمایہ اب تک کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے اور محفوظ رہا ہے۔ یہاں کے فنون لطیفہ اور علوم مفیدہ کے علاوہ سیاسی' اقتصادی اور معاشرتی رویے اس قدر مستند رہے ہیں جن کے مجموعی اثرات قومی زندگی پر مرتب ہوتے رہیں ۔ ملتان کو مدینۃ الاولیاء کا شرف اس وجہ سے نہیں کہ یہاں خانقاہوں اور مزارات کا ایک وسیع سلسلہ موجود ہے۔ بلکہ ان خانقاہوں کے پیچھے نشرو اشاعت اور ابلاغ کے وہ ذرائع موجود ہیں جن کی بدولت تعلیم و تدریس اور تبلیغ کے مضبوط مراکز قائم ہوئے ہیں۔ اور انھیں مراکز کی روایات آج بھی جاری و ساری ہیں ۔ ان کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔ جس سے اس خطے کی ذرائع ابلاغ میں دلچسپی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔

ملتان میں سب سے پہلے بلدیہ ملتان نے اپنے دفتری ضروریات کے لئے 1920 میں پریس لگایا۔ یہ ایک دستی پریس تھا۔ اسی دوران دوسرا دستی پریس پل شوالہ پر وکٹوریہ نامی لگایا گیا تیسرا انگریزی کا دستی پریس بدھورام نے ملتان چھاونی میں ایڈورڈ پریس کے نام سے لگایا۔ چوتھا نوبہار پریس' مول چند مداں نے بھڑ دروازہ میں لگایا ۔ اس نام کا پریس وہاں آج تک موجود ہے منشی عبدالرحمن 1985۔460۔459)

بعد ازاں 1922 میں کرشنا سٹیم پریس حسین آگاہی میں لگایا گیا 1921 میں پہلا مسلم دستی پریس قائم کیا گیا۔ 1922 مولوی عبدالسلام قادری نے مسلم حمیدیہ پریس لگایا قیام پاکستان سے قبل شیخ مظفرالدین چوک شہیداں میں "زمیندار سدھار"

نامی چھاپہ خانہ لگایا جو اب تک چل رہا ہے۔ علاوہ ازیں رائل پریس ملتان چھاؤنی نوبہار پریس اور وکٹوریہ پریس بھی چالو تھے۔

قیام پاکستان کے بعد اس شعبہ میں حیرت انگیز ترقی ہوئی اور دیکھتے دیکھتے یونین پرنٹنگ پریس ' پرویز پرنٹنگ پریس' سجاد پرنٹنگ پریس الیکٹرک پیرس ہمدرد پرنٹنگ پریس صدیقہ پرنٹنگ پریس الہلال پرنٹنگ پریس' سجاد پرنٹنگ پریس' مجاہد پرنٹنگ پریس' آسنگ پرنٹنگ پریس' ملتان آرٹ پیرس' منزل آرٹ پریس' روحانی آرٹ پریس اور نیو اسلامی آرٹ پریس منظر عام پر آگئے۔

ان پریسوں کے علاوہ ملتان میں چھپنے والے اخبار کوہستان ' جسارت' امروز اور نوائے وقت' نے اپنے اپنے پریس لگا لئے۔ طباعت کے کام میں اس وقت آفیسٹ پرنٹنگ ٹیکنیک سے کام لیا جاتا ہے۔

صحافت اور طباعت کا چولی دامن کا ساتھ ہے ملتان میں سب سے پہلا اردو روزنامہ 1853 میں منشی مہدی حسین خان نے "ریاض نور" کے نام سے شروع کیا 1954 میں فقیر غلام نصیر الدین نے اپنا اخبار " شعاع الشمس" جاری کیا 1922 میں اسد ملتانی نے ہفت روزہ "شمس" اور ماہنامہ انعام نکالا۔ اسی زمانے میں رگھناتھ رائے نے ملتان سے پہلا انگریزی ہفتہ وار تبلیغی اخبارPaeace جاری کیا۔ جو افریقہ' ملایا' برما اور جاپان تک جاتا تھا

1947 - 1930 کا زمانہ سیاسی بیداری کا زمانہ تھا۔ کانگریس اور مسلم لیگ کی کشمکش اور ہندو مسلم جذبہ مسابقت نے اخباروں کی مانگ میں اضافہ کر دیا۔ اور نئے نئے اخبارات منظر عام پر آنے لگے۔ اس دوران تقریبا 26 مسلم اخبارات اور 13 ہندو اخبار ملتان سے شائع ہوتے رہے۔

قیام پاکستان کے بعد فنی اعتبار سے پاکستان کی صحافت خصوصا اردو صحافت نے بہت ترقی کی ہے۔ ملک کے دیگر اشاعتی مراکز کی طرح ملتان بھی صحافت و اشاعت کا بہت بڑا مرکز بن گیا۔ اس وقت یہاں سے روزنامے ہفتہ وار' ماہنامے مختلف قومی اور علاقائی زبانوں میں شائع ہوتے ہیں۔ جن میں معاشرتی' سیاسی اقتصادی' ثقافتی اور مذہبی موضوعات پر بھرپور اندازہ

میں اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ علاقائی قومی اور بین الاقوامی مسائل پر تنقید و تبصرے کئے جاتے ہیں۔ لوگوں کے روز مرہ مسائل' حالات و واقعات سے باخبر رکھنے کے علاوہ ان کے رویہ جات Attitudes ذہنی میلانات Orientalion اور آراء Opinion کی تشکیل و تعمیر میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

برصغیر میں' جغرفیائی اور سیاسی اعتبار سے (Geo-Political) ملتان کی حیثیت ہمیشہ منفرد اور ممتاز رہی ہے۔ صدیوں سے یہ شہر (اور علاقہ) نہ صرف تہذیبی و تمدنی سرگرمیوں کا مرکز رہا ہے۔ بلکہ مختلف مذہبی و معاشرتی افکار کی آماجگاہ بھی رہا ہے۔ چنانچہ اس کی معاشرتی زندگی گوناں گوں خصوصیات کی آئینہ دار ہے۔ ملتان میں مرکزیت کے پیش نظر 1970 میں یہاں ریڈیو اسٹیشن قائم کیا گیا۔ اس کے ذریعے خبروں' تبصروں' تفریحی اور تعلیمی پرگراموں کے علاوہ کاشتکاری' حفظان صحت' تعلیم بالغام درس قرآن کے متعلق پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ بچوں' خواتین اور فوجیوں کے پروگرام بھی پیش کئے جاتے ہیں۔ ملتان ریڈیو نے علاقائی ثقافت اور سرائیکی زبان کے نفوذ (Diffusion) اورنشوونما میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ معاشی' معاشرتی اور سیاسی شعور کو اجاگر کیا ہے۔

ملتان ریڈیو کے ساتھ یہاں ٹیلی ویژن نیوز بیرو قائم کیا گیا جو مقامی تقریبات کو نہ صرف (Cover) کرتا ھے بلکہ دستاویزی فلمیں بھی تیار کرتا ھے۔ جو فی الفور لاھور ٹیلیویژن پر خصوصی طور پر دکھائی جاتی ہیں اور بعض پروگرام ملکی سطح پر دکھائے جاتے ہیں۔ نیشنل سنٹر اور ملتان آرٹ کونسل بھی قائم کئے گئے ہیں۔ جو ثقافتی سرگرمیوں میں بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ ایک اطلاعات کا وفاقی ادارہ بھی قائم کیا گیا ہے جو قومی وحدت کو مستحکم کرنے اور اطلاعات کو یکجا کرنے میں فعال کردار ادا کر رہے ہے۔

خطہ ملتان (شہر ملتان اور اس کے گردونواح کا علاقہ) کے اقتصادی ڈھانچے پر نظر دوڑائیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک زرعی معاشرہ ہے جس میں جاگیرداری نظام پایا جاتا ہے۔ بڑے بڑے جاگیردار شہروں (خصوصاً ملتان) میں رہتے ھیں اور ان کی زمینیں مزارعین کاشت کرتے ہیں۔ چناچنہ صدیوں سے یہاں دو پیداواری طبقات پائے جاتے ہیں ایک طرف غیر حاضر

Absenties جاگیردار ہیں اور دوسری طرف مزارعین ہیں۔ دونوں طبقات کے مفادات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لیکن وہ باہم برسرپیکار نہیں ۔ تاہم ان کے باہمی تعلقات میں قابل ذکر تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ جہاں مزارعین کے انداز فکر میں تبدیلی آرہی ہے وہاں جاگیرداروں کے رویے بھی تبدیل ہو رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کاشتکاری کے طریقوں میں تبدیلیاں آرہی ہیں ۔ جیسے فرسودہ آلات کی جگہ جدید زرعی آلات جن میں ٹریکٹر' ٹیوب ویل ' ویٹ تھریشر ' اور دیگر مشینیں کثرت سے استعمال ہو رہی ہیں ۔ کاشتکاری فی ایکڑ پیداوار بڑھانے ' نفع بخش فصلیں اگانے اور زیادہ سے زیادہ رقبہ زیر کاشت لانے کے لئے کیمیاوی کھاد' کیڑے مار ادویات کے استعمال کے لئے اپنی سوجھ بوجھ کو بڑھا رہا ہے ۔ چنانچہ ملتان زرعی کفالت میں نہ صرف آگے ہے بلکہ افراد کے معیار زندگی اور طرز حیات (Stayle of Life) بھی بدل رہے ہیں ۔

وہ اخبارات' ریڈیو' ٹیلی ویژن' فلم سے متاثر ہو کر اپنے رہن سہن کے اور تہذیب و تمدن کے جدید رجحانات کو فروغ دے رہا ہے۔ اب وہ وقت کی نبض کو سمجھنے لگا ہے۔ وہ کلائی پر گھڑی باندھتا ہے۔ شہر کے اچھے حجام سے بال بنواتا ہے اچھے ٹیلر ماسٹر سے اپنی پوشاک تیار کراتا ہے۔ اور اپنے گھر میں جدید ترین ضروریات زندگی کو اپنانے کے لئے دن رات کوشاں رہتا ہے۔ اس کے بچے اب شہر کے جدید سکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ گویا اس کی حریم ذات میں عصر حاضر کی ترجیحات ایک غالب شکل میں نمودار ہو رہی ہیں۔ اس کا ذوق اخبار بینی بڑھ رہا ہے ۔ اور وہ حالات و واقعات سے باخبر رہنا پسند کرتا ہے ۔

جہاں تک جاگیراوری نظام کا تعلق ہے اس کا خاصہ یہ ہے کہ۔ معاشرے کے گنے چنے جاگیردار طاقت و اختیار(Power of Authority) کے مالک ہوتے ہیں۔ وہ معاشرے کی پوری آبادی کو اپنی رعایا تصور کرتے ہیں۔ کیمونٹی (Community) کے اہم فیصلے انہی کی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں۔ اور وہی سیاہ و سفید کے مالک ہوتے ہیں۔ قومی سطح پر عوام الناس کی نمائندگی بھی یہی لوگ کرتے ہیں۔ ملتان کے سیاسی پس منظر پر نظر ڈالی جائے تو سیاست کے افق پر جاگیردار چھائے نظر آتے ہیں۔ تاہم پچھلی چند دھائیوں سے ان کی اجارہ داریوں میں دراڑیں نمودار ہو رہی ہیں۔ 1970 میں اس

نظام کو کسی حد تک دھچکا لگا۔ اور درمیانے طبقات سے کئی منتخب نمائندے سامنے آئے۔ گزشتہ تینوں بلدیات انتخابات میں بھی ایسے لوگ کامیاب ہوئے ہیں۔ جو درمیانے درجے سے تعلق رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں قیام پاکستان کے بعد ملتان میں آباد ہونے والے مہاجرین نے شروع شروع میں بلدیاتی صوبائی اور مرکزی انتخابات میں دلچسپی نہ لی اور اپنے آپ کو سیاسی سرگرمیوں سے الگ تھلگ رکھا۔ لیکن گزشتہ دو دھائیوں سے وہ سیاست میں بھرپور حصہ لینے لگے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ سیاسی معاملات میں لوگوں کے طرز عمل اور رویہ جات میں بتدریج تبدیلی رونما ہو رہی ہے۔ انتخابات میں ووٹر کی شرکت اور سیاسی پارٹی کے ساتھ نسبت میں بھی تبدیلیاں آرہی ہیں۔

جاگیرداری نظام کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ جاگیردار اپنی ذات کے علاوہ کسی دوسرے کا شملہ اونچا دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ وہ اقتصادی اور سیاسی تنظیم کی طرح معاشرتی تنظیم میں بھی مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ کیونٹی میں شادی بیاہ کا معاملہ ہو۔ مذہبی تقریب کا انعقاد ہو۔ تفریحی پروگرام طے کرنا ہو یا کوئی تنازعہ نپٹانا ہو۔ اس کی مرضی و منشا کا احترام لازم ہے۔ لیکن گزشتہ چند دھائیوں سے معاشرتی تنظیم بھی تغیرات کی زد میں ہے۔ حوالیاتی گروپ Referencesnce Group رائے عامہ کی لیڈر شپ (Opinion leaders) ماڈل شخصیت (Model Personality) کے اعتبار سے نئی نسل کے رویے تیزی سے بدل رہے ہیں۔ خطہ ملتان نوجوان آبادی' اسقدر جاگیرپرست نہیں۔ جسقدر ان کے آباؤ اجداد تھے۔ نوجوان نسل نے پرانے فرسودہ'طبقاتی نظام کی جگہ باہمی احترام کو اپنا مقصود نظر بنایا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ملتان کے معاشرتی و اقتصادی وسیاسی ڈھانچے میں جو تبدیلیاں گزشتہ چار دھائیوں میں رونما ہوئی ہیں۔ ان کے پیچھے علامتی عوامل Casual factors کارفرما ہیں۔ ماہرین ابلاغیات کا دعویٰ ہے کہ وہ ابلاغ عامہ کے ذرائع تین لازمی وظائف سرانجام دیتے ہیں۔ اولا وہ معاشرتی و اقتصادی نشوونما میں حصہ لیتے ہیں۔ ثانیا لوگوں کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں۔ ان میں خبر کے ساتھ نظر و فکر کا سامان بھی پیدا کرتے ہیں اور ثالثا تفریح فراہم کرتے ہیں۔ (1986 - 248 : Hassan etel) یہی وجہ ہے کہ ہم مذکورہ تحقیقی منصوبے میں ابلاغ عامہ کے کردار اور لوگوں کے رویہ جات میں تبدیلی

کے باہمی تعلق کی آزمائش و پیمائش کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس خطے میں رونما ہونے والے تغیرات اور رویہ جات کو تحقیق کی نظر سے اس لئے دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ اندازہ ہو سکے۔ 12.883 ملین آبادی کے سیاسی، معاشرتی رجحانات کیا ہیں اور ان رجحانات میں ابلاغیات کا کردار کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اس نوعیت کی اور اس سطح کی ملکی سطح پر کوئی تحقیقی سرمایہ موجود نہیں۔ اور نہ ہی اس موضوع پر کہیں سنجیدہ کوشش موجود ہے۔ ان گنت غیر مطبوعہ سرمایے شکست و ریخت اور فرسودگی کی نظر ہو رہے ہیں۔ اور اس کثرت سے بہت سا سرمایہ ادھر ادھر بکھرا ہوا ہے۔ اس کے لئے مربوط مبسوط تحقیق کی اشد ضرورت ہے تاکہ آج کا ملتان جو قدیم و جدید کے دوراہے پر ایک نئی زندگی اور ایک نئی فکر کو تشکیل کر رہا ہے۔ اپنی حسین تر اقدار کے ساتھ سامنے آسکے۔

منھاج تحقیق (Metodology)

بعض ماہرین علوم (بشمول ماہرین ابلاغیات کا کہنا ھے کہ معاشرتی تحقیق(Research social)کسی نظری دائرہ کار (theroatical Frame work) میں رہ کر کی جائے تو اس کے نتائج زیادہ معتبر(Reliable)اور باجواز (Valid) ہوتے ہیں

Labovity Hagedorn:1971 Kerliager 1967 Good and Hatt: 1956

Reilly 1981

Berkowitz: 1975

تاہم بعض ایسی ثقہ و مستند تحقیقات بھی موجود ھیں جو کسی نظریے کو پیش نظر رکھ کر نہیں کی گئیں۔ تاہم میں مذکورہ موضوع پر تحقیق کرتے ہوئے فسٹنگر (Festinger) کے نظریہ (Dissonance Cognitive)سے استفادہ کروں گا۔ ابلاغیات کی میدان میں گذشتہ دھائی میں جس قدر تحقیقات ہوئی ہیں ان میں سے بیشتر اسی نظریے کے دائرہ حالات میں کی گئی ۔مندرجہ ذیل تصیبات

(propositions) زیر تحقیق موضوع کی نہایت فصاحت کی ساتھ وضاحت کرتے ہیں

"Consideration of the matter leads to the idea that if a given dissonance exists and if the person is trying to reduce the dissonance by changing some opinion which he holds the person will be very receptive to communication attempting to then influence him in that direction. Likewise we would except a person to be very resistant to any influence attempt which would push him in the opposite directions". (Berkowitz: 148-52)

مثال کے طور پر بہت سارے لوگوں کا خیال ہے کہ دن میں تین بار دانتوں کو برش کرنا چاہیئے۔ لیکن ان میں سے اکثر ایسا نہیں کرتے۔ چنانچہ ان کے عقیدے اور فعل میں تضاد (Dissoncance) پایا جاتا ہے۔ اب اگر ذرائع ابلاغ انہیں یہ یقین دہانی کرائیں کہ ایک ایسا پیسٹ بھی موجود ہے۔ جس کو دن میں ایک بار استعمال کر لینا صحت مند دانتوں کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ ایک بار ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنے والوں کے عقیدے اور فعل کا تضاد ختم ہو جائے۔

Persuavise communications are very effective when they reduce dissonance and quite in-effective if being influenced would simply increase dissonance". (Berkowitz: 148-52)

فسٹنگر (Festinger) کا نظریہ ہماری تحقیق کے مظہار (Indicator) کے مدرکات

(Rationales) فراہم کرتا ہے۔ میں اس تحقیق میں مندرجہ ذیل مظہار استعمال کروں گا۔

جمہوری اور آزاد معاشرے میں رائے عامہ کو جو اہمیت حاصل ہوئی ہے۔ اس کے پیش نظر حکومت اور زندگی کے ہر شعبے میں لازمی ہو گیا ہے کہ کسی مسئلہ پر کوئی فیصلہ کرنے یا تبدیلی کا جائزہ لینے کے لئے اس مسئلہ پر رائے عامہ کا اندازہ کرنا ضروری لگتا ہے

اس کے مختلف معیار قائم کئے گئے ہیں۔ جن میں سرفہرست

1 انفرادی ترقی Individual Modernization

2 اداروں کی ترقی مین تبدیلی Institutional Change

3 معاشرے کے مجموعی ڈھانچے میں تبدیلی انفرادی ترقی کے بارے میں Structure Change

Erner اور ان کے دوسرے معاون ساتھیوں کے افکار وخیالات ہماری رہنمائی کرتے ہیں اور ہمیں منطق نتائج تک لے جانے میں معاونت کرتے ہیں اس میں انفرادی سطح پر تبدیلی کا جائزہ ان امور سے لگایا جاتا ہے۔ کہ فرد کس قدر وقت کا پابند ہو گیا ہے۔ اس میں کس قدر قوت برداشت آگئی ہے۔ وہ طرز کہن سے ٹیکنالوجی اور جدید اصلاحات کو کس خوشی دلی سے قبول کرتا ہے اور نئے افکار و خیالات سے کس قدر رغبت رکھتا ہے اور انہیں قبول کرتا ہے۔ خاص طور پر انفرادی ترقی کی اس تبدیلی کو میں اپنی تحقیق کے لئے اساس بناؤں گا تاکہ نتائج کا حصول تیز اور سہل ہو۔

دوسری سطح پر اداروں میں تبدیلی کی ترقی ایسے ہی ہے جیسے جائینٹ فیملی کی جگہ نیوکلیر فیملی کی تبدیلی رونما ہونے لگے۔ سیاست میں جمہوری طرز زندگی کی تبدیلی کے آثار ہویدا ہو جائیں۔ مجموعی معاشرے کے ڈھانچے میں تبدیلی کا رونما ہونا ایسے ہی ہے جیسے دنیا میں باضابطہ زندگی گزارنے کے لئے اپنے اردگرد بسنے والوں سے رابطہ قائم کرنا ان کے معیار زندگی اور افکار میں حصہ لینا اور ان سے

سیکھنا یہ اسی تبدیلی میں آتا ہے۔ ایک دوسرے سے رابطہ قائم رکھنا انسان کی فطرت ہے۔ اور اس رابطہ کے لئے کیمونی کیشن اہم ترین ہتھیار ہے۔ اس کیمونی کیشن میں اخبارات سرفہرست ہیں اس کے بعد ریڈیو ٹیلی ویژن اور دوسرے جدید ابلاغ کے ذرائع شامل ہیں۔ جو معاشرے کے مجموعی ڈھانچے میں تبدیلی کا سبب بنے ہیں۔ میں اپنی تحقیق میں انفرادی ترقی' اداروں کی ترقی سے استفادہ کروں گا۔ تاکہ نتائج واضح اور منطبق ہوں۔

الف۔ معاشی عملیہ جات Social Processes

1 باپ اور بیٹے کی اقتصادی سرگرمیاں (اگر فرق ہو تو اس کی وجہ)

2 معیار زندگی اور طرز حیات کا موازنہ۔

3 باپ اور بیٹے کے درمیان حرکت پذیری۔

4 اقتصادی رویوں میں تبدیلیاں

5 معاشی تعلقات کی ماہیت میں تبدیلیاں (مزارعین اور جاگیردار مزدور اور کارخانہ دار)

ب۔ سیاسی طرز عمل Political Behaviour

۱ سیاسی سرگرمیوں میں شرکت کی بنیاد پر (خونی رشتہ داری' ذات پات' نظریاتی لگاؤ' مذہبی عوامل)

۲ سیاسی پارٹی کے ساتھ نسبت (مستقل رکنیت' وقتی اور جزوقتی شرکت)

۳ ووٹ کا استعمال (کن شرائط پر)

۴ سیاسی رویوں میں تبدیلیاں

ج۔ معاشرتی عوامل Social Factor

۱ معدنی' تعلیمی اور صحت کی سہولتوں کا ادارک اور حقوق کا مطالبہ۔

۲ نظام عقائد و اقدار میں تبدیلیاں۔

۳ خاندانی ادارے میں تبدیلیاں

۴ علاقائی مفادات کا شعور

مذکورہ تحقیق کے لئے مواد کی فراہمی کے لئے میں مندرجہ ذیل ذرائع سے استفادہ کروں گا۔ اولا 87-1947 کے دوران ملتان میں چھپنے والے اخبارات و رسائل ہیں۔ ثانیا ریڈیو پاکستان ملتان کی نشریات اور پاکستان نیشنل سنٹر ملتان اور آرٹ کونسل ملتان کی کارکردگی کا جائزہ اور ثالثا معاشرتی سروے ہے۔

معاشرتی سروے (Social Survey) کے ذریعے لوگوں سے براہ راست معلومات حاصل کی جائیں گی۔ اس مقصد کے لئے سوالنامہ (Questionarie) ترتیب دیا جائیگا۔ جو جوابدھندگان (General Universe) کی مادری زبان میں ہو گا۔ سوالنامے میں ذرائع ابلاغ کے کردار کی بدولت جو رویے بنے ہیں انی کی پیائش کی جائے گی۔

معاشرتی سروے کے لئے ضلع ملتان کو عمومی کائنات (General Universe) سمجھا جائے گا۔ اور ملتان شہر کے تین حلقے (ہنوں کا چھجہ، ممتاز آباد، گلگشت) اور نواح کے دو علاقے (نواب پور، اور لاڑ) تحقیق کائنات کا (Universe Research) تصور کیا جائے گا۔

تحقیق کائنات کا تعین میں نے مندرجہ ذیل مدرکات کو سامنے رکھ کر کیا ہے۔

۱ مذکورہ علاقے، ملتان شہر اور نواحی علاقوں کے مختلف گروہوں، آبادیوں کی نمائندگی کرتی ہیں۔

۲ اپنے اپنے علاقوں میں رہائش پذیر آبادی، اپنے اندر متجانس (Homogeneous) خصوصیات رکھتی ہے۔

تحقیق کائنات میں سے نمونہ بندی (Sampling) کے ذریعے اکائیوں کا انتخاب کیا جائے۔ پھر تحقیق علاقے میں سے آبادی کے تناسب کے مطابق نمونے کی اکائیوں کا انتخاب کیا جائے۔ محقق اس تحقیق کو کوٹہ بندی (Quota Sampling) کی تیکنیک استعمال کرے گا۔ (Stephen: 1963) اس کی وجہ یہ ہے کہ اتنی وسیع آبادی میں احتمالی نمونہ بندی کے

استعمال کے لئے بے پناہ اخراجات درکار ہونگے۔ اور وقت بھی زیادہ درکار ہو گا۔ جس کا کوئی بھی واحد محقق (Single Researcher) متحمل نہیں ہو سکتا۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ موجودہ تحقیق کا عملی انصرام (Practical Feasibility) ممکن ہے۔ کیونکہ اولا محقق، رائے دہندگان کی مادری زبانوں سے پوری طرح واقف ہے۔ وہ اردو، سرائیکی، اور پنجابی پر عبور رکھتا ہے۔ اور یہی زبانیں رائے دہندگان کی مادری زبانیں ہیں۔ ثانیا محقق نے ایم اے سیاسیات کے دوران اور موجود منصب پر کام کرنے کے دوران معاشرتی سروے کے طریقوں پر پوری مہارت حاصل کر لی ہے اور ثالثا یہ کہ ملتان کے ذرائع ابلاغ عامہ سے وابستہ افراد نے تعاون کی یقین دہانی کرائی ہے۔

ذرائع ابلاغ عامہ کے کردار کے اثرات کا جائزہ

مواد کی فراہمی (Collection of data) کے بعد میں شماریاتی طریقوں سے خصوصاً بیانیہ شماریات کی مدد سے اس کا تجزیہ کروں گا۔ اس مقصد کے لئے دو اقدامات اٹھائے جائیں گے۔ اولاً رائے دہندگان کی حیاتیاتی اور معاشرتی و اقتصادی خصوصیات کی جدول (Tables) تیار کی جائیں گی جیسے رائے دہندگان کی بلحاظ عمر، صنعت، تعلیم، قومیتی گروہ، پیشہ، آمدنی تقسیم، پیش کی جائے گی۔ ثانیاً رویہ جات Attitudes) اور آراء Opinions کی پیائش کی جائے گی۔ اس مقصد کے لئے فیصد Percentile اور Chi-square test (x) کی مدد سے نتائج اخذ کئے جائیں گے۔

۱۔ اقتصادی سرگرمیوں اور ابلاغ عامہ کے اثرات کے مابین تعلق قائم کیاجائے گا۔

۲۔ سیاسی طرز عمل اور ابلاغ عامہ کے اثرات کے باہم دیگر تعلق کی پیائش کی جائے گی۔

۳۔ معاشرتی عوامل اور ابلاغ عامہ کے اثرات کے باہمی رشتہ کی آزمائش و پیائش کی جائے گی۔

محقق آخر میں آزمائشی (Tentatives) نتائج اور تعمیمات Generalization اخذ کرے گا اور نتائج کا موازنہ پہلے سے موجود تحقیقات کے نتائج سے کرے گا۔

کتابیات

نمبرشمار	مصنف	کتاب	ناشر/ایڈریس
۱	آرسی ٹمپل	حکایات پنجاب (چار جلدیں)	مجلس ترقی ادب لاہور اول 1976
۲	اکرام الحق شیخ	ارض پاکستان	شعبہ نشرو اشاعت الاکرام ملتان 1972
۳	ابن بطوطہ (مترجم رئیس احمد جعفری)	سفر نامہ ابن بطوطہ رعجائب الاسفار۔	نفیس اکیڈمی کراچی طبع چہارم 1968
۴	ابن رستہ	الاعلاق النفیسہ 290ھ (عربی)	لیڈن پریس 1892ء
۵	ابن حنیف مرزا	سات دریاؤں کی سرزمین	کاروان ادب ملتان بار اول 1980ء
۶	ابواللیث صدیقی ڈاکٹر	ادب و لسانیات	اردو اکیڈمی سندھ کراچی 1970
۷	البلاذری	فتوح البلدان 892ء	دارالطبع جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن 1940ء
۸	اطہر مبرک پوری قاضی	عرب و ہند عہد رسالت میں	ندوۃ المصنفین دہلی 1965
۹	اطہر مبارک پوری قاضی	ہندوستان میں عربی حکومتیں	مکتبہ عارفین کراچی
۱۰	اولاد علی سید گیلانی	مرقع ملتان	سیکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ، ملتان نے 1938 میں شائع کیا
۱۱	اے آر خالد	فن خبر نویسی (رپورٹنگ)	مکتبہ کارواں۔ لاہور 1980
۱۲	اے۔ آر۔ خالد	ٹیلی ویژن اور ابلاغ	مکتبہ کارواں لاہور 1987
۱۳	اے۔ آر۔ خالد	فن خبر نویسی	مکتبہ کارواں لاہور 1987
۱۴	بالکش بتر	تاریخ ملتان دیو مالا	ملتان
۱۵	حکم چند لالہ (نائب مہتمم بندوبست ملتان)	تاریخ ملتان	1983ء ملتان
۱۶	خلیق الرحمان خان	زبان خلق	ملتان آرٹ پریس، ملتان

۱۷	سلیمان ندوی سید	عرب و ہند کے تعلقات	کریم سنز پبلیشرز کراچی۔
۱۸	شفیق جالندھری	اردو کالم نویسی	علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ' اردو بازار لاہور۔
۱۹	شفیق جالندھری	فیچر نگاری	علمی کتاب خانہ اردو بازار
			لاہور مئی 1983ء
۲۰	عبدالحق مہر ڈاکٹر	ملتان زبان اور	اردو اکادمی' بہاولپور' بار اول
	اور اس کا اردو زبان سے تعلق		
۲۱	عبد الغفور خواجہ	طنز و مزاح کا تنقیدی جائزہ۔	نئی دہلی' بھارت
۲۲	عتیق فکری علامہ	العتیق' العتیق	1970ء ملتان
۲۳	عتیق فکری علامہ	نقش ملتان (جلد اول	فکری اکیڈمی شراکت مجلس
		ثقافت و تاریخ ملتان۔ جنوری 1982ء	
۲۴	علی بن احمد بن ابوبکر کوفی (نبی بخش خان بلوچ ڈاکٹر مترجم)		چچ نامہ سندھی ادبی بورڈ' حیدر آباد'
	پہلا ایڈیشن۔ اپریل 1963		
۲۵	(نبی بخش خان بلوچ ڈاکٹر مترجم) کرعلی شیر قانع ٹھٹھری		تحفۃ الکرام ڈ ا ر چی59 0 سندھی اد
۲۶	عبدالرحمن خان منشی	آئینہ ملتان	مکتبہ اشرف المعارف' ملتان
۲۷	عبدالرحمن خان منشی	ملتان ذیشان	ملتان آرٹ پریس 1986
۲۸	عبدالسلام خورشید ڈاکٹر	فن صحافت	مکتبہ کارواں' لاہور 1986ء
۲۹	عبدالسلام خورشید ڈاکٹر	صحافت پاک و ہند میں	مکتبہ کارواں لاہور 1986
۳۰	عبدالسلام خورشید ڈاکٹر	تعلقات عامہ	مکتبہ کارواں' لاہور جولائی 1987
۳۱	عبدالسلام خورشید ڈاکٹر	فن صحافت	مکتبہ کارواں' لاہور 1986
۳۲	عبدالمجید ملک' غلام فرید خاں	ابتدائی معاشریات	سٹینڈرڈ بک ہاؤس' لاہور 1985

۳۳	فرحت ملتان	اولیائے ملتان	مکتبہ تنویر ادب' ملتان 1984
۳۴	کرم الٰہی بدر	تاریخ ملتان	امتزاج پبلی کیشنز لاہور 1978
۳۵	لطیف ملک (مرتبہ)	ابوریحان البیرونی	سنگ میل پبلی کیشنز لاہور
۳۶	محمد معصوم میر بکھری	تاریخ معصومی (قلمی نسخہ	سندھی ادبی بورڈ 'کراچی 1959
	(نبی بخش خان بلوچ مترجم)	خدا بخش لائبریری بانکی پور ترجمہ)	
۳۷	محمد اکرام شیخ	اود کوثر	ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور
۳۸	محمد اکرم شیخ	آب کوثر	ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور (ساتویں بار 1975
۳۹	محمد سعید شیخ مترجم	معاشرہ اور ابلاغ عامہ	یونیسکو پبلی کیشن مئی 1986
۴۰	مولانا سید سلیمان ندوی	عرب و ہند کے تعلقات	کریم سنز پبلیشرز' کراچی
۴۱	مہدی حسن	ابلاغ عامہ	مکتبہ کارواں لاہور 1986
۴۲	مہدی حسن	ابلاغ عام	مکتبہ کارواں' 1974
۴۳	مہدی حسن	نفسیاتی جنگ	مکتبہ کارواں لاہور 1983ء
۴۴	مسکین علی حجازی	فن ادارت	اردو سائنس بورڈ لاہور 1976
۴۵	مسکین علی حجازی	اداریہ نویسی	سنگ میل پبلی کیشنز لاہور 1986
۴۶	محمد حنیف رامے	پنجاب کا مقدمہ	جنگ پبلیشرز لاہور جولائی 1985
۴۷	ندوی مسعود علی	ہندوستان عربوں کی نظر میں	دارالمصنفین اعظم گڑھ (1960)
۴۸	ندوی ابو ظفر مولانا	تاریخ سندھ (حصہ اول و دوم)	معارف اعظم گڑھ 1366ھ 'انڈیا
۴۹	نور احمد خان فریدی	تذکرہ حضرت بہاالدین زکریا ملتانی	علماء اکیڈمی شعبہ مطبوعات

محکمہ اوقاف، پنجاب لاہور 1980

جرائد و رسائل

۱۔ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ ماس کیمونی کیشن کے " جرنلزم " کے شمارے۔

۲۔ ملتان یونیورسٹی میگزین 78-1977

۳۔ ملتان ما ' بہاء الدین زکریا یونیورسٹی 1982

۴۔ " زلال " میگزین ' بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان 1985

۵۔ اردو زبان کا اصلی مواد سندھ ' رسالہ اردو انجمن ترقی اردو کراچی ' اپریل 1951ء (تحریر پر حسام الدین راشدی)

۶۔ ملتان غیر ملکی سیاحوں کی نظر میں " روزنامہ ملتان نمبر 28 جون 1978ء (تحریر: ڈاکٹر محمد رفیق مغل)

۷۔ دیکھ لیا ملتان ' ڈاکٹر زاہد علی واسطی دسمبر 1987ء اقساط

۸۔ کوہستان کے پرچے

(ایک سے 25 تک فائل مکمل) 1959 سے اکتوبر 1967 تک کے فائل جو سنٹرل لائبریری بہاولپور میں موجود ہیں

۹۔ نوائے وقت کے پرچے

جون 1959 سے 1966 کے فائل اور 1978ء سے اب تک کے فائل جو ملتان اور سنٹرل لائبریری بہاولپور میں موجود ہے

۱۰۔ امروز ملتان کے پرچے

1959 سے لیکر اب تک پرچے ملتان اور بہاولپور میں موجود ہیں۔

۱۱۔ جسارت کے پرچے فائل

۱۲۔ امن ' پکار جنگ ' اخبار جہاں اور دوسرے قومی جرائد و اخبارات کی فائلیں۔

۱۳۔ سیرو سفر ' التمش ' ریاضی کے پرچے

۱۴۔ ملتان آرٹس کونسل کے مسودے اہم سرکار فائل ۔

۱۵۔ وفاقی و صوبائی دفاتر اطلاعات و تعلقات عامہ کے فائل۔

۱۶۔ ریڈیو پاکستان ملتان کے غیر مطبوعہ فیچر۔ سکرپٹ۔ ریڈیو لائبریری کا ریکارڈ۔

۱۷۔ ٹیلی ویژن' نیوز بیورو کی اطلاعات اور رپورٹیں

۱۸۔ علمی' تہذیبی اداروں کا غیر مطبوعہ کام اور منصوبے۔

۱۹۔ نیشنل سنٹر کے اعلامیے ر پریس ریلیز اور فائلیں

۲۰۔ **Forty Years of th Pakistan Times**

15-03-1987. (A special Supplement)

۲۱۔ ڈان اخبار کے سپلیمنٹ برائے ماس کمیونی کیشن'

باب اول

ذرائع ابلاغ اور ان کے معاشی' سیاسی اور تہذیبی اثرات

ذرائع ابلاغ:

گزشتہ نصف صدی میں ابلاغ عام کو جو ترقی اور اثر پذیری حاصل ہوئی ہے اس کا اندازہ دنیا کے مختلف معاشروں' علاقوں خطوں کے افراد کی سوچ کی تبدیلی سے لگایا جا سکتا ہے۔ ذرائع ابلاغ نے دنیا کے ہر خطہ پر آباد افراد پر گہرے نقوش مرتب کیئے ہیں ان کے انداز معاشرت' ان کی سیاسی' فکری اور تہذیبی سوچ کو اس طرح ڈھالا ہے کہ وہ افراد اپنے آپ کو پوری دنیا کا ایک حصہ تصور کرتے ہیں اور اپنے آپ کو Global Village کے شہری خیال کرتے ہیں۔ ان ذرائع ابلاغ میں اخبارات' رسائل' جرائد' ریڈیو' ٹیلی ویژن' مواصلاتی سیارے سے براہ راست ٹیلی کاسٹ' Satellite Dish پروگرام' فلم وی سی آر ' کیسٹ پلیئر' سمعی و بصری ذرائع ابلاغ " ملکی اور غیر ملکی خبر رساں ایجنسیاں اور دیگر ذرائع ابلاغ شامل ہیں جو ہماری معاشرتی' ثقافتی ' سیاسی' تہذیبی زندگی پر اثرات ڈالتے ہیں اور ایک نئی سوچ' تبدیلی کے موجب بنتے ہیں یہ ذرائع ابلاغ عوامی شعور کو بیدار کرنے ' پہلے سے بہتر انداز معاشرت اختیار کرنے اور سیاسی اور تمدنی طور پر آگے بڑھنے' غربت و افلاس اور جہالت کے خاتمہ اور علم کی روشنی پھیلانے میں اپنا کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ ان ذرائع کا دوسرا اہم کردار یہ بھی ہے کہ یہ نہ صرف جمہوری اداروں کو استحکام بخشتے ہیں بلکہ جمہوری انداز فکر کی تربیت بھی کرتے ہیں۔ یہ ذرائع عوام کو جمہوری اثرات اور جمہوری برکات سے آگاہ کرتے ہیں۔

مطبوعہ صحافت (Print Media)یا پرنٹ ٹیکنالوجی (Print Technology)

اس مطبوعہ صحافت میں تمام اخبارات' جرائد و رسائل شامل ہیں جو کسی بھی ملک میں کسی بھی صورت میں نکلتے ہیں خواہ یہ روزنامے ہوں یا سہ روزہ ہفتہ روزہ' ماہانہ' سہ ماہی' ششماہی' سالانہ ہوں اس میں ملکی سطح کے جرائد و رسائل بھی شامل ہوتے ہیں اور علاقائی بھی پرچے شامل ہوتے ہیں یہ پرچے جہاں پورے ملک کی سیاسی ' معاشی ' معاشرتی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں

وہاں علاقائی پرچے اپنے دائرہ اختیار میں اور اپنی علاقائی وسعت میں اپنا فعال کردار ادا کرتے ہیں اور ایک مخصوص خطے کی زندگی میں تبدیلی کا موجب بنتے ہیں۔

پرنٹ میڈیا کی تاریخ کہاں سے شروع ہوتی ہے اور کس طرح برصغیر میں پہنچتی ہے اور پھر اس کے بعد پاکستان میں 1947 سے لیکر آج کے عہد تک اس کا کیا کردار اور اثر ہے یہ بذات خود ایک باب یا دفتر کی متحمل ہے ایک عمومی سا جائزہ اس غرض سے شامل ہے کہ پرنٹ میڈیا ایک ایک سرسری صورتی میں سامنے آسکے ایم۔ ایس ناز کے مطابق

"یورپ میں چھپائی کا فن پندرھویں صدی میں ایجاد ہوا اول اول مسٹر فاسٹ اور مسٹر پھفر اور مسٹر گوٹن برگ صاحب نے مقام سٹرن جو دریائے راٹن کے کنارے پر واقع ہے کتابیں چھاپنی شروع کیں"

(ا) اس نظریہ کو تقویت دینے کے لئے جان۔ آر۔ بشنر نے کہا ہے کہ

In the fifteenth century human ingeruity created a major break through in Technology. The invention of moveable type and introduced it to the european continent people could now produce and send messages much faster from this point on break through in communication technology much roomed because accelerating the recording of knowledge made possible a much more rapid exchange of information. Two important developments followed the invention of moveable type. First the use of a paper making machine in the eighteenth century made it possible to mass product and cut paper in specific sized reducing the cost of production. Second the application of steam

power to the printing press as alternative to human labour made possible true mass production of printed material (2)

اس طرح برصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی آمد سے مطبوعہ صحافت کا آغاز ہوا ہے کیونکہ طبع شدہ اخبار نکالنے کا خیال سب سے پہلے کمپنی ہی کے ناراض ملازمین کو آیا اور ایک ناکامی کے بعد کامیابی بھی ایک انگریز ملازم ہی کو ہوئی۔ اخبار نکالنے کی پہلی کوشش ولیم بونٹس نامی ایک ولندیزی نے کی جسے کمپنی نے اپنی ملازمت سے برطرف کر دیا تھا۔ برصغیر سے پہلا مطبوعہ اخبار 1780 میں " ہکیز بنگال گزٹ " یا کلکتہ جنرل ایڈورٹائیزر کے نام سے کلکتہ سے نکالا جس کے جاری کرنے والے کا نام جیمز آگسٹس ہکی تھا جو ایسٹ انڈیا کمپنی کا ایک برطرف شدہ ملازم تھا "(3)

۳۔ برصغیر میں جس تیزی سے مطبوعہ صحافت نے ترقی کی اور جس طرح ہر علاقے اخبارات' جرائد شائع ہوئے اس سے مطبوعہ صحافت کی اثر پذیری میں بھی وسعت آئی۔

آزادی کے بعد پاکستان میں بھی مطبوعہ صحافت نے خاصی ترقی کی ہے جناب مسکین علی حجازی کے مطابق

" اس وقت پاکستان میں روزانہ اخبارات کی تعداد ڈیڑھ سو کے لگ بھگ ہے " (4)

انگریزی کے قابل قدر اخبارات میں

۱۔ دی پاکستان ٹائمز

۲۔ ڈان

۳۔ مسلم

۴۔ نیشن

۵۔ ڈیلی نیوز

۶۔ دی لیڈر

۷۔ پاکستان ابزرور

۸۔ فرنٹیئر پوسٹ

۹۔ دی سٹار

۱۰۔ بزنس ریکارڈر

۱۱۔ بلوچستان ٹائمز

۱۲۔ دی مارننگ نیوز

۱۳۔ خیبر میل

اردو اخبارات میں

۱۔ جنگ

۲۔ خبریں

۳۔ روزنامہ پاکستان

۴۔ نوائے وقت

۵۔ مساوات

۶۔ جسارت

۷۔ حریت

۸۔ امن

ایس' ایچ ہاشمی کے مرتب کردہ اعداد و شمار کے مطابق روزناموں کی تعداد ۱۲۲ ہے جبکہ ہفتہ روزہ کی تعداد ۳۲۹ ماھانہ کی ۵۴۳ ہے یہ اعداد و شمار اگرچہ خاصے پرانے ہیں اب ان اخبارات' جرائد اور رسائل میں خاصا اضافہ ہوا ہے علاقائی مجلوں' جرائد و

رسائل کی تعداد ان گنت ہے۔

اسی طرح زرائع ابلاغ صرف جرائد و رسائل تک محدود نہیں بلکہ ان میں کتب میگزین' نغمات گیت بھی شامل ہیں جو عوام کی آراء' فکر پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

جدید ابلاغ عام میں لیڈر ان کرام کی تقاریر' عوامی اجتماع' جشن میلے' تہوار' سیمینار' اخبارات کے فورم' کھلی کچہریاں' مزاکرے' بروشر' پمفلٹ' وائر کمونی کیشن' ٹیلیفون سبھی عوام کی اطلاعات میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں اور ان کی مجموعی سوچ' فکر کی شیرازہ بندی کرتے ہیں۔ اور عوام کے جمہوری شعور میں پختگی پیدا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج صحافت کو مجموعی اعتبار سے ریاست کا چوتھا ستون کہا جاتا ہے اور ان کو کسی بھی جمہوری ملک میں متوازن پارلیمنٹ کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ زرائع احتساب اور افراد اور اداروں کی مجموعہ کارکردگی کا جائزہ لیتے ہیں سب اچھا ہونے کی بجائے اس نقطہ نظر کو اجاگر کرتے ہیں کہ کسی بھی عمارت کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی مرمتی کے عمل کو جاری رکھا جائے اور اسے شکست و ریخت سے بچایا جائے یہی حال زرائع ابلاغ کا ہے کہ وہ تصویر کے دونوں رخ پیش کرتے ہیں اور رائے عامہ کو اس بات پر تیار کرتے ہیں کہ وہ بہتر صورت' تصویر کو قبول کریں اس طرح زرائع ابلاغ کا کردار قومی زندگی میں قانون' ضابطہ اور اخلاقی اقدار اور اوصاف کو ہر آن مقدم رکھنا ہے۔ جب ہم زرائع ابلاغ کا تذکرہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے دو میڈیا سر فہرست ہوتے ہیں جن میں

۱۔ ELECTRONIC MEDIA الیکٹرانک میڈیا

۲۔ PRINT MEDIA پرنٹ میڈیا یا مطبوعہ صحافت

۱۔ الیکٹرانک میڈیا میں ریڈیو ٹیلی ویژن' فلم اور دیگر دستاویزی فلم نشری تقاریر' مکالمے ڈرامے فیچر' رپورٹ ریڈیو ٹیلی ویژن پر ' اداریہ' فیچر' کالم اور حالات حاضرہ کے تبصرے اور ماہرین علوم و فنون کی آراء' لیڈران قوم کا کسی موضوع پر خطاب' فورم اور نقطہ نظر شامل ہیں۔ بلکہ اس میں وہ ارٹسٹ بھی شامل ہیں جو کسی مصنوعات کی تشہیر کا اپنے آرٹ سے اظہار کرتے ہیں۔

زرائع ابلاغ کی اثر پذیری اور رائے عامہ کی بیداری میں اس کے کردار کی وضاحت ڈاکٹر محمد شمس الدین کرتے ہیں۔

" ایک موثر نظام ابلاغ کی موجودگی کے بغیر کسی ملک کی معاشی شیرازہ بندی اور استحکام ممکن نہیں ہے۔ ابلاغ عامہ کے زرائع قومی ضروریات اور مقاصد کے مطابق ظہور میں آتے ہیں یہ ایک انتہائی موثر اور فعال کام کرتے ہیں مثلاً پریس نہ صرف معلومات کی فراہمی اور رہنمائی کا کام کرتا ہے بلکہ یہ عوام کا نگران اور ان کے حقوق کا بھی امین ہوتا ہے۔ ریڈیو' ٹیلی ویژن اور سینما ایسے زرائع ابلاغ ہیں جو عوام کے ذہنوں پر اتنا گہرا اثر ڈالتے ہیں کہ عوام محسوس کرتے ہیں کہ وہ خود قومی و ملکی معاملات میں عملاً شریک ہیں۔ زرائع ابلاغ زندگی کے مختلف شعبوں میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی رفتار کے ساتھ چلتے ہیں اس طرح زرائع ابلاغ کے دو بہت ہی اہم پہلو ہیں اول یہ کہ عوام کو اطلاع دینا اور جمہوری فضا میں لوگوں کی آراء کا انعکاس کرنا دوم یہ کہ قومی آمدنی میں اضافہ کے لئے اشتہار سے کام لینا لیکن اس کے ساتھ ایک اہم کام یہ کہ زرائع ابلاغ ہماری سماجی زندگی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

زرائع ابلاغ کے دوسری اہم ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ ایک جدید معاشرہ کی تشکیل اس طرح کرتے ہیں کہ وہاں شرح خواندگی میں اضافہ ہو جائے۔ معیار زندگی پہلے سے بہتر ہو جائے۔ فی کس آمدنی میں اضافہ کرنے کا شعور بیدار ہو جائے۔ سیاست' تجارت امپورٹ' ایکسپورٹ میں پہلے سے زیادہ رجحانات فروغ پذیر ہو جائیں۔ اداروں کے قیام کے لئے پختہ سوچ تیار ہو جائے اس کے استحکام کے لئے عملی مثالی کرار سامنے آئے۔

زرائع ابلاغ کی ایک جامع تعریف جان۔ آر۔ بٹنر نے کچھ یوں کی ہے۔

What is Mass Communication It is the dead line of the i nvestigative journalist the creative artistry of documentaries the bustle of net work newsreem the silence of a computer the hit record capturing the imagaination of millions

اس تعریف کی رو سے زرائع ابلاغ کا کردار جہاں معاملات کی چھان بین' تحقیق اور تشویش شامل ہے وہاں لاکھوں افراد کی امکانی سوچ بھی شامل ہے جو عصر حاضر میں کمپیوٹر کی مدد سے متعین کی جاتی ہے۔

زرائع ابلاغ جس تیزی سے عصر حاضر کی ضرورتوں میں شامل ہو گئے ہیں اس کا اندازہ مزکورہ بالا تعریف سے بخوبی ہے ایک طرف اس کا تعلق تحقیق اور تشویش سے ہے اور دوسری طرف اس کا تعلق تخلیق سے ہے تاکہ جدید زرائع سے بروقت نتائج تک رسائی حاصل کی جائے اور اس میں کمپیوٹر کی جدید سہولتیں بھی شامل ہیں۔

ابلاغ کی اس وسعت میں ڈوگ نیوسم اور جیمز۔اے وولرٹ نے جین۔ایف جان کوسکی کا حوالہ دیا ہے۔

We are entering an era of extra ordinary developments in communications not just here but around the world It is important that our perception of the relations ship between the individual and the media develops and grows along with our new capacities. It is does we shall under stand better what is possible and what is not It is does not we shall go on finding phantom causes and proposing shadow cures for concerns that deserve and need hander and better thinking.

اس تعریف کی رو سے ہم ایک ایسے عہد میں داخل ہو رہے ہیں جو ابلاغ ہیں جو ابلاغ کی ترقی کی وجہ سے نہیں بلکہ پوری دنیا میں اس کے اثرات نمایاں ہیں۔ فرد سے لیکر میڈیا تک نئی قوتوں کا اظہار ہے۔

اس تعریف کی رو سے زرائع ابلاغ کا جو نقشہ ہمارے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم کیا کر سکتے ہیں کیا ممکن ہے اور کیا ممکن نہیں ایک حقیقی سوچ اور ابرو چرذہنوں میں پیدا ہوتی ہے۔

میڈیا کیا ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ میڈیا کا اصل ماخذ میڈیم ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ پیغام کس طرح

پہنچایا جائے۔ اس کے لئے کیا ذریعہ' کیا طریقہ اور کیا وسیلہ ہونا چاہئے اور اس کا سامعین اور ناظرین پر کیا اثر ہوتا ہے اور اس اثر سے کیا مطلوبہ نتیجہ حاصل کیا جاتا ہے۔ اور اس پیغام کی اثر آفرینی کا اندازہ اس ٹیکنالوجی سے بھی لگایا جاتا ہے جس کی معرفت سے یہ پیغام ان افراد تک پہنچتا ہے جو اس پیغام سے جانکاری کے آرزومند ہیں۔

جہاں تک پرنٹ میڈیا کا تعلق ہے جس کا عمومی تذکرہ ہو چکا ہے۔ یہ پرنٹ میڈیا مشتمل ہے اخبارات' میگزین' پوسٹر' بروشر' کتب اور وہ تمام مواد جس کا مطالعہ کیا جائے اب اس مطالعہ میں ایک بات شامل ہے کہ بعض اوقات کچھ چیزوں کی سمجھ فوری طور پر نہیں آتی اس کے لئے تصاویر' خاکوں اور نقشوں کا انتخاب کرنا پڑتا ہے۔

" چینی مقولہ ہے کہ ایک اچھی تصویر ہزار الفاظ سے بہتر ابلاغ کرتی ہے یہ دور تصویری صحافت کا دور ہے۔ بچے' بوڑھے' خواندہ و نیم خواندہ' مزاح پسند و سنجیدہ و متین ہر مزاج اور ہر طبقے کے لوگ تصاویر پسند کرتے ہیں اور انہیں شوق سے دیکھتے ہیں۔ فیچرز کے لئے تصاویر کی خاص اہمیت ہے انہیں قارئین کے لئے زیادہ سے زیادہ دلچسپ اور پرکشش بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اور آسان' فہم اور خوبصورت انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ دلچسپی' وضاحت اور کشش کے یہ مقاصد تصاویر کے استعمال کے بغیر پورے نہیں ہو سکتے۔ (8)

جب ہم تصاویر کی بات کرتے ہیں تو اب اس میں بھی کئی ترقی یافتہ صورتیں پیدا ہو گئی ہیں مثلا بلیک اینڈ وائیٹ تصاویر اور رنگین تصاویر اس کے علاوہ ٹرانس پرنسیز جو عصر حاضر کے میگزینوں میں بڑی عمدگی سے استعمال کی جارہی ہیں جدید اخبارات بھی ان تصاویر سے فائدہ اٹھارہے ہیں۔

اخبارات:

زرائع ابلاغ میں اخبارات کا کلیدی کردار ہے جدید دور کی (Wire Service) اس میڈیا کی مرہون منت ہے پرنٹ میڈیا میں اخبارات کے بعد میگزین کا تعلق ہے جن کی سرکولیشن خاصی ہوتی ہے اور عوام کا ایک کثیر طبقہ اس طرز کی صحافت کو اور ایسی مطبوعات کو ذوق سے مطالعہ میں لاتا ہے۔ علاوہ ازیں نیوز لیٹرز (New Letters) جو عموما مختلف ادارے'

شعبے، محکمے اپنی پبلسٹی، تشہیر اور اپنی کارکردگی کو اجاگر کرنے اور عوام کے اعتماد کو بحال کرنے اور اپنے کارناموں سے دوسروں کو آگاہ کرنے کے لئے جاری کرتے ہیں۔ میڈیا میں ان کا بھی اہم کردار ہے کیونکہ اس طرح ایک اعتماد کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ مختلف اداروں کی مجموعی آمدنی اخراجات، اور ان کے دائرہ اختیار کے کوائف سے آگہی عوام میں اداروں کے لئے استحکام اور احترام کے رجحانات کے فروغ کا باعث بنتی ہے۔

پوسٹر اور بروشرز (Posters and Brochures):

ان کا تعلق شعبہ تعلقات عامہ سے عموماً ہوتا ہے ور ان کے ڈیزائن اور ترتیب میں جو جزبہ کارفرما ہوتا ہے اس کا تعلق عوام کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا اور اچھا تاثر اور (Good Well) اور خوشگوار تاثر پیدا کرنا ہے۔ بعض اوقات کسی گراف سے یا کسی نقشہ یا کسی کارٹون سے وہ مطلوبہ نتیجہ حاصل کر لیا جاتا ہے جو بعض اوقات الفاظ سے حاصل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ یہ بلیٹن اپنا خاص کردار ادا کرتے ہیں اور معاشرے میں شعورو آگہی کے فروغ میں اپنی بساط کے مطابق کام کرتے ہیں۔

بکس اور پمفلٹ (Books and Pamphlets)

پمفلٹ کو عام طور پر آدھی کتاب (Mini Book) کا درجہ دیا جاتا ہے اور یہ بھی ابلاغ میں اپنا موثر کردار ادا کرتے ہیں اور کتابیں بھی عوام کے شعور اور ادراک کا موثر ذریعہ ہیں۔

الیکٹرانک میڈیا Electronic Media

الیکٹرانک میڈیا میں ریڈیو، ٹیلی ویژن کے وہ تمام جدید ذرائع جن کا تعلق الیکٹرانک ڈیلوری سسٹم سے ہے جن میں Video Test اور Teletest ائیر(Air) اور کیبل شامل ہیں اور جن کی مدد سے ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں Audio اور Vdio استعمال کیا جاتے ہیں ۔ ٹیپ تیار کی جاتی ہیں اور گھر بیٹھے دنیا بھر کی معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں یہ صلاحیت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ مواصلاتی سیارے کی مدد سے کسی بھی ملک میں ہونے والے پروگرام کو براہ راست Line Coverage کی صورت میں پیش کر سکیں علاوہ ازیں Satellite dish کی مدد وہ اپنے پروگرام

دور دراز کے ممالک اور براعظموں تک پہنچا رہے ہیں۔

الیکٹرانک میڈیا جس سرعت سے عالمی اذہان اور ادراک کو متاثر کر رہا ہے اور اربوں افراد تک اپنی نشریات اور پروگرام پیش کر رہا ہے یہ اس کا اعجاز ہے کہ بیسیویں صدی کو کمونی کیشن کی صدی قرار دیا گیا اور اب جب اکیسویں صدی کی دہلیز پر عالمی سوسائٹی دستک دے رہی ہے ان لمحوں میں الیکٹرانک میڈیا کی ارتقائی ترقی کی مزید اہمیت انقلابی سطح پر محسوس کی جاری ہے کیونکہ اس کی ضرورت اس وجہ سے بھی پیدا ہوئی ہے کہ کمپیوٹر اور دیگر مواصلاتی نظاموں نے عالمی سوسائٹی کو ابلاغ کے ایک دور میں داخل کر دیا ہے۔ صرف ریڈیو کو ہی لے لیجئے جو دنیا کے ہر کونے اور خطے میں اپنی نشریات پہنچا رہا ہے۔

ریڈیو اس طرح دنیا کے تمام سامعین کی ضروریات کو پورا کر رہا ہے اور بدلتی ہوئی دنیا کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے کردار اور سرگرمی میں مطابقت پیدا کرنے پر مکمل طور پر قادر ہے۔ ریڈیو نہ صرف سامعین کی ضروریات کا احساس کرتا ہے بلکہ تعلیم و تربیت اور تفریح کی ضروریات کا کماحقہ' خیال بھی کرتا ہے۔

موجودہ دور میں ٹرانسسٹر کی انقلابی ایجاد نے ریڈیو کی ہمہ گیری وسعت' اثر پذیری اور نفوذ پذیری میں کئی چند اضافہ کر کے اس کو ایک اعلیٰ پیمانہ کا ابلاغ بنا دیا ہے۔ (9)

آج کے دور میں معلومات عامہ کا ایک طوفان برپا ہو چکا ہے اور معاشرے کے تمام افراد دستیاب ذرائع ابلاغ سے معلومات عامہ اور آس پاس کے ممالک کے معاشرہ میں سیاسی و معاشرتی اور معاشی شعوری پوری طرح اجاگر ہو چکا ہے اور سب آس پاس کے مسائل و معاملات سے آگاہ رہنا چاہتے ہیں اس رجحان کی فروغ دینے میں ذرائع ابلاغ کا گہرا کردار موجود ہے۔ ریڈیو خصوصی نشریات سے معاشرے کے تمام طبقوں کی نمائندگی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ اس کے خصوصی پروگرام بین الاقوامی نوعیت کے ہوتے ہیں اور اس میں رنگ و نسل' مذہب و علاقہ کے امتیازات شامل نہیں ہوتے ایک طرف قومی دنوں' تاریخ آزادی اور نظریاتی تقاضوں کو اجاگر کرتا ہے۔ اسلام اور اس کی تہذیبی اقدار وہ عیدالفطر' بزرگان دین کے ایام' تعلیمات کی خصوصی نشریات دیتا ہے اور دوسری طرف کرسمس دیوالی اور دیگر اقلیتی طبقوں کی اہم تقاریب اجاگر کرتا ہے تاکہ سبھی طبقے اس

سٹیشن کا عملہ بھی مختصر سا ہوتا ہے ان کی تنخواہوں کے اخراجات بھی کم ہوتے ہیں اس لئے یہ ادارہ دوسرے نشریاتی ادارہ سے زیادہ موثر اور ابلاغ عام میں اپنا فعال اور متحرک کردار ادا کرتا رہے گا۔

ٹیلی ویژن

الیکٹرانک میڈیا میں ٹیلی ویژن کو بے حد اہمیت حاصل ہے یہ زیادہ موثر اور ہمہ گیر خصوصیات کا حامل ہے۔ ٹیلی ویژن حالات حاضرہ کی صورت میں شعور و آگہی کا ایک ایسا باب روشن کرتا ہے جس سے جہالت' لاعلمی کے تمام جالے صاف ہو جاتے ہیں۔ ٹیلی ویژن' میگزین' انٹرویو' رپورتاژ' سائنس میگزین' معلومات عامہ کے پروگرام سبھی ادراک کے دریچے وا کرتے ہیں۔ نیلام گھر (طارق عزیز شو) کوئیز پروگرام' ذہنی کش مکش اور دیگر ٹیلی شو جیسے پروگرام دراصل صحت مندانہ تفریح کے ساتھ ساتھ تعلیم کا کام بھی کرتے ہیں۔ سامعین و ناظرین کے لئے سوچ اور ابلاغ عامہ کے کئی باب کھولتے ہیں۔ ٹیلی ویژن کے مختلف پروگرام جن میں نیوز بلیٹن' کمرشل یا اشتہارات' پس پردہ کنٹرایسے اقدامات ہیں جو ناظرین کی معلومات اور افکار میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔ اس سلسلے میں ٹیلی ویژن صرف شہروں تک اپنی نشریات نہیں پہنچاتا بلکہ اپنے بوسٹر سے دیہی زندگی میں بھی معلومات اور اطلاعات کا فریضہ سرانجام دیتا ہے اور اس طرح موثر ابلاغ کا سلسلہ ایک حصے سے دوسرے حصہ تک اور ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک براعظم سے دوسرے براعظم تک پھیل جاتا ہے۔ اس موثر ابلاغ میں مواصلاتی سیارے بھی اپنا کلیدی کردار ادا کرتے ہیں اوراس طرح ابلاغ کو دنیا کے تمام حصوں تک موثر طریق سے پہنچاتے ہیں دنیا کے کسی حصے میں کوئی واقعہ کوئی خبر اور کوئی حادثہ رونما ہو جائے آناً فاناً میں اس کی اطلاع دنیا کی تمام برادری کو مل جاتی ہے ۔

اس طرح وی۔ سی ۔ آر۔ فلم بھی اس ابلاغ عام میں افراہاں کے اذہان پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔

ابلاغ عام میں فلم کا کردار

فلم کا آغاز اگرچہ تفریح کے طور پر ہوا ہے مگر اس تفریق میں تعلیم معلومات بھی شامل ہوتی ہیں۔ جو ابلاغ کا مائثر

موثر ابلاغ سے کسب فیض کر سکیں۔

ریڈیو نہ صرف علاقائی ضرورتوں کا خیال رکھتا ہے بلکہ اس علاقے میں ملکی اور غیر ملکی مضوعات' ریڈیائی رپورٹیں' تقریبات کا آنکھوں دیکھا حال' خبروں پر تبصرے' دستاویزی پروگرام' ریڈیو نیوز ریل وغیرہ پروگراموں سے سامعین کو آگاہ رکھتا ہے۔ حالات حاضرہ کسی ایک خاص موضوع تک محدود نہیں ہوتے بلکہ اس میں سیاسی معاشرتی' سماجی' معاشی' اقتصادی' جغرافیائی فوجی' مذہبی' فلمی' تفریحی' ثقافتی' علمی و ادبی اور لاتعداد دیگر موضوعات کا احاطہ کرتا ہے اور اس طرح سامعین کی سوچ اور فکر میں تبدیلی کا باعث بنتا ہے۔ ریڈیو ایک طرف قومی مقاصد کی بجاآوری کرتا ہے اور دوسری طرف مخصوص گروہی پروگرام مخصوص پیشوں اور طبقوں کے لوگوں کے لئے ہوتے ہیں مثلا ڈاکٹروں' انجینروں' وکیلوں اور ورکنگ لیڈیز کے مسائل اور ضرورتوں کا احساس بھی اجاگر کرتا ہے۔ اس طرح طالب علموں کی امنگوں' آرزوں اور ان کے تعلیمی پروگراموں' معلومات عامہ اور نصاب اور کتاب میں اضافہ اور تبدیلی کا حوالہ بھی بنتا ہے۔

John -R- Bättner (جان ۔ آر ۔ بٹنر) کی رائے کے مطابق ریڈیو نے ٹیلی ویژن کے مقابلے میں خاصی محنت اور ترقی حاصل کی ہے۔ ہر گھر میں ایک نہ ایک ریڈیو سیٹ موجود ہے اس میں Transister Radio کی فراہمی نے ریڈیو کی مقبولیت میں اضافہ کیا ہے۔

Radio is an especially strong medium among both the general population and specialized audiences for example the over all radio listening audience is Larger than audience for a sizable portion of the day"

ریڈیو کا مستقبل میں کردار

ریڈیو کے مستقبل کرادار کا جائزہ لیتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ اس مستقبل تابناک ہے کیونکہ اس دائرہ کار اور وسعت اس لیئے بڑھ رہی ہے کیونکہ ایک تو یہ عام آدمی کی رسائی تک ہے کیونکہ اس کے رکھنے کی Cost بے حد کم ہے دوسرا ریڈیو

ذریعہ بنتی ہیں فلم میں زندگی کے حقائق کو جس انداز سے پیش کیا جاتا ہے اور جو اخلاقی نتیجہ یا قانون کی بالادستی اور جرائم کی بیخ کنی کے کئی اقدامات دکھائے جاتے ہیں اور ایک مذہب' قانون پسند معاشرہ کی تشکیل میں معاون ہوتے ہیں اگرچہ کچھ منفی اثرات بھی ہوتے ہیں اگر فلم میں عریانیت یا اخلاقی گراوٹ کے موضوعات ہوں تو اس کا اثر بھی معاشرہ پر پڑتا ہے لیکن ان پروگراموں اور ان موضوعات پر جو عوامی ردعمل ہوتا ہے وہ بھی انہی فلمی موضوعات سے اثر لینے اور ابلاغ عام سے کام لینے کا عملی اظہار ہے کیونکہ برائی سے نفرت اور سچائی کے لئے تڑپ فلم کے واضح اثرات کا ثمرہ ہوتا ہے۔ فلم کا ذرائع ابلاغ پر اثرات کا جائزہ مہدی حسن کچھ اس طرح لیتے ہیں۔

امریکہ اور روس کی نظریاتی سرد جنگ میں فلم نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اور دونوں ممالک نے فلمی کہانیوں کے ذریعے سے دنیا میں اپنے نظریات مختلف ملکوں کے فلم بین طبقے تک پہنچائے ہیں۔ اٹلی' امریکہ' اور برطانیہ میں بائیبل سے واقعات پر مبنی فلمیں' عیسائی مذہب کو دنیا میں متعارف کرانے کا باعث بھی بنی ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جب ہٹلر کے فسطائی نظریات کو شکست ہو چکی تھی جنگ اور امن کے موضوع پر بہت کامیاب فلمیں بنائی گئیں۔ جنہوں فسطائیت کی ناکامی اور جبر و تشدد واضح کیا اور اس کے مقابلے میں جمہوری نظریات کی کامیابی کا پرچار کیا۔ برصغیر پاکستان و ہند میں جہاں فلمیں 1931ء میں آواز کے ساتھ بنی گئی تھیں فلموں نے بہت سے معاشرتی مسائل کو عوام سے روشناس کرایا۔ ان کے موضوعات میں کم عمری کی شادی کے نقصانات' ذات پات کی تمیز کے خلاف جدوجہد سرمایہ دارانہ ذہنیت کی مذمت' جاگیرداروں کے خلاف غریبوں اور محنت کشوں کی جدوجہد اور تعلیم' دیانت داری اور سچائی کے پرچار کے موضوعات شامل ہیں۔ ان تمام موضوعات پر فلموں نے فلم بینوں کے ذہن کو بہت آسانی سے متاثر کیا کیونکہ انسان بنیادی طور پر تخیل پرست واقع ہوا ہے اور وہ بہت آسانی سے فلم کے واقعات میں اپنے آپ کو دیکھتا ہے اور اس طرح فلم میں وہ سب کچھ دیکھ کر خوش ہوتا ہے جو روز مرہ زندگی میں عملی طور پر خود خواہش رکھنے کے باوجود کامیاب نہیں ہوتا۔ کسی بھی ملک کے عوام کے رہن سہن۔ ان کی ثقافت اور روایات کا اندازہ اس ملک میں بننے والی فلموں سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ کسی فلم میں کتنی ہی بناوٹ اور تصنع سے کام کیوں نہ لیا گیا ہو اور کہانی حقیقت سے

کتنی دور کیوں نہ ہو پھر بھی کہانی اس دور کی عکاسی ضرور کرتی ہے جس دور پر وہ فلم بنائی گئی ہو" (10)

جہاں فلم ایک ابلاغ کا موثر ذریعہ ہے اس نے پوری دنیا میں ایک نئی تبدیلی کو جنم دیا ہے کون اس امر سے آگاہ نہیں کہ ہالی وڈ (Holy wood) فلم انڈسٹری نے پوری دنیا میں کیا فکری انقلاب پیدا نہیں کیا اور پوری دنیا کی فلم انڈسٹری کو (Guiding Rules) فراہم نہیں کیئے۔

اس طرح ایک فلم کی کامیابی کے لئے V.C.R کی وڈیو بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے اور فلم کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ مائیکل سی ایمری Michael C.Emery اور Ted-C-Samythe کہتے ہیں۔

The VCR has had important implications for films makers Video rights now sell for as much as fine million dollars. Some films only become hits when released as Video

اس طرح فلم اور ریڈیو کی ابلاغ کی دنیا میں اہمیت بڑھتی جارہی ہے۔ اور اسے جہاں ابلاغ کی ترقی تصور کیا جانے لگا ہے۔ وہاں فلم انڈسٹری کو فروغ بھی ملا ہے اور اس طرح ایک باخبر سوسائٹی عالمی سطح پر مربوط ہوتی جارہی ہے۔

James -D-Harbss نے ایک معنی خیز جملہ تحریر کیا ہے

The moving pictures seems to function as a myth making medium. (11)

ابلاغ عام میں فلم انڈسٹری نے نہ صرف شعور و آگہی اور باخبری کو جنم دیا ہے۔ بلکہ اس کے متعلقہ شعبوں نے انسانوں کو روزگار کی فراہمی اور تحقیق اور تخلیق اور اچھے سکرپٹ تیار کرنے کے مواقع بھی فراہم کیئے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ انڈسٹری بذات خود ادارہ اور تربیت گاہ بن گئی ہے۔ نیز ٹیلی ویژن نے اس صنعت سے رہنمائی حاصل کی ہے اور اسے مزید وسعت دی ہے نتیجہ Media کی دنیا میں فلم اور ٹیلی ویژن دونوں ایک نہایت موثر ابلاغ کا درجہ اختیار کر گئے ہیں۔ اس وقت صرف امریکہ میں 1700 ٹیلی ویژن سٹیشن ہیں

Prime Time Programme کو دیکھنے والوں کی تعداد لاکھوں سے بڑھ کر کروڑوں تک جا پہنچی ہے ۔

ایک مشہور مقولہ ہے کہ فن کی کوئی زبان نہیں ہوتی بلکہ اس کی کشش بین الاقوامی ہوتی ہے

حدیث شوق بیان کن کہ تو زبان دانی۔

آپ جس زبان کے ماہر ہیں اسی میں حدیث شوق بیان کریں دوسرا سمجھ جائے گا۔

اصل بات پیغام کو آگے بڑھانا ہے۔ بہت سی فلمیں مختلف زبانوں میں تیار کی جاتی ہیں بہت سی فلمیں علاقائی زبانوں میں تیار ہوتی ہیں۔ ان کی زبان مختلف ہوتی ہے مگر اس کے باوجود ناظرین Action سے تاثرات سے اور ان کی بھرپور اداکاری سے اصل پیغام تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔ کمیونی کیشن میں پیغام پہنچانا ضروری ہوتا ہے کیونکہ کمونی کیشن کا تعلق کامن سنس یا باہمی اشتراک یا تعلق سے ہے جو sender بھیجنے والے Source یا ذریعہ اور Receiver کے درمیان رابطہ سے ہے۔ اس لیئے فلمیں ابلاغ کا اس لیئے ذریعہ ہیں کہ ان سے ادراک اور علم میں اضافہ ہوتا ہے اور ایک نئی سوچ مرتب ہوتی ہے جو پہلے کی نسبت مختلف یا اضافہ کی صورت میں ہوتی ہے۔ ذرائع ابلاغ کو اس لئے موثر ذریعہ کہا جاتا ہے۔ اس سے ہمارے تصورات اور افکار کو Feed Back ملی ہے۔ یہ Feed Back نہ صرف Talent میں اضافہ کرتی ہے بلکہ نئی سے نئی تحقیق (ریسرچ) کو بھی بڑھاتی ہے۔

The Evidence of Effect میں سب سے اہم چیز ہے۔

۱۔ کسی تبدیلی کیلئے آمادہ ہونا ۔۲۔ معاشرتی حقائق سے آگہی۔

۳۔ کسی چیز کی تبدیلی کے لئے فوری اثر یا آمادگی۔

۴۔ اداروں کی سطح پر تبدیلی۔

۵۔ کلچر اور سوسائٹی۔

لیکن تبدیلی کے پیغام کو ابہام سے پاک ہونا چاہئے تاکہ اس پر عمل درآمد میں دشواری نہ ہو۔ جہاں تک ذرائع ابلاغ کا

معاشرے کی معاشرتی' سیاسی' تمدنی زندگی پر اثر پذیر ہونے کا تعلق ہے۔ ذرائع ابلاغ کی تاریخ شاہد ہے کہ یہ پہلے پہل مسائل کی نشاندہی کرتا ہے ان مسائل کو حل کرنے کی سعی کرتا ہے۔ (13)

غرضیکہ ذرائع ابلاغ کی کئی صورتیں اور کئی جہتیں ہیں ذرائع ابلاغ ایک وسیع بین الاقوامی موضوع ہے جس کی کئی صورتیں موجود ہیں مثلاً ذرائع ابلاغ میں اطلاعات کی ایجنسیاں کیا کردار ادا کرتی ہیں۔ کوئی اخبار کتنا موثر اور کثیر الاشاعت کیوں نہ ہو اسے خبروں کے حصول کیلئے ایجنسیوں سے رابطہ کرنا پڑتا ہے۔

ذرائع ابلاغ میں خبررساں اداروں کا کلیدی کردار۔

آج دنیا کے تمام اخبارات کو اٹھا کر دیکھ لیں ان میں خبر رساں ایجنسیوں کے حوالے سے خبروں کا خاصا تناسب ہوتا ہے جس کا ثبوت ہے کہ یہ خبر رساں ایجنسیاں ذرائع ابلاغ اور خبروں کی فراہمی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

پاکستان کے بیشتر اخبارات میں مقامی خبریں زیادہ تر متعلقہ اخبار کے ضلعی' علاقائی نمائندوں کے حوالے سے شائع کی جاتی ہیں لیکن قومی اخبارات میں قومی سطح اور بین الاقوامی سطح کی خبروں کا انحصار ان خبر رساں اداروں پر موقوف ہوتا ہے۔

عالمی سطح پر دنیا کے تین اہم ترین خبر رساں ادارے کام کر رہے ہیں ۔ جن میں

(ا) APP اے پی پی (ایسوی ایٹیڈ پریس)　　(ب) UPI یونائیٹڈ پریس انٹرنیشنل

(ج) رائٹر Reuter ہیں۔

پاکستان میں تین اہم اور قابل خبر رساں ادارے PPI پی پی آئی' پاکستان پریس انٹرنیشنل' APP ایسوی ایٹیڈ پریس آف پاکستان اور یونائیٹڈ پریس پاکستان UPP یو پی پی موجود ہیں۔ دنیا کے دیگر چند اہم اداروں میں نیو یارک ٹائمز' نیوز سروس' تاس۔ اے۔ پی۔ آئی۔' پی۔ این۔ اے وغیرہ شامل ہیں۔ پی پی آئی (PPI)پاکستان پریس انٹرنیشنل کا مخفف ہے۔ یہ ایجنسی 1956ء میں ppa پاکستان پریس ایسوی ایٹس کے نام سے قائم ہوئی بعد میں اس کا نام بدل کر PPI رکھ دیا گیا اس خبر رساں ایجنسی کا جن بیروں ملک خبر رساں ایجنسیوں سے معاہدہ ہے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

AFP (فرانس) DPA مغربی جرمنی ANSA اٹلی CETEKA (چیکوسلواکیہ) TA NJUG یوگوسلاویہ JIJI پریس جاپان NTI ہنگری PAP پولینڈ MENA مصر BTA بلغاریہ BERNAMA ملائیشیاء پی پی آئی کے اپنے ٹیلی پرنٹر ہیں اس کے علاوہ یہ ایجنسی اور ٹیلی ویژن کو خبروں سے متعلق تصاویر بھی فراہم کرتی ہے۔

APP اے ۔ پی۔ پی دی ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان مخفف ہے۔ یہ خبر رساں ایجنسی ایک پرائیوٹ ٹرسٹ کے طرز پر قائم ہوئی ۔ 1960ء میں حکومت پاکستان نے اسے ٹرسٹ سے حاصل کر لیا۔ سرکاری خبروں کے معاملے میں یہ پی پی آئی سے زیادہ معتبر سمجھی جاتی ہے بیرون ملک خبروں کے تبادلے کے لئے اے ۔ پی۔ پی۔ کے مندرجہ ذیل اداروں سے رابطہ ہے۔

REUTER (برطانیہ) APAایسوسی ایٹڈ آف امریکہ) امریکہ ACNA (نیو چائنا نیوز ایجنسی) چین TASS (روس) APN (روس) ANTARA (انڈونیشیاء) PARS (ایران) ANTALI (ترکی) KYRDA (جاپان) MENA (مصر) AGER PRESS (رومانیہ) AFP (فرانس)

اس کے علاوہ اے پی پی کے اپنے کل وقتی نمائندے نیویارک نئی دہلی' بیجنگ' لندن اور کھٹمنڈو اور جزوقتی نمائندے بنکاک (تھائی لینڈ) اور اوٹوا (کینیڈا) میں موجود رہتے ہیں۔ اس ایجنسی کے بھی ٹیلی پرنٹر اور فوٹو سروس دستیاب ہے۔

U.P.P یو۔ پی۔ پی۔ یونائیٹڈ پریس آف پاکستان کا مخفف ہے۔ ایجنسی 1949ء میں قائم ہوئی لیکن اس کی اپنی کوئی ٹیلی پرنٹر خدمات نہیں ہیں اخبارات میں خبروں کی کوریج بھی PP اور PPI کے مقابلے میں کم ہوتی ہے۔ (14)

خبر رساں ایجنسیاں کتنی اہم ہیں اور ان کا عالمی سطح کے ابلاغ پر کس قدر کنٹرول ہے اور خاص پور پر ترقی پذیر ممالک میں اور جسے تیسری دنیا کہتے ہیں III WORLD کے ابلاغ کا زیادہ تر انحصار انہی ایجنسیوں کی خبروں پر ہے۔ انہی سے وہ فیچر تیار کرتے ہیں انہی سے کالم اور انہی سے ان کے تجزیئے تیار ہوتے ہیں۔ یہ ایجنسیاں اور یہ ادارے اس قدر موثر ابلاغ ہیں جس کا اندازہ آپ کو جنگ جیسے کثیرالاشاعت روزنامہ کی شائع ہونے والے خبروں سے بخوبی ہو جائے گا مثلاً ۵ دسمبر 1988ء کے جنگ

کراچی میں صفحہ اول پر شائع ہونے والی44 خبروں میں سے 15 کا تعلق انہیں ایجنسیوں سے ہے۔ اس طرح اس شمارے کے آخری صفحے کی کل 48 خبروں میں سے 12 خبریں خبر رساں ایجنسیوں کے حوالے سے ہیں۔ اس طرح ۴ مارچ 1994ء کے روزنامہ جنگ لاہور کے صفحہ اول پر ایجنسیوں کے حوالہ سے 9 خبریں شائع ہوئی ہیں جبکہ BACK PAGE پر 18 خبریں شائع ہوئی ہیں۔ جس سے ایجنسیوں کے مرکزی اور موثر ابلاغ کا اندازہ ہے

اس کے علاوہ فارن ڈیسک نیوز ڈیسک ریڈیو رپورٹ کے حوالہ سے خبریں موصول ہوتی ہیں اور اس ابلاغ عام میں اضافہ ہوتا ہے۔ ریڈیو بھی MONITORING کرتا ہے اور ریڈیو نمائندے تقریباً ہر شہر اور ہر ملک میں موجود ہوتے ہیں جو مختلف ملکوں کے بارے ہونے والے واقعات حالات سیاسی اور تمدنی تبدیلیوں کے بارے بروقت آگاہ کرتے ہیں اور بعض اوقات اخبارات اور ایجنسیوں سے بھی بڑھ کر کردار ادا کرتے ہیں اور ایسی خبریں ڈھونڈھ نکالتے ہیں جو عموماً دیگر ذرائع ابلاغ کے علم میں نہیں آتیں ۔ ریڈیو نشریات میں بعض ممالک کو بڑی سبقت حاصل ہے جن میں بھارت بی ۔ بی ۔ سی وائس آف امریکہ وائس آف جرمن شامل ہیں ۔ان اداروں کی نشریات لوگ باقاعدگی سے سنتے ہیں اور انہی نشریات کی بنیاد پر ترقی پزیر ممالک کے ذرائع ابلاغ اپنی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں۔

تیسری دنیا میں ذرائع ابلاغ کا کردار

جدید ذرائع ابلاغ کی وسعت' طاقت اور جدید ترین ٹیکنالوجی اور آلات کی بنیاد پر اس وقت ترقی یافتہ ممالک کی اجارہ داری قائم ہے۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا ان کے کنٹرول میں ہے۔ جدید ابلاغ عملی طور پر ان صنعتی اور ترقی یافتہ ممالک کے کلیتہ تصرف میں ہے۔ اور وہ اپنے مخصوص زاویہ نظر سے ان کی تبلیغ کرتے ہیں جس سے محروم اور محکوم اقوام میں کش مکش اور پیکار کی فضا موجود رہتی ہے ترقی یافتہ ممالک اپنی کتب' اخبارات' جرائد و رسائل' ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی نشریات اور مختلف ایجنسیوں جن میں بی۔ بی۔ سی' وائس آف امریکہ' ریڈیو ماسکو UPI AFP رائٹر اے پی پی اور تاس ساری دنیا کے اخبارات کو بین الاقوامی خبریں مہیا کرتی ہیں اور یہ ادارے اور یہ خبر رساں ایجنسیاں جس طرح چاہیں غریب ممالک کے ماحول' کلچر اور تہذیب

و تمدن کو پیش کرتے ہیں اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ ان کی تردید اور وضاحت کا حق بھی تیسری دنیا کے اقوام کے پاس نہیں۔ نیوز ویک، ریڈرز ڈائجسٹ، اکانومسٹ، ٹائم میگزین جیسے رسائل و جرائد صرف اقوام غالب کے ابلاغ کا عملی ثبوت ہیں یہ وہ رسائل ہیں جو کلی براعظموں میں بیک وقت شائع کیئے جاتے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں پڑھے جاتے ہیں۔ اس طرح فلم کی دنیا میں ہالی وڈ، اٹلی اور برطانیہ کے فلم ساز ادارے اور سٹوڈیو پوری دنیا کے سینما گھروں پر اجارہ داری رکھتے ہیں اور اس طرح ٹیلی ویژن کی نشریات BBC CNN اور دیگر ترقی یافتہ ممالک کے ٹیلی ویژن پروگرام اقوام غالب کی فتوحات، کمالات اور ایجادات اور اختراعات کی مکمل تصویر ہوتے ہیں۔ اور ان کا اپنا نقطہ نظر پوری دنیا میں سنا جاتا ہے جبکہ تیسری دنیا کے ممالک کو اپنے نقطہ نظر اپنے مسائل اور مشکلات کا کوئی پروگرام پیش کرنے کی ہمت نہیں۔ تیسری دنیا کے ممالک میں غربت، افلاس، پست معیار زندگی، ناخواندگی بیماری اور اپنے وسائل سے محرومی کے مسائل موجود ہیں۔ ایسے افراد بہتر رہائش، تعلیم، صحت، عمدہ غذا، محفوظ پانی، زیادہ آمدنی اور بہتر روزگار کے خواہش مند ہیں ہر روز جو گزرتا ہے ان کی محرومیوں اور حساں نصیبوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت دنیا بھر میں مسلمانوں کی تعداد جو زیادہ تر تیسری دنیا میں رہتے ہیں۔ آٹھ سو ملین ہے یہ تعداد کل آبادی کی 20 فیصد ہے اس کے باوجود ان کے پاس بے پناہ قدرتی وسائل موجود ہونے کے یہ علاقہ غربت اور افلاس کا شکار ہے ایک طرف بڑھتی ہوئی آبادی کا مسئلہ ہے اور دوسری طرف دل شکستگی کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ یہاں کا ابلاغ ان اہداف کو پورا نہیں کررہا جو فی الواقعہ پورے ہونے چاہیں تیسری دنیا کے ممالک کی ترقی اور خوشحالی ان کی سیاسی، معاشی اور معاشرتی زندگی میں انقلاب لانے کے لئے ضروری ہے کہ درج ذیل ابلاغ کو موثر کیا جائے۔

۱ بین الاقوامی مراسلات

۲ مطلوبہ مواد

۳ پریس، اخبارات

۴ ریڈیو

۵ ٹیلی ویژن

۶ فلم سمعی بصری

۷ عوامی روایتی ذرائع ابلاغ

لیکن یہ بھی المیہ اپنی جگہ ہے کہ ترقی پذیر ممالک اور خاص طور پر تیسری دنیا کے ممالک اطلاعات تک رسائی نہیں رکھتے ان کی اپنی معتبر خبررساں ایجنسیاں نہیں ان کے ریڈیو' ٹیلی ویژن اس قوت اور طاقت کے حامل نہیں کہ وہ بین الاقوامی سطح پر اپنی نشریات کااہتمام کر سکیں۔ اگرچہ اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو کے تعاون سے بعض ممالک میں دیہی صحافت کو ترقی ملی ہے مگر چند مراکز کے قائم کر لینے سے اطلاعات کا یک طرف بہاو کم نہیں ہو سکتا حقیقت یہ ہے کہ ذرائع ابلاغ ہمیشہ دوستی' تعاون اور مفاہمت کو فروغ دیتے ہیں لیکن یہ دوستی اور مفاہمت اس لئے نہیں بڑھ رہی کہ ترقی یافتہ ممالک نے جس سامراج کو قائم کر رکھا ہے اور جس سطح سے وہ تیسری دنیا کے ممالک کا استحصال کرتے ہیں اس کی بناء پر کہا جاسکتا ہے کہ تیسری دنیا کو ابلاغ کی دنیا میں ابھی بہت کام کرنا ہے۔

اسلامی ممالک میں ذرائع ابلاغ

دنیا میں اس وقت 46 اسلامی ممالک قائم ہیں جہاں مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہیں ان 46 مسلم ممالک میں 29 غیر ملکی خبر رساں ایجنسیاں کام کر رہی ہیں۔ جن کے ان ممالک میں 186 بیورو قائم ہیں صرف دس خبر رساں ایجنسیاں ایسی ہیں جو مسلمان ملکوں کی نمائندگی دیگر اسلامی ممالک میں کرتی ہیں۔ دس اسلامی ممالک کی خبر رساں ایجنسیاں دولت مشترکہ کے ممالک فرانس' امریکہ' سوئٹزر لینڈ' بھارت' یوگوسلاویہ اور مغربی جرمنی میں اپنے بیورو قائم کیئے ہوئے ہیں۔ مسلمان ممالک میں موجود بہت سی خبررساں ایجنسیاں اور اخبارات ایسے ہیں جو اسلامی ممالک کے درمیان اسلامی ممالک کے متحدہ کاز اور مقاصد کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ انگریزی' عربی' فارسی' اردو کے بڑے بڑے اخبارات کے تجزیئے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلامی ممالک 80 فیصد خبریں بڑی خبررساں ایجنسیوں جن میں رائیٹر ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ' یونائیٹڈ پریس انٹرنیشنل (امریکہ) زارا فرانس پریس سے

حاصل کرتے ہیں۔ ان اخبارات میں مغربی ممالک کے بارے میں کوئی مضمون یا خبر کسی مسلمان ذریعے سے شائع نہیں ہوتی۔ اسلامی ممالک اپنے قارئین' سامعین اور ناظرین کو اپنے نقطہ نظر کے مطابق مواد مہیا کر سکے۔ اسلامی ممالک مجبور ہیں کہ وہ مغرب یا اسلامی دنیا کے بارے وہی رائے قائم کریں جو ان کو ان بڑی طاقتوں کے رسائل مہیا کرتے ہیں۔ انہی کے کالم' انہی کے فیچر اور انہی کے ادارتی صفحات پڑھ کر رائے قائم کی جاتی ہے۔ ایک تحقیقی جائزے کے مطابق ٹی۔وی پروگراموں کا بہاؤ امریکہ' انگلستان' فرانس اور مغربی جرمنی سے تیسری دنیا کے ممالک کی طرف سے روس بھی اپنے پروگرام دیتا ہے لیکن ان کا زیادہ انحصار سوشلسٹ ممالک تک محدود ہوتا ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ تیسری دنیا کے ممالک اور اسلامی دنیا آزادی اظہار کے اصول پر عمل کرتے ہوئے بین الاقوامی سیاست کے مفاد سے بلند ہو کر تیسری دنیا کے مسائل پر توجہ دے اور ان کے حل کے بارے میں بغیر کسی پیشگی شرط کے یا دباؤ کے کام کر سکیں۔ سارک ممالک اپنی تنظیم کے تحت اپنے ہاں کے ذرائع ابلاغ کو اور بہتر اور موثر بنا سکتے ہیں۔ کیونکہ کب تک ترقی یافتہ ممالک کے زیر اثر رہا جائے اس لئے افریقہ کے ممالک' ایشیاء کے ممالک اور سارک کے ممالک کی یہ اہم ترین ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ قومی خود مختاری پر اثر انداز ہونے والے عوامل اور ذرائع ابلاغ پر اپنی دسترس قائم کریں اس کیلئے ضروری ہے کہ تیسری دنیا کے ممالک آمریت' شہنشاہیت کی بجائے جمہوری انداز فکر کو فروغ دیں تاکہ ذرائع ابلاغ کسی دباؤ کے بغیر اپنا کردار ادا کر سکیں اگرچہ آمریت کے دور کے کالے قوانین ختم ہو چکے ہیں اور بظاہر پریس آزاد ہے۔ مگر یہ آزادی بہت ہی مشروط ہے پریس ایڈوائس کی صورت میں اشتہارات کی بندش اور پریس کی ضبطی جیسے احکامات آج بھی پریس کو اندرونی طور پر کنٹرول کرتے ہیں۔ بعض اوقات پریس کی گردن کو جھکانے کیلئے نیوز پیپر کوٹہ بند کر کے یا مختصر کرنے پریس کو اطاعت کے لئے مجبور کیا جاتا ہے اس طرح پریس پابہ زنجیر ہو جاتا ہے جس سے پریس کی آزادی اور خود مختاری مجروح ہوتی ہے اور نتیجتاً پریس صرف علاقائی مسائل اور مخصوصی مضامین اور تعریفی اداریوں اور خوشامدانہ کالموں تک محدود ہو جاتا ہے جس سے افکار تازہ کی فضا معدوم ہو جاتی ہے۔

ذرائع ابلاغ کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ تیسری دنیا کے ممالک میں جہاں دیگر امور کے بارے خود مختاری کا مرتبہ حاصل کریں اور اپنی آزاد سوچ کو مرتب کریں وہاں اس امر کی بھی اصلاح کریں کہ ذرائع ابلاغ میں اداروں کا تحفظ کیا جائے اس طرح عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک' ان پر ناجائز دباو اور ان کے کام کرنے اور بہتر تعلیم اور روزگار کے راستے میں حائل رکاوٹوں اور معاشرتی خرابیوں کا ازالہ کریں اس روائیتی انداز فکر میں بھی ترمیم کرے جو جنس (صنف) کی بنیاد پر عورتوں کو ان کے معاشی حقوق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں معاشی اور سماجی زندگی میں خواتین کی بھرپور شرکت کی راہ میں متعدد رکاوٹیں حائل ہیں۔ یہ ذرائع ابلاغ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک ایک کر کے ان رکاوٹوں کو ختم کرے اور افراد میں اس بات کا شعور پیدا کرے کہ خواتین بھی معاشرے کا اہم رکن ہیں اور آبادی میں ان کا تناسب پچاس فیصد ہے اس لئے ان کی بہتر تمدنی زندگی کا تحفظ کسی بھی فلاحی مملکت کی اہم ذمہ داری ہے۔ ذرائع ابلاغ کو اس بات کی ذمہ داری قبول کرنی ہو گی کہ ان کے طویل مقالے اور فیچر مسائل کے زخموں اور المیوں کا مداوا نہیں کر سکے۔ آج بھی زچہ بچہ کی صحت اور بہبود مفقود ہے ہر روز پاکستان میں دس ہزار نئے شیر خوار پیدا ہوتے ہیں۔ اور ایک ہزار سے زائد مرجاتے ہیں اور باقی بچ جاتے ہیں وہ ایک غریب ہلاکت زدہ معاشرہ میں ناقص غذا کی اپنے لئے مخصوص سطح کی تلاش میں لگ جاتے ہی۔ پاکستان اور اس نوعیت کے ملتے جلتے ممالک میں ہر روز ہماری نسوانی آبادی کو کم عمری کی شادیاں' بار بار ماں بننے کے اذیت' اور ایام زچگی میں ہزاروں مائیں جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔

ایسے ٹھسے ہوئے کنبوں کے افراد ہر روز نئے ذرائع آمدنی بہتر ذرائع رسل و رسائل' صاف پانی' بہتر تعلیم اور علاج معالج کی مناسب سہولتوں کے لئے سرگرداں رہتے ہیں۔ جو ان سے زیادہ سے زیادہ دور ہوتے ہیں بلکہ سراب کا درجہ اختیار کر جاتے ہیں اس لئے تیسری دنیا کے ذرائع ابلاغ کا یہ اولین فریضہ ہے کہ وہ محرومیوں کے زخموں کا مداوا کر اور ان حرماں نصیبوں کو کامیاب زندگی کی لازوال مسرتوں سے آشنا کرے تاکہ ان ممالک اور ان خطوں کے لوگ زندگی کی نئی رمق سے آشناء ہو سکیں۔ جہاں تک قومی مقاصد کی نگہداشت کا تعلق ہے ذرائع ابلاغ کا کردار ایک باخبر ادارے کا ہے جو قومی مقاصد کی ترجیحات' تعین اور

ان کی بجا آوری کا بطور نگران خیال رکھتا ہے ذرائع ابلاغ اس امر کا بھی احساس رکھتے ہیں کہ ملکی پالیسیاں اور قومی تقاضے کس نہج پر اور کس سمت پر جارہے ہیں اگر قومی مقاصد سے انحراف ہو رہا ہے۔ تو پریس میڈیا بڑی جرات سے نتائج و عواقب سے آگاہ کرتا ہے عوام اور حکام کی سوچ میں تبدیلی لاتا ہے۔

باب دوم

ملتان کا تاریخی و تہذیبی تناظر اور جغرافیائی۔ معاشرتی اور معاشی کوائف

ملتان تاریخ کے آئینہ میں

ملتان صدیوں سے ایک علمی تہذیبی تمدنی تجارتی اور زرعی مرکز رہا ہے اور عہد میں اس شہر نے اپنی تاریخی معنویت اور اہمیت کو ظاہر کیا ہے۔

قدیم تاریخ ملتان کا قدیم نام

ملتان کی قدیم تاریخ ناپید ہے سرزمین ملتان کی کوئی مضبوط و مربوط تاریخ دستیاب نہیں ہے چند کتابیں موجود ہیں اور اکثر تاریخ کا حوالہ بنتی ہیں مگر بعض غیر مطبوعہ مسودوں تحریروں اور کچھ بزرگوں کی سینہ بہ سینہ روایات اور معلومات سے ملتان کی تصویر کچھ یوں ابھرتی ہے

کہتے ہیں کہ ملتان گذشتہ پانچ ہزار سال سے ایک زندہ شہر ہے اس کے قدیم ناموں تذکرہ کچھ یوں ہے۔

کشپ پورہ

ہندوؤں کی دیومالا کے مطابق اسے برہما کے لڑکے کشپ نے آباد کیا اور اس کا نام کشپ پورہ تجویز ہوا۔ کشپ ہندوؤں کے نزدیک سورج دیوتاں کا باپ تھا

پرہلاد پورہ

کشپ کا سب سے چھوٹا لڑکا پرہلا خدا کے وجود کا قائل تھا اور اس پاکیزہ عقیدہ کی وجہ سے اس کے عہد میں ملتان کو پرہلاد پورہ کہا جاتا تھا۔

سب پورہ

پرہلاد کے پوت ہانا کے مخالف سنبہ نے اس کا نام سب پورہ کر دیا اور سورج کی پرستش کو دوبارہ رائج کر کے اس بمت

فروغ دیا ایک خوبصورت جمت سورج دیوتا کی یاد اور عبادت کے لئے بنایا جسے اویتہ نتھان نامی مندر میں رکھا۔

ہنس پور اور بھاگ پور۔

یہ دو نام بھی سنسکرت کی قدیم کتابوں میں ملتے ہیں

مول استھان پورہ

اویتہ دیوتا کے مندر کے اجراء کے بعد مول استھان پورہ کہلایا۔ سنسکرت میں مولا کے معنی اصل کے ہیں اور استھان کے معنی جگہ کے

ملتان

مول استھان پورہ ۔ ملتان بن گیا۔ عام خیال ہے کہ مولتان کا نام مالی استھان تھا اور یہ اس لئے کہ سکندر کے وقت یہاں ہندوؤں کی ایک شاخ مالی آباد تھی۔

ملتان کے قدیم ناموں کے سلسلے میں ہمارا سب سے معتبر ماخذ البیرونی جس کا پورا نام ابوریحان محمد البیرونی تھا یہ فاضل مہندس اور ہیت دان 973ء میں خیوہ میں پیدا ہوئے اور 1048ء غزنی میں وفات پائی سنسکرت زبان پر عبور رکھتے تھے اسی زبان کی بدولت ہندوستان کے رسم و رواج علوم و فنون اور طرز معاشرت پر اپنی لازوال کتاب ماالہند میں لکھتا ہے کہ ملتان کا پرانا نام کشپ پورہ تھا چونکہ یہ شہر کئی بار بنا اور کئی بار اجڑا اس لئے اس کے نام بھی بنتے اور بگڑتے رہے کبھی اسے ہنس پورہ کبھی بھاگ پور کبھی سب پور۔ مولسھان پرہلاد پور اور مولتارن جیسے نام اس شہر کے رہے ہیں۔

البیرونی ماالہند کے صفحہ 155 لیڈن ایڈیشن میں لکھتا ہے کہ گیارھویں صدی عیسوی میں اس کے قیام ملتان 1042 To 10 کے دوراں یہاں کے متوطن اس کو دو لاکھ سولہ ہزار چار سو تیس سال پرانا سمجھتے تھے ممکن ہے یہ مبالغہ ہو مگر اس ضمن میں چند ذیل حقائق توجہ طلب ہیں۔

ارض ملتان کے مصنف کے مطابق علم تواریخ نے اس شہر کے آغوش میں آنکھیں کھولی ہیں پہلے کے وقائع میں

مستور ہے جب آرین اقوام نے سطح مرتفع پامیر اور ہندو کش کے پہاڑوں سے اتر کر پہلے پہل وادی سندھ میں قدم رکھا تو انہوں نے ملتان کو آباد پایا اس زمانے کو آج سے تقریباً چار ہزار سے آٹھ ہزار سال پہلے مانا جاتا ہے۔ اگر وید انسان کے علم میں سب سے پرانی کتاب سمجھی جاتی ہے اور یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے یہ جنوب مغربی پنجاب یعنی ملتان کے علاقے میں دریاؤں کے کناروں پر لکھی گئی Maxies Muller کے بیان کے مطابق اگر وید کے اسلوک ولادات مسیح سے تین ہزار سے قبل مکمل ہوئے۔ بال گنگا دھر تلک نے اپنی کتاب Arctic Home of vedas ویدوں کا برفانی گھر کے دیباچہ میں اگر وید کے کئی اسلوکوں کا زمانہ چھ ہزار سے آٹھ ہزار سال قبل مسیح مانا ہے اور نجوم اور کواکب کے متعلق اگر وید میں پائے گئے کئی حوالہ جات تحقیقات سے یہ ثابت کیا ہے کہ متعدد اشلوک 4650 سال قبل مسیح میں تیار ہوئے

ملتان ملوہہ (وسطی پنجاب) کا سب سے اہم شہر

سات دریاؤں کی سرزمین کے مصنف ابن حنیف کے مطابق اندرون فصیل ملتان کی گلیوں اور سڑکوں پر گزرتے وقت مجھے خیال آیا کرتا ہے کہ ان گلیوں کے نیچے ان سڑکوں کے نیچے گہرائیوں میں ہزاروں برس پہلے کا ملتان سویا ہوا ہے جو صدیوں تک بار بار اجڑتا اور آباد ہوتا رہا اور جو اب سے ساڑھے چار ہزار سال پہلے بھی ملوہہ ۔دلموں۔ اور مساکان یعنی پورے پاکستان کے چند اہم ترین شہروں میں سے ملتا ہے ملتان گذشتہ ساڑھے پانچ ہزار برس سے تباہیوں اور بربادیوں کے باوجود زندہ شہر رہا ہے اور اس کی تہذیب ہڑپہ۔ موہنجوڈارو کی تہذیبوں کی ہم عصر ہے سکندر اعظم کے حملے کے دوران بھی اس شہر کا مضبوط اور اعظیم الشان قلعہ موجود تھا(1)

ملتان کا بت

ملتان کو جو تاریخی فضیلت اس بت کی وجہ سے ملی وہ بھی ایک قابل توجہ پہلو ہے یہ بت صدیوں تک قائم رہا ہے اور اس بت کی وجہ سے ملتان کو سونے کا گھر کہا گیا کیونکہ اس بت کو سونے سے بنایا گیا۔ ابن الاسیر کے مطابق وکان بدالمتان

تھدی الیہ الاموال و یحج من البلاد و یحلقون روسھم ولحاھم عنہ ویزعمون ان صنمہ معو ایوب النبی علیہ اسلام

یعنی ملتان کے بت کی طرف مال و متاع ہدیہ کے طور پر لاتے ہیں اور لوگ دور دراز سے حج کے لئے اس جگہ آتے اور اپنے سر

داڑھی کے بال منڈواتے اور یہ سمجھتے کہ مندر میں جو بت ہے وہ ایوب نبی کی تمثیل ہے علاوہ ازیں بھاوش پران نامی سنسکرت کتاب میں ملتان کے سنہری بت کا ذکر جو تیس ہزار سال پرانا تھا درج ہے فان ہیان چینی جو بدھ مت کا راہب تھا 399ء میں شمالی ہندوستان کے مشہور بت کا ذکر کرتا تھا جو غالباً ملتان کا بت تھا وہ لکڑی کا بنا ہوا تھا 8 فٹ اونچا اور 8 فٹ چوڑا تھا فان ہیان کے مطابق متھرا کا مندر چار سو ستر سال قبل مسیح بتایا گیا جو آج سے تقریباً دو ہزار پانچ سو سال پہلے کا زمانہ ہے۔ سب سے پہلے تاریخ نویس جس نے اسے دیکھا چینی سیاح ہیون تسانگ تھا جو 641ء میں ملتان آیا وہ لکھتا ہے یہ مندر سورج دیوتا سے منسوب ہے اور ایک عالی شان مسیح عمارت ہے سورج دیوتا کی مورتی زرد سونے میں ڈھلی ہوئی ہے اور نایاب جواہرات سے مزین ہے مندر کے چاروں طرف تالاب ہے آب رواں کے کاریز کے جھنڈ ایسے پرسکون ہیں جہاں انسان اطمینان سے گھوم سکتا ہے متھرا کی مورتی عمدہ اور قیمتی کپڑوں میں ملبوس ہے ابتدا مندر کا قبہ بھی سونے کا تھا اور منت اور سادھو خوشبو کے دھوئیں میں زرد لباس پہنے رسومات بجا لاتے تھے۔ (2)

سر زمین ملتان ہمیشہ سے سیاحوں کے لئے دلچسپی کا باعث رہی ہے متعدد سیاح اس راستے سے سنٹرل ایشیاء کے ممالک۔ چین اور بلاد اسلامیہ اور مشرق بعید کا سفر کرتے۔ جن سیاحوں نے ملتان میں آکر یہاں کی معاشرت اور معیشت کو گہری نظر سے دیکھا ان کی تفصیل درج ذیل ہے یہ سال عیسوی شمار کی جائیں

1 Magasthanses 4th Century BC

2 Hiven Tasang 641

3 Al-Biladuri 883

4 Astakhri 951

5 Abu Zaid 916

6 Masudi 957

7 Abu Rihan Abaruni 970

8 Ibn-Maukal 976

9 Idrisi 1103

10 Ibn-Batuta 1334

11 Kazwini 1275

12 Thevenot 1687

13 Still and Growthar 1614

14 Javeriner 1676

15 Eleminstone 1808

16 Masson 1827

17 Cunningham 1853

یہاں زیادہ مناسب ہو گا کہ ہم پروفیس اے فوچر A.Foucher جو فرانس اسٹیوٹ کے ممبر تھے اور جنھوں نے پرانے ملتان پر اپنا شاندار آرٹیکل تحریر کیا جسے بعد میں اورئیل کالج لاہور کے پروفیسر محمد شفیع نے وولنر کی یاد داشتوں میں شامل کیا پروفیسر فوچر کے الفاظ کے مطابق

We wil not avail verselves of the undeniable antiquity of Multan and of the recent archaeological discoveries in the Indus basin to state that three thousand years B.C the city under a name we shall probably

never know formed a connecting link on both the water and the

land routes between the two sites lately become famous of

Mohenjo-Daro and Harappa (3)

ملتان کی عظمت اور تاریخی فضیلت اگرچہ مختلف ادوار میں قائم و دائم رہی ہے لیکن اس کے ابتدائی ایام جب یہ ہند تہذیب کے نرغہ میں رہا اسے کئی دیو مالا داستانوں کا شہر قرار دیا گیا کسی نے اس کے پر پیچ خزانوں کا راستہ بتایا کسی نے اس کی فصیل کے ناقابل تسخیر ہونے کا ذکر کیا کسی نے اس کی ان اقدامتوں کا ذکر کیا جو اس شہر کے لوگوں میں موجود تھیں محمد بن قاسم فاتح ملتان نے 95 ہجری میں ملتان کو فتح کیا بحوالہ چچ نامہ اس نے سرخ لال بت کی آنکھوں میں دیکھ کر اسے زندہ آدمی سمجھا اور تلوار سونت لی مگر براہم نے بتلایا کہ یہ ملتان کا بت ہے اور یہاں سے محمد بن قاسم کو تیرہ ہزار تین سو بیس من طلا وخاک طلا حاصل ہوئی مگر یہ بت بنوامیہ کے عہد میں قائم رہا۔ دو سو اسی سال بعد جلم بن شیبان اسماعیل نے اس بت کو اور محمد بن قاسم کی مسجد کو توڑ دیا لوگ بتوں کی خشوع و خضوع عبادت کرتے مورخ بیان کرتے ہیں کہ جب غزنوی خاندان کے زوال پر ہندوؤں نے تھوڑے عرصہ کے لئے ملتان پر پھر غلبہ پالیا اور بت اور مندر کو از سر نو اپنی پہلی جگہ پر قائم کر دیا چنانچہ الادریسی اپنی کتاب نزہت المشتاق فی اختار الافاق 1335ء میں اس بت کا ذکر کرتا ہے جسے اس نے وسط شہر میں ایک عالی شان مندر میں براجمان خشوع و خضوع سے پوجتے دیکھا اور الادریسی لکھتا ہے مندر کی عمارت قبہ نما ہے جو اندر سے طلائی ہے اور قبہ اور دروازے بہت ہی مضبوط بنائے گئے ہیں ستون بہت بلند و بالا ہیں جو مختلف رنگوں سے مزین کئے گئے ہیں بت بہ شکل انسان ہے جس کے چار رخ ہیں اینٹوں اور گچکاری کی مسند پر براجمان ہے کہنی سے نیچے اس کے بازو چار معلوم ہوتے ہیں

ذکریا السعزوینی بھی 1263ھ میں ملتان آیا اپنی کتاب آثار البلاد و اخبار العباد میں اس مندر کا ذکر کرتے ہوئے اسے ہندوؤں کے مکہ سے تشبیہ دیتا ہے آخری بار 1666ء میں فرانسی تھونیو Theninot نے دیتہ دیوتا کے مندر کو دیکھا اس نے بت کو سرخ چمڑے کے لبادہ میں ملبوس سیاہ رو دیکھا جس کی آنکھیں دو بڑے موتیوں سے بنائی گئی تھیں اس کے بعد اورنگ زیب

کے عہد میں مسمار کر دیا گیا ملتان کو خواہ سورج دیوتا کہا جائے۔ البیرونی کے مطابق یہ ملی تھان ہے کوئی اسے مولتارن کہتا ہے کوئی اسے Mula کہتا ہے اور اس کے معنی جڑ مراد لیتا ہے اس سے مراد مرکزی جگہ یا وسطی شہر ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ ملتان ہر عہد میں تجارتی سیاسی اور تہذیبی اعتبار سے کلیدی اور مرکزی شہر رہا ہے یہ ایکطرف ارباب سیاست کی شان و شوکت اور جنگ و جدل سے عبارت رہا ہے اور دوسری طرف علم و حکمت فکر و دانش کا مرکز رہا ہے اس کا ذکر ہزاروں کتابوں میں موجود ہے اس کے شاندار ماضی کے نقوش کئی خطوں اور علاقوں تک پھیلے ہیں یہ روحانی شہر بھی ہے اورمذہبی بھی۔ سکندر اعظم کی سرکردگی میں یونانی فوج ملتان کے نواحی علاقوں میں 326-325 قبل مسیح میں مقامی قبائل سے برسرپیکار رہی یونانی فوج میں مورخین بھی شامل تھے ان میں اریان (Arrian) کا نام بھی شامل تھا اس نے اپنی کتاب Anabasis میں بڑی تفصیل سے یونانی فوجوں کی لشکر کشی کا ذکر کیا ہے اس مورخ نے یہاں کی آبادی کی جرات اور شجاعت کا نہایت موزوں الفاظ میں ذکر کیا ہے اور خاص طور ملوہی یا ملی قوم جو یہاں اباد تھی اس کا ذکر کیا ہے سکند اعظم بھی لڑتے ہوئے زخمی ہو گئے اور یہی زخم بعد میں ان کی جان لے بیسما درحقیقت جب تیر سکندر کے جسم سے نکالا گیا تو کپڑے کا چھوٹا سا ٹکڑا جسم کے اندر رہ گیا تھا جس کا زہر آہستہ آہستہ سکندر کے سارے جسم میں پھیل گیا اور وہ بخار کی حالت میں مرگیا

ملتان کے فاتح

سب سے پہلا حملہ آور جو ملتان پر قابض ہوا مصر کا بادشاہ اسیرس OSIRIS تھا ساتویں صدی قبل مسیح کے وسط میں وحشی تاتاری ہندوکش کی بلند پہاڑی سے اترے اور سندھ کی سرزمیں کو برباد کر دیا شاہ میڈیا نے سخت لڑائیوں کے بعد انہیں شکست دی اکثر مارے گئے اور جو باقی بچے وہ خانہ بدوش حالت میں وادی سندھ میں اقامت گزیں ہو گئے۔

ابوالفضل کی آئین آکبری کے مطابق ہوشنگ نام کا ایک ایرانی بادشاہ ہندوستان پر حملہ آور ہوا مگر خدائی دعوی کرنے کی وجہ سے اس کے اپنے لوگ خلاف ہو گئے جو نیتجتا راستے میں مارا گیا۔

شاہ فارس کے بیٹے فریدوں نے بھی کچھ عرصہ ہندوستان پر حکومت کی قوروش اور نوشیرواں کے بعد سکندر اعظم نے

حملہ کیا مگر 32 سال کی عمر میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے بابل میں مر گیا۔

چندر گپت کے عہد کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے اس کے بعد اشوکا کا عہد شروع ہوتا ہے اس کے بعد سہارس رائے برسر اقتدار آئے مگر ان کے عہد میں عربوں نے مکران پر حملہ کر دیا جس کے دوران سہارس مارا گیا اور اس کا لڑکا رائے ساسی تخت نشیں ہوا مگر زیادہ دیر حکومت نہ کر سکا اور اپنے برہمن وزیر چچ کی سازشوں کا شکار ہو گیا 621ء چچ برہمن ہی ملتان پر متصرف تھا اس کے نام پر مشہور اور مستند تاریخ سندھ چچ نامہ لکھی گئی 670ء میں چچ کے مرجانے کے بعد اس کا بیٹا راجہ داہر ملتان کا حکمران بنا اور گوڑ سنگھ کو گورنر ملتان مقرر کیا۔

ملتان میں عربوں کی آمد

راجہ داہر نہ صرف اخلاقی طور پر بد دنیات تھا اس نے اپنی حقیقی بہن سے شادی کر لی جس پر اس کے اپنے علاقے کے لوگوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی مگر اس کے باوجود اس کے ظلم و ستم اور اپنی رعایا پر بے پناہ مظالم نے پورے خطے کی زندگی اجیرن کر دی تھی راجہ داہر کے زمانے میں مسلمانوں کی سندھ پر لشکر کشی کی وجوہات ابو ظفر ندوی کی تاریخ سندھ سے یہاں ایک اقتباس پیش ہے اور مسلمانوں میں ابتداء سے تجارت کا شوق رہا ہے چنانچہ نہ صرف اسلامی ممالک بلکہ دور دراز ملکوں میں بھی تجارت کا بازار گرم رکھتے تھے سکندریہ سے لیکر چین تک ان کی جولا نگاہ تھی بحیرہ روم میں سکندریہ بحیرہ احمر میں جدہ۔ حدیدہ اور عدن۔ خلیج فارس میں بصرہ۔ جزیرہ ہرمز بحیرہ عرب میں دیبل۔ سومنات کھمبایت بھڑوچ اور تھانہ بحر ہند میں کالی کٹ لنکا۔ مالا یو ایران کے جہازوں کی آمدورفت سے پر رونق رہتے تھے ہندوستان سے چین تک میں خصوصیت سے قابل ذکر لنکا ہے جس کو عرب سیلان کہتے تھے یہاں مسلمان تاجروں کی ایک جماعت رہا کرتی تھی ان کے ساتھ ان کے اہل و عیال بھی رہتے تھے خلیفہ ولید بن عبدالمالک کا عہد تھا مسلمانوں کی فتوحات کا شہرہ ہر جگہ پہنچ چکا تھا دنیا کا ہر بادشاہ خلیفہ سے دوستی کا متمنی تھا۔ لنکا کا راجہ بھی ان میں ایک تھا اتفاقاً ایک مسلمان تاجر وہاں وفات پا گیا اس کی بیوہ عورت یتیم لڑکے اور لڑکیاں تھے راجہ لنکا نے ان کو بڑے تحفے اور ہدایہ کے ساتھ ایک جہاز پر سوار کر کے خلیفہ کے پاس روانہ کر دیا اور اس وساطت سے اس نے چاہا کہ خلیفہ سے رسم

اتحاد بڑھائے اس جہاز پر کچھ حاجی بھی تھے یہ جہاز جب سندھ کی مشہور بندرگاہ دیول کے قریب پہنچا تو سندھی قزاقوں نے اس لوٹ لیا اور یہ سندھ کی مشہور قوم مید کے لوگ تھے ان قزاقوں نے دیبل کو جائے پناہ بنا رکھا تھا اور اس طرح اکثر جہازوں کو لوٹ کر دیبل چلے جاتے تھے ان قیدیوں میں سے ایک عورت قبیلہ یربوع کی تھی جو بے اختیار پکار اٹھی۔

فریاد اے حجاج جب اس کی خبر حجاج بن یوسف کو ملی تو وہ غصہ سے بے اختیار ہو گیا اور اس نے انتہائی جوش سے کہا میں انتقام کے لئے آرہا ہوں۔

حجاج نے خلیفہ سے سندھ پر فوج کشی کی اجازت طلب کی بدقت تمام حجاج کی اس یقین دہانی پر خلیفہ سے اجازت ملی کہ خزانہ سے جو خرچ ہو گا حجاج اس سے دوگنا خزانہ میں جمع کرائے گا۔ خلیفہ سے اجازت پاکر حجاج نے ایک سفارت راجہ داہر کے پاس سندھ بھیجی تاکہ راجہ کے ذریعے سے وہ تمام قیدی واپس کر دیئے جائیں راجہ داہر نے اس کے جواب میں کہا کہ یہ کام بحری قزاقوں کا ہے جو اس کی اطاعت سے باہر ہیں اس لئے وہ اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکتا حجاج خود آکر انہیں سزا دے

راجہ داہر کا یہ نامعقول اور خشک جواب سن کر حجاج بن یوسف کو سندھ پر فوج کشی کا اخلاقی جواز میسر آگیا۔ اس زمانہ میں ایک وجہ اور بھی پیدا ہو گئی عبدالرحمن محمد بن اشعث بغاوت کی پاداش میں قتل کر دیا گیا اور اس کے ساتھی بھی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے

لیکن اس جماعت کا ایک بااثر شخص عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بھاگ نکلا اور سندھ آکر پناہ گزین ہو گیا حجاج اس سے انتقام لینا اپنا فرض اولین خیال کرتا تھا اس لئے وہ فتح سندھ کو ضروری خیال کرنے لگا۔

راجہ داہر کے جواب پر حجاج نے عبیداللہ بن نبہان کو دیبل پر حملہ کرنے کا حکم دیا وہ میدان جنگ میں شہید ہو گئے اس کی خبر پاکر حجاج نے عمان کے والی بدیل بن طہفہ کو روانہ کیا وہ دیبل پہنچے میدان جنگ میں ان کا گھوڑا بدک گیا اور دشمنوں کے نرغے میں آگئے اور شہید کر دیئے گئے۔ حجاج نے اپنے چچازاد بھائی محمد بن قاسم کو سندھ جانے کا حکم دیا محمد بن قاسم چھ ماہ تک شیراز میں تیاری کرتا رہا اور بعد ازاں چھ ہزار شامی فوج لیکر روانہ ہوا بھاری سامان اور پانچ منجنیق جن میں عروس بھی شامل

تھی جہازوں میں بھر کر دیبل روانہ ہوا اور خود شیراز سے مکران پنجگور ارمن بیلہ ہوتا ہوا پہنچ گیا۔

92ھ جمعہ کا دن تھا کہ اسلامی فوج دیبل پہنچی اس کی وجہ تسمیہ سندھ کا دیول مندر تھا اسلامی فوج کا پہلا جمعہ تھا سالار نے شہر کا مکمل محاصرہ کر لیا اور شہر کے گرد خندق کھود دی رجب 93ھ میں سرخ پھریرے میرے والا مندر کا کلس منجنیق کے پتھر سے ٹوٹ گیا اور شہر بروز شمشیر فتح کر لیا گیا محمد بن قاسم نے یہاں چار ہزار مسلمان آباد کئے اور جامع مسجد بنائی یہی دیبل تھا جو میڈ لیٹروں کی پناہ گاہ تھا دیبل سے قلعہ سیوستان اور قلعہ سیسم فتح کر کے محمد بن سامہ برہمن آباد پہنچا ذی الحجہ 94ھ میں برہمن آباد فتح کر لیا۔

اس کے بعد محمد بن قاسم نے راجہ داہر کے پائیہ تخت ارور کا محاصرہ شروع کیا اور راجہ داہر کے بیٹے گوپی کو شکست دی اور وہ بھاگ گیا محمد بن قاسم بابیہ اسکلندہ اور سکہ کے قلع فتح کر کے ملتان پہنچ گیا 713ء میں ملتان سے باہر تین میل کے فاصلے پر پڑاؤ کیا یہ مقام آج بھی قائم ہے اور اسے قاسم بیلا کہتے ہیں بلاذری فتوح البلدان میں لکھتا ہے کہ محمد ابن قاسم نے ملتان کے قلعہ کی طرف توجہ دی اور اپنی مشہور منجنیق عروس دریائے راوی کے شمال میں نصب کر کے گولہ باری کی ان دنوں راوی شہر کے اردگرد بہتا تھا اور اس کی موجیں لاہوری اور بوہڑ دروازہ کے قدموں میں جس کی یاد آج بھی بن لوہاراں کا نام ذہنوں میں محفوظ ہے۔ حاکم ملتان گوڑ سنگھ عمزاد راجہ داہر کشمیر بھاگ گیا اور ملتان فتح ہو گیا محمد بن قاسم نے دیپال پور تک پیش قدمی کی اور پیشتر اس کے وہ ہندوستان کی طرف رجوع کرتا وقت نے ساتھ نہ دیا خلیفہ فوت ہو گیا حجاج بن یوسف کی وفات ہو گئی اور محمد بن قاسم واپس چلے گئے اور جہاں انہیں مروا ڈالا گیا۔ غازی محمد بن قاسم نے اپنے ایمان اور جذبہ جہاد سے جس اسلامی سلطنت کی بنیاد ملتان میں رکھی مسلمانوں نے تین سو سال تک ملتان میں حکومت کی

ملتان کے قدیم باشندے

ملتان کے قدیم باشندے سیاہ فام۔ کوتاہ قد اور چپٹی ناک والے تھے آریاؤں کی تہذیب طبقاتی تھی ملتان میں زیادہ تر برہمن آباد ہوئے۔ کھتری اروڑہ نواح ملتان میں بکثرت آباد ہوئے۔ عرب اور ایران افغانستان سے بھی کافی لوگ یہاں آباد ہوئے

جغرافیائی خصوصیات

ملتان کو جغرافیائی اعتبار سے خصوصی اہمیت حاصل ہے طول بلد 74 اور عرض بلد 31 کے انقطاع پر پنجاب کے پانچ دریاؤں کے سنگم کے قریب دریائے چناب کے موڑ کی گولائی میں ایک معورہ ملتان کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے محل وقوع کی کیفیت اور آب و ہوا کی خاصیت نے عناصر حیات کی خوبصورتی اور معدی۔ معدنی زرعی اور افرادی قوت کی بے مثال دولت نصیب ہوئی ہے۔

ڈسٹرکٹ ساہیوال۔ جھنگ مظفر گڑھ اور بہاولپور کا محل وقوع ہے عہد قدیم میں اس خطہ کو سات دریاؤں کی سر زمین بھی کہتے ہیں کیونکہ اگر وید جلد چہارم اشلوک 26 کی رو سے 1 سندھ 2 جہلم 3 چناب 4 راوی 5 بیاس 6 ستلج 7 سرسوتی عرف گھارا۔ ملتان کو نقطہ اتصال بنا کر ایک پنجہ کی شکل میں بہتے تھے دریا گھار یا سرسوتی انبالہ کے قریب بہتا ہوا۔ بہاولپور کے ریگستانوں میں جذب ہو جاتا تھا

بیاس اور ستلج فیروز پور کے قریب ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر ایک قالب ایک جان ہو جاتے تھے اور ملتان کی سرحدوں کے قریب سے گزرتے چناب اور جہلم کا ملاپ شور کوٹ کے قریب (ضلع جھنگ) میں ہوتا تھا۔ سدھنائی کے مقام پر راوی بھی ان سے آکر مل جاتا اور یہ ملتان کے غربی حصہ میں اکٹھے بہتے۔ اٹھارویں صدی عیسوی سے قبل بیاس بھی ملتان میں بہتا تھا۔

پنجند کے مقام پر ستلج بھی چناب کے ساتھ مل جاتا اور یہ سب مل کر ضلع راجن پور کے مقام کوٹ مٹھن (خواجہ غلام فرید کی نگری) کے قریب دریائے سندھ میں جا ملتے دریائے چناب ملتان کو مظفر گڑھ سے جدا کرتا ہے اور دریائے ستلج ملتان کو بہاولپور سے الگ کرتا ہے ستلج کا پانی اب ہندوستان نے روک لیا ہے اس کا سارا علاقہ غیر آباد ہوتا جارہا ہے۔

تاریخ شاہد ہے دریائے راوی پہلے ملتان کے قدموں میں بہتا تھا اس کی گذرگاہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے مزار کے قریب نشیبی علاقہ تھا جو آج بھی اس گزرے لمحوں کی یادوں کا عکاس ہے۔ راوی کی لہریں بن لوہاراں سے گزرتیں۔ مگر کئی سو سال ہوئے دریائے راوی نے اپنا رخ بدل لیا اور اگرچہ ساڑھے پانچ سو سال پہلے امیر تیمور کے وقت اس شہر کے پاؤں میں بہتا

رہا مگر اب شہر کے شمال مغرب کی طرف تیس میل کے فاصلہ پر تعجب انگیز سیدھ میں بہتا ہے راوی کے پرانے راہ کے آثار اب بھی پائے جاتے ہیں۔

وسعت ملتان

اولین ادوار میں ملتان بہت بڑا اور وسیع علاقہ پر مشتمل تاریخ کی کتابوں کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے ضلع ملتان کا طول دیپالپور اور بکھر کی غربی تک پھیلا ہوا تھا۔ اب ملتان ڈویژن کی حدود مشرق میں ضلع ساہیوال مغرب میں پل چناب شمال میں خانیوال اور جنوب میں لودھراں تک پھیلا ہوا ہے وہاڑی پاکپتن اس کے اضلاع بھی اسی میں شامل ہیں۔ ملتان کی تاریخ وسعت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے اگروید جلد نمبر10 گیت نمبر136 کے مطابق ملتان کے مشرق اور مغرب میں دونوں طرف سمندری پانی تھا کیونکہ امپریل گزٹیر آف انڈیا جلد 42 صفحہ 2 کی رو سے پرانے زمانہ میں موجودہ راجپوتانہ کا بہت سا علاقہ بصورت سمندر تھا اور بحر راجپوتانہ کہلاتا تھا جس میں دریائے سرسوتی عرف گھارا آکر گرتا تھا سروے آف انڈیا پیپر نمبر2 کی رو سے یہ بحیرہ راجپوتانہ جنوب میں کوہ اراوتی تک پھیلا ہوا تھا اور موجودہ مغرب میں خلیج کچھ کے ذریعہ بحیرہ عرب سے مل گیا تھا سلاطین دہلی کے تصرف میں آنے کے بعد صوبہ ملتان کا طول دیپالپور کی مشرقی حد سے بھکر کی غربی تک اور اس کا عرض خطی پور پر سندھ کی شمالی حدود سے جنوب کی طرف جسلمیر تک پہنچ گیا تھا جلال الدین اکبر کے عہد میں ٹھٹھ بھی ملتان میں شامل کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے اس کی حدود مشرق میں سرہند مغرب میں کیچ مکران شمال میں پرگ سور اور جنوب میں اجمیر تک وسیع ہو چکی تھیں بکھر اور دیپالپور ملتان کے دو صوبے تھے آئین اکبری کی روس اس وقت ملتان کا رقبہ بتیس لاکھ تہتر ہزار نو سو بتیس بیگہ اور چار سو سیوے تھا مغلیہ خاندان تک اس کی یہی حدود رہیں (5)

ملتان صدیوں کے آئینہ میں اپنی وسعت کے اعتبار سے ایک مکمل صوبہ کا درجہ رکھتا تھا اس کا رقبہ ایک طرف کابل پشاور تک پھیلا ہوا تھا اور دوسری طرف ایران کے بلوچ کے قبائل علاقہ جات تک تیسری طرف ڈیرہ اسماعیل خان ڈیرہ غازیخان۔ کشمور اور سندھ کے علاقے شامل تھے ملتان کے والی نواب مظفر خان کے عہد میں ملتان کی وسعت کچھ پہلے سے کم ہوئی یہ علاقے

سمت کر راوی کے اس پار تلمبہ' چناب کے علاقہ احمد پور سیال شجاع آباد اور بھکر تک محدود ہو گیا

ملتان کا رقبہ

موجودہ ملتان کا کل رقبہ 5630 مربع میل ہے پورے پاکستان میں رقبہ کے اعتبار سے اس کی پوزیشن 17 ویں ہے یہ علاقہ اپنی زرخیزی شادابی اور بہتر فصل۔ پھل اور پیداوار کے اعتبار سے پورے پاکستان کا بیش بہا سرمایہ ہے اس کی کپاس پورے پاکستان کی کپاس کی پچاس فیصد پیداوار کا درجہ رکھتی ہے۔ کپاس کے حوالہ سے اس علاقہ کی صنعت تجارت معشیت مستحکم ہے۔

ملتان کے آم پوری دنیا میں جانے اور پہچانے جاتے ہیں اس کی اقسام بہت عمدہ ہیں اب تو ملتان میں ایلچی کی کے بھی باغات لگائے جا رہے ہیں لبنان کے مالٹے جسے شکری مالٹا کہتے ہیں اس کی ملتان میں خاص پیداوار ہو رہی ہے۔ علاوہ ازیں Soil کے اعتبار سے ملتان کی مٹی کی زراعی نقطہ نظر سے خاصی اہمیت ہے خشک موسم کی وجہ سے وبائی امراض کا دباؤ نہی بڑھتا Flora اور Fauna بھی خاصی اہمیت کا حامل ہے Flora میں کیکر شیشم شیریں جنڈ کھجی(کھجور کا درخت) نیم آم شامل ہیں ملتان کے کیکر کو خاصی اہمیت حاصل ہے یہ عمارتوں میں بطور بیم کے استعمال ہوتا ہے اس سے چارپائیاں اور کھیتی باڑی کے آلات بنتے ہیں

جہاں تک Fauna کا تعلق ہے عام ہرن کالا ہرن تیتر' کوئل' عقاب' کبوتر بکثرت سے ملتے ہیں اس کے علاوہ لومڑ خرگوش گیدڑ بھی اس علاقے میں بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ آندھیاں طوفان زمانہ قدیم میں ملتان گرد گرما گدا اور گورستاں کی خصوصیات سے مشہور تھا۔

چہار چیز است تحفہ ملتان

گرد گرما' گدا و گورستاں

مگر اب ملتان تھل کے آباد ہو جانے کی وجہ سے جہاں پہلے ریت کے طوفان اٹھتے تھے اب لہلاتے کھیت سر سبز وادیاں اشجار و اثمار نے ملتان کی یہ خصوصیت ختم کر دی ہے پہلے یہ تھا کہ کسی نے ملتان کی آندھیوں کا کسی سے پوچھا کہ سنا ہے ملتان میں بڑی

آندھیاں آتی ہیں کہنے والے بڑی معصومیت سے کہا ایسا تو نہیں بڑی آندھیاں تو نہیں آتیں صرف ایک آندھی آتی ہے جو اپریل سے شروع ہوتی ہے اور نومبر تک چلتی ہے۔

یہ پہلے کی صورت حال ہے اب ملتان آموں۔ کنوؤں کھجوروں ایلچیوں' مالٹوں' اناروں کے باغات کی وجہ معتدل' خوشگوار اور قابل برداشت ہو گیا ہے پہلے اسے Burning desert کہتے تھے اب اسے جنت نظیر خطہ کہتے ہیں جو خوشہ گندم' گنا' کا مٹھاس چاول کی سوئی سوئی خوشبو کا علاقہ ہے۔ ملتان میں زراعت کو بے حد فروغ ہوا ہے کسی زمیندار کے کھیتوں میں باغ نہ ہو تو اسے زمیندار نہیں کہتے۔ ملتان پاکستان کا خوش نصیب خطہ ہے کہ یہاں دو دریاؤں کی زرخیزی وافر مقدار میں موجود ہے ایک طرف راوی ہے اور دوسری طرف چناب اور یہی زرخیزی پنجند تک پھیل جاتی ہے یہاں کی زراعت اس معیار کی ہے کہ یہ ملک کو درآمدی محتاجی سے نکال سکتی ہے کپاس کی صورت میں یہاں ایسا تحفہ موجود ہے جسے Free gift of nature کہا جا سکتا ہے

ضرورت اس امر کی ہے کہ یہاں Agro Based Industry کو فروغ دیا جائے تاکہ دیہی آبادی کی شہروں کی طرف نقل مکانی رک سکے اور جو دیہات اجڑ رہے ہیں وہ پھر سے تمدنی اور جدید سہولتوں سے آراستہ ہو سکیں۔

اہمیت ملتان

ملتان کو اقوام عالم میں جو مقام حاصل ہے اس کی وجہ یہاں کی صدیوں پرانی تہذیب ہے جو ہڑپہ۔ ٹیکسلا اور موہنجو ڈارو کی ہمعصر ہے اور ہم سر ہے تاریخ کے ان گنت قافلے یہاں سے گزرے ہیں کبھی اس سرزمین نے محمد بن قاسم کے غازیوں کے گھوڑوں کی یلغار دیکھی ہے کبھی محمود غزنوی کے حملوں کی صورت میں اسلام کے ولولہ و جوش کو دیکھا ہے کبھی شہاب الدین محمد غوری کی فتح کے وقت مجاہدین اسلام کی اذانوں کی آواز سنی ہے کبھی ملتان تخت دہلی کے تابع رہا ہے 1202ء سے 1227ء تک یہ ناصرالدین قباچہ کے زیر نگیں رہا جب قباچہ کی بڑھتی ہوئی طاقت اور ظالمانہ نظام کو التمش نے محسوس کیا تو اس نے 1227ء میں بھکر کے قریب دریائے سندھ کے کنار قباچہ کو سپرد آب کیا اور التمش کا براہ راست کنٹرول ملتان پر قائم ہو گیا۔

التمش کے عہد میں ملتان

التمش نے فخر الدین ایاز کو ملتان کا حاکم مقرر کیا اور خو د دارالسلطنت دہلی چلا گیا۔ ان دنوں ملتان کی حکومت شرقاً دیپالپور سے لیکر غرباً بھکر تک شمالاً سندھ سے لیکر جنوباً جیسل میر تک پھیلی ہوئی تھی فتح ملتان کے نو سال بعد التمش فوت ہو گیا کبیر خان والی ملتان نے رضیہ سلطانہ کو تخت دلوانے کی سازش کی اور جب وہ کامیاب ہو گئی اور 637 ھ میں تخت پر جلوہ افروز ہوئی تو والی ملتان کبیر خان نے اس سے منہ موڑ لیا رضیہ سلطانہ نے چڑھائی کر دی اور ملتان پر قبضہ کر لیا اہل ملتان کے دل جیتنے کے لئے اس نے لوگوں میں انعامات تقسیم کئے اور لوگوں کو امن و امان اور ملکی استحکام کی نوید سنائی اس عرصہ میں غزنی سے کئی حکمرانوں نے ملتان پر قبضہ کئے اور اپنے نام کے سکے جاری کئے کبھی سیف الدین حسن قرلوغ نے غزنی سے ملتان پر حملہ کیا 1245ء میں مغلوں نے اوچ اور ملتان پر حملہ کیا سیف الدین سندھ بھاگ گیا۔ پھر شیر خان حکمران بنا بعد میں معذول کر دیا گیا 1250 میں ملک غیر الدین بلبن ملتان کا حاکم مقرر ہوا یہی وہ عرصہ تھا جب منگولوں نے وسطی ایشیا میں اپنی عسکری برتری دکھائی اور پھر ملتان پر حملہ آور ہوئے یہ دور حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی کا تھا جنہوں نے ایک لاکھ طلائی دینار دیکر ملتان کو منگولوں کی بربادی سے بچالیا۔ رضیہ سلطانہ نے ساڑھے تین سال حکومت کی مگر طوائف الملوکی اور محلاتی سازشوں کی بھینٹ چڑھ گئی 641 ھ میں بہرام شاہ تخت نشین ہوا دو سال بعد وزیر مملکت کی فریب کاری سے قتل ہو گیا سلطان علاء الدین مسعود کو قید سے نکال کر تخت پر بٹھا دیا گیا ابھی چار سال نے گزرے تھے کہ پھر قید کر دیا گیا اور سلطان ناصر الدین ابن سلطان شمس الدین نے تاج پہنا 649 ھ میں شیر خان گورنر مقرر ہو جس کے نام پر آج بھی گھنٹہ گھر کے عقب میں محلّہ شیر خان (یا ی شیر خاں) مشہور اور قائم ہے

ملتان میں امیر خسرو کے پانچ سال

امیر خسرو کی شخصیت اس اعتبار سے منفرد اور ناقابل فراموش ہے کہ اس نامور شاعر نے ہندوستان میں رہ کر فارسی میں اس خوبصورتی سے اشعار کہے کہ انہیں شیخ سعدی ثانی کہا جانے لگا

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت

بادہ از خمخانہ سعد کی ور شیراز بود

حضرت امیر خسرو 678 ھ میں شہزادہ محمد سلطان کے ہمراہ ملتان آئے اور 683 ھ میں شہزادہ کی موت کے بعد مغلوں

کے ہاتھوں میں اسیر ہو گئے اور پانچ سال ملتان میں رہے یہ دور حضرت شیخ صدر الدین عارف کا تھا جنھوں نے حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کا قائم کردہ مدرسہ بہائیہ کو قائم رکھا اور اسی روحانی شمع کو اپنے بے مثال کردار سے روشن کئے رکھا امیر خسرو کے عہد میں ملتان کیا تھا اور امیر خسرو کے ملتان میں قیام سے یہاں تہذیب و تمدن پر کیا اثرات پیدا ہوئے اس کی تفصیل کچھ یوں ہے امیر خسرو کا ملتان میں قیام اس لئے اہم ہے کہ قومی زبان اور اردو کے سوتے یہیں سے پھوٹے یہیں حضرت نے ملتانی زبان کا مطالعہ کیا ہندی فارسی کے اختلاط سے ایک نئی زبان کو جنم دیا جو میر صاحب کے زمانے میں کھڑی بولی کہلاتی تھی۔

امیر خسرو کا نام فرشتہ نے ابوالحسن لکھا ہے اور امیر خسرو 65 ھ میں پٹیال کے مقام پر پیدا ہوئے علامہ شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ ان کے والد ماجد جن کا نام سیف الدین محمود تھا انہوں نے اسے بچپن ہی میں سلطان الاولیاء حضرت نظام الدین اولیاء کے قدموں میں ڈال دیا امیر خسرو وہی شاعر تھے اور ایام طفلی میں شعر موزوں کرنے لگے تھے۔ امیر خسرو شہزادہ کے ہمراہ ملتان آئے تو ان کی عمر صرف 26 برس تھی ان کی حیثیت صرف درباری شاعر کی نہیں تھی بلکہ آپ شہزادے کے مشیر خصوصی تھے اور سفر حضر میں انکے ہمراہ رہتے تھے شہزادہ امور سلطنت میں اس سے مشورت کرتا تھا۔

امیر خسرو نے ملتان کے قیام کے دوراں ملتان کی تہذیب سے جی بھر کسب فیض کیا

من   کہ   برسر   نہ   نہادہ   بودم   گل

تو   براہ   برسرم   نہادو گفتا   جل

یعنی میں نے کبھی پھول بھی سر پر نہ رکھا تھا مغلوں نے توبرہ مرے سر پر رکھ دیا اور کہا جل۔ یعنی چلو توبرہ اور جل خالص سرائیکی کے الفاظ ہیں امیر خسرو نے ایک جگہ فارسی اور ہندی کی آمیزش سے ایک عجیب کیفیت پیدا ہوئی ہے

احال مسکین مسکن تغافل۔ ورائے نیناں بنائے بتیاں کہ تاب ہجراں ندارم اے جاں

نہ لیہو کاہے لگائے چھتیاں

شبان ہجراں دراز جوں زلف۔ وروز وصلت چو عمر کو تاہ

سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں

تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں

بعض نظموں میں یہ شعر بطور مقطع درج ہے

کسے پڑی ہے جو جا سنائے

پیارے پی کو ہماری بتیاں

امیر خسرو نے عوامی زبان میں بہت سے گیت نکالے اور راگ بنائے جو اب تک گائے جاتے ہیں امیر خسرو استقامت جرت اور حریت فکر کے بے تاج بادشاہ تھے علم و فضیلت کا ایک بحر بیکراں تھے۔ عشق موسیقی۔ تصوف اور روحانی عظمتوں میں کمال کا درجہ رکھتے تھے ملتان پر خاندان خلجی اور خاندان تغلق کی حکومت 1288ء سے لیکر 1414ء میں خانداں تغلق کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔

ملتان کی منفرد شان

ملتان اس اعتبار سے بھی خوش نصیب خطہ ہے کہ یہاں سلطان محمود تغلق سلطان بہلول لودھی اور سلطان احمد شاہ ابدالی یہاں پیدا ہوئے اور تاریخ میں بے پناہ اہمیت کے حامل بنے اور جن کی فتوحات اور جن کی اصلاحات نے برصغیر پاک و ہند کو متاثر کیا اور ملتان میں ان کے عہد سے متعلق یادگاریں موجود ہیں ابدالی روڈ پر اور کمشنر ملتان ڈویژن کے ہاؤس کے قریب اور تبلیغ مسجد کے بالمقابل احمد شاہ ابدالی کی جائے ولادت موجود ہے وہ الگ بات ہے کہ اس کی مناسب دیکھ بھال نہیں اور جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا بھی شکار ہے اور اس پر کئی بیہودہ اشتہارات بھی چسپاں ہیں اور نہ ہی کوئی اس سے متعلقہ پارک اور نہ ہی احمد شاہ ابدالی کے تاریخی کمالات کا ذکر ہے اس کے علاوہ محمد تغلق خان کی جائے ولادت کوٹلہ تغلق خاں ہے جسے عرف عام کوٹلہ تولے خاں کہتے ہیں اور جہاں کم و بیش اس عہد کی ایک مسجد موجود ہے جسے عرف عام میں ساوی مسجد سبز مسجد کہتے ہیں یہ فن تعمیر اور آیات قرآنی کی خوبصورت خطاطی کا ایک نادر شاہکار ہے

اسی طرح سلطان بہلول لودھی وسط شہر کے رہنے والے تھے لودھی خاندان آج بھی ملتان میں کثرت سے موجود ہے

ملتان مختلف ادوار میں

ماضی کے اوراق میں جب جھانک کر دیکھتے ہیں تو ملتان جہاں حکمرانوں کی لگاتار یلغار کے نرغہ میں رہا ہے حملہ آور کبھی دیبل سے اور کبھی ایران سے کبھی افغانستان سے ملتان پر یلغار کرتے رہے ہیں ملتان نے ا نگنت بھیانک دن دیکھے ہیں فوجوں کی یلغار اور مسلسل تلوار کے گہرا اثرات نے ملتان کو غالب اقوام کا مطیع بنادیا۔ آج بھی باہر سے آنے والا ملتان پر اس طرح مسلط ہو جاتا ہے جیسے اسے حکمرانی کرنے کا پیدائشی اعزاز ملا ہو یہاں کے لوگوں کی طرز معاشرت تہذیب و تمدن اخلاق اور کردار اس انداز کا رہا ہے انہوں نے کبھی کسی انسان کی دل آزاری اور حرام بیزاری نہیں کی اور بڑے محتاط طریقے سے عزت نفس کو بھی قائم رکھا ہے خود داری۔ حریت فکر اور کسب حلال سے گزر اوقات کرنے کی آرزو اس خطہ کی پہچان رہی ہے اہل ملتان کے کردار اور مزاج کی وضاحت ان بیانوں سے ہوتی ہے جو سیاحوں نے تحریر کئے

1 300 ھ میں المسعودی نے لکھا ملتان اسلامی حکومت کی بڑی سرحدوں میں سے ایک سرحد ہے ملتان کے تابع اس کے چاروں طرف ایک لاکھ بیس گاؤں ایسے ہیں جو شمار میں آتے ہیں

2 340 ھ میں اصطخری نے ملتان کے بارے میں لکھا ملتان کے چاروں طرف ایک مضبوط شہرپناہ ہے بادشاہ ہاتھی پر سوار ہو کر جمعہ کی نماز پڑھنے جاتا ہے

3 چوتھی صدی ہجری کے ابن موقل نے ملتان کے بارے میں جو کچھ لکھا وہ ملتان کے تجار کی توجہ کا طالب ہے وہ لکھتا ہے تجارت میں یہاں کے تاجر جھوٹ نہیں بولتے

4 تین سو پچھتر میں ملتان آنے والے بشاری مقدس نے لکھا یہاں بدکاری اور شراب نوشی نہیں خرید و فروخت میں نہ جھوٹ بولتے ہیں اور نہ کم تولتے ہیں مسافروں کی خاطر کرتے ہیں

5 پانچویں صدی ہجری میں البیرونی نے لکھا ملتان مرکز علم و دانش ہے غرضیکہ ملتان ہر عہد میں اپنے کردار' اپنے اوصاف سے منفرد رہا ہے مگر المیہ اس بات کا ہے کہ حکمرانوں نے ظلم ستم کے ایسے معیار بنائے کہ بعض اوقات انسانیت ورطہ حیرت میں

ڈوب جاتی ہے۔ ابن بطوطہ کے سفر نامہ کے مطابق محمد تغلق کے بھتیجے کی نعش جس کی کھال اس کے چچا کے حکم سے جسم سے اتروا دی گئی تھی جب یہ نعش ملتان پہنچی تو بہرام آبیہ کشلو خان (حاکم ملتان) اور غازی ملک غیاث الدین نے باعزت طریقہ سے کوٹلہ تغلق خان (کوٹلہ تولے خاں نزد گھنٹہ گھر) میں دفن کرادی اور اس پر پختہ چبوترہ بنوا دیا جو اب بھی موجود ہے محمد تغلق اس نعش کی حرمت کرنے پر حاکم ملتان سے ناراض ہو گیا اور اسے سبق سکھانے کے لئے ایک بھاری لشکر لیکر ملتان پر حملہ کر دیا کشلو خان مارا گیا اور شہر کا قاضی کریم الدین کی کھال اتروادی گئی کشلو خان کا سر صدر دروازہ پر آویزاں کیا گیا اس عہد کے صوفی بزرگ حضرت شاہ رکن عالم جن کو بادشاہ سے بہت عقیدت تھی ننگے سر اور ننگے پاؤں بادشاہ سے سفارش نہ کرتے تو ملتان کو خون میں نہلا دیا جاتا

محمد تغلق کا بیٹا فیروز شاہ کا عہد اور ملتان

محمد تغلق کا بیٹا فیروز شاہ جس کے نام پر مشرقی پنجاب میں فیروز پور شہر آباد کیا گیا وہ 28 سال برسراقتدار رہا اور کچھ عرصہ ملتان بھی رہا اور سندھ کے علاقہ ٹھٹہ تک علاقے کی خبر گیری کرتا رہا۔ غرضیکہ ملتان کبھی تغلق خان۔ کبھی فیروز شاہ۔ کبھی فیروز شاہ کبھی خاندان سادات نے حکومت کی۔ حاکم ملتان خضر خان نے 1414 میں دہلی پر قبضہ کر لیا اور شاہان سادات کی بنیاد رکھی خضر خان نے اپنے بیٹے معز الدین مبارک شاہ کو ملتان کا گورنر مقرر کیا سلطان مبارک شاہ کو ملتان کا گورنر مقرر کیا سلطان مبارک شاہ تیرہ سال حکومت کرنیکے بعد فوت ہوگئے اس کے بعد اس کا بھتیجا محمد شاہ تخت پر بیٹھا مگر اس سے ملک کا نظام نہ سنبھالہ گیا 1435ء میں بہلول لودھی ملتان کا حاکم بنا۔

خاندان سادات اگرچہ 38 سال دہلی اور اس کے ملحقہ علاقوں پر حکومت کرتا رہا ہے مگر ملک میں نظم و نسق کو مضبوط نہ کر سکا اہلیان ملتان نے متفقہ طور پر شیخ یوسف قریشی کو ملتان کا حاکم بنایا اور جس نے ملتان کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کیا اور ملتان کی حدود میں چنیوٹ اور شور کوٹ تک وسعت دی 1470 میں اس کے لڑکے سلطان حسین لنگاہ نے مملکت ملتان کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ سلطان حسین لنگاہ ملتان کی تاریخ میں منفرد ہے کہ اس نے علم و فضلیت کو فروغ دیا اور مدرسوں کا اجراء

کیا۔ تاریخ فرشتہ کی روایت کے مطابق قلعہ کہنہ پر ایک ایسا عظیم الشان مدرسہ قائم کیا جو عصر حاضر کے مطابق ایک یونیورسٹی کا درجہ رکھتا تھا۔

مرزا حسین ارغون اور ملتان

مرزا حسین ارغون واحد حکمران ہے جس نے سندھ اور ملتان کو یکجا کر دیا اگرچہ ظالم حکمران تھا جس نے ملتان کی قدیم عمارات اور تاریخی مقامات کو خاصا نقصان پہنچایا۔

شیر شاہ سوری

تاریخ شاہد ہے کہ اس عظیم حکمران نے ایک نہایت مختصر عرصہ میں برصغیر کی تاریخ میں بڑی نمایاں تبدیلیاں کیں۔ وہاں اس نے ملتان کے لئے خاص اقدامات اٹھائے۔

شیر شاہ سوری نے ملتان سے لاہور تک سڑک تعمیر کرائی حضرت بہاء الدین زکریا حضرت شاہ رکن حضرت شاہ یوسف گردیز کے مزارات پر روغنی اینٹیں جسے ملتان میں (Glazed Tiles) کہتے ہیں نصب کرائی نیز مسجدوں کی تعمیر کرائی۔

شیر شاہ سوری کے بیٹے اسلام شاہ نے حضرت شاہ یوسف گردیز کے مزار پر ایک نہایت خوبصورت دروازہ تعمیر کرایا۔ شیر شاہ سوری کا بیٹا اسلام شاہ اخلاق اور کردار کے اعتبار سے عمدہ شخصیت تھے اسلام شاہ ملتان میں رہا اور اس عرصہ میں اس نے قابل قدر تاریخی کام کیئے اسلام شاہ کے بعد فیروز شاہ اور محمد عادل تھوڑے عرصہ کے لئے حکمران بنے مگر ان کا زمانہ خانہ جنگیوں اور محلاتی سازشوں میں گزر گیا۔

جب ہمایوں ایران کی مدد و نصرت سے دہلی میں حکمران بننے میں کامیاب ہو گیا تو یہ عہد ملکی وسائل میں اضافہ اور امن و امان کی خیر کا دور تھا صوبہ داروں کی مطلق العنانی کو تکیل ڈالی دی گئی اور ملکی نظم و نسق کو بہتر اور فعال بنایا گیا۔ ملتان کے گورنر کو بھی اپنے فرائض منصبی سرانجام دینے کی مکمل آزادی دی گئی اگلے پچاس سالوں میں آئین اکبری کے مصنف ابوالفضل کے مطابق محمد قاسم خان نیشاپوری 1561 ء جہاں لودھی 1570ء امید خان چغتائی 1877 صادق خاں خواجہ عبدالصمد

1586ء مرزا عبدالرحیم خاں خاناں 1591ء مرزا رستم صفوی 1593 ء مرزا جانی بیگ مرزا عزیز 1595 ء میں جاگیرداران ملتان رہے اور ان کا ملتان پر مکمل تسلط رہا اور مورخین کی رائے کے مطابق ملتان میں پہلی دفعہ سکہ ڈھالنے کا کارخانہ قائم ہوا 1602ء میں سعید خاں چغتائی صوبیدار ملتان تھا 1619 میں خان جہاں حاکم ملتان مقرر ہوئے

شاہ جہاں کے عہد میں قلیج خاں۔ شہزادہ مراد بخش والی ملتان مقرر ہوئے۔ شہزادہ مراد بخش کو ملتان سے اور اس کی پرانی تہذیب سے گہرا لگا تھا اس لئے اس نے شہر کی موجودہ فصل کو از سر نو دوبارہ تعمیر کرایا۔ قلعہ ملتان کو مرمت کرائی لوہاری دروازہ کے پاس ایک پل تعمیر کرایا تاکہ خلق خدا کو آنے جانے میں دقت نہ ہو۔ شہر کے اندر مساجد اور حمام بنوائے۔ بنجر علاقے آباد کرائے۔ محصولات میں معافی کا اعلان کیا ان کے دکن جانے پر ان کی جگہ شجاعت خان ملتان کا حاکم مقرر ہوا جو خدا ترس اور نیک آدمی تھا۔

شاہ جہاں کا تیس سالہ دور ختم ہوا اور اس کا بیٹا اورنگ زیب برسراقتدار رہا اس نے جہاں باپ کو بیس سال قیدوبند میں رکھا اور وہ وہیں قید ہی میں مرگیا اس طرح ملتان کے حاکموں میں بھی تبدیلی آئی سید موسیٰ پاک دین کے بعد لشکر خان ناظم ملتان مقرر ہوا اس عرصہ میں مختلف والی مقرر ہوئے مگر ان کا زمانہ ایسے ہی تھا جیسے بدلتے موسموں کا مزاج کبھی معظم خاں۔ کبھی شہزادہ اکبر خاں۔ کبھی باقر خاں۔ کبھی عبدالحمد خاں۔ یہ زمانہ مغلیہ سلطنت کے زوال کا تھا جہاندار شاہ۔ فرخ سعید اور محمد شاہ رنگیلا جیسے حکمران ہندوستان پر حاکم تھے مگر ان کے مزاج اور عیش پرستی کے رجحانات نے عبارت تھا۔

1752 میں معین الدین معین الملک نے شاہ نواز خاں کو ملتان کا حاکم مقرر کیا یہ مرد خدا اپنی جرات اور بہادری کی وجہ سے صدیوں یاد رکھا جائے گا اس کا مزار احاطہ حضرت شمس سبزواری میں موجود ہے اس نے دیوان کوڑامل کو شکست دی مگر قدرت کا نظام عجیب ہے کہ بعد میں اس کی فتح شکست میں بدل گئی اور وہ بے چارا قسمت کا مارا اس دیوان کوڑامل کے ہاتھوں مارا گیا اور اس طرح دیوان کوڑا مل ملتان کا حاکم بن گیا۔

احمد شاہ ابدالی کے عہد میں ملتان

احمد شاہ ابدالی نے دہلی کو فتح کرنے کے بعد ملتان کا رخ کیا اس نے 1165ھ میں ملتان پر حملہ کیا دیوان کوڑامل نے اس کا مقابلہ کیا مگر بعد میں مارا گیا۔ ملتان میں احمد شاہ ابدالی کے نام کا سکہ جاری ہوا چغتائی مغل سلاطین نے ملتان پر دو سو سال کے قریب حکومت کی۔ ملتان ان کے عہد میں ایک اہم مرکزی مقام تھا سندھ اور بلوچستان اس کے علاقے تھے۔ احمد شاہ ابدالی کو ملتان سے بڑی نسبت تھی کیونکہ وہ یہیں پیدا ہوا تھا اس لئے اس نے ملتان کو قابل کے ساتھ وابستہ رکھا مگر بعد میں میر منو نے احمد شاہ ابدالی سے صلح کرلی جس کی بنا پر احمد شاہ ابدالی نے ملتان کا علاقہ اس کو واپس لوٹا دیا میر منو نے زاہد خان والی ملتان کی جگہ علی محمد خاں کو 1750ء میں والی ملتان مقرر کیا۔

علی محمد خاں کا عہد ملتان

یہ ملتان اس اعتبار سے خوش نصیب خطہ ہے کہ اس کی تعمیر و ترقی میں ہر حکمران نے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لیا ہے دوسری اس شہر کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس کی تاریخ محفوظ ہے والی ملتان علی محمد خاں نے ایک نالہ تعمیر کرایا جو نالہ ولی محمد کے نام سے مشہور ہے اس کے حصے اب بھی کہیں شہر میں نظر آتے ہیں مگر نئی آبادیوں کی وجہ سے یہ نالہ قدرے معدوم ہو گیا ہے مگر اس والی ملتان کی زندہ و تابندہ مسجد جسے عرف عام میں مسجد ولی محمد کہتے ہیں آج بھی شہر کے درمیان موجود ہے لوگوں کے ملاپ محبت اور حسن سلوک کی روایات کی امین ہے۔ دیہاتوں کو یہیں اکٹھے ہوتے ہیں۔

مگر تاریخ میں علی محمد خاں کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ ایک الگ عبرت کی داستاں ہے احمد شاہ ابدالی نے جب اپنے منجھلے بیٹے شجاع خاں کو والئی ملتان مقرر کیا مگر علی محمد خان نے اسے تسلیم نہ کیا اور اس کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا جب احمد شاہ ابدالی کو اپنے بیٹے کی گرفتاری کی خبر ملی اس نے ملتان پر حملہ کیا اور شجاع خاں کو آزاد کرالیا قید خانے میں اس کے بال اور ناخن بہت بڑھ گئے تھے جب اس نے حجامت کرائی تو یہ بال اور ناخن شجاع خان کی والدہ نے احمد شاہ ابدالی کو پیش کئے احمد شاہ ابدالی کی رگ حمیت پھڑکی اور اپنے بیٹے کی محبت یاد آئی اس نے سربازار علی محمد خاں کا پیٹ پھڑوا دیا اور اس کی لاش اونٹ پر لاد کر ملتان کی گلیوں میں پھرایا تاکہ لوگ عبرت پکڑیں اور سدوزئی قوم کے انتقام کو یاد رکھیں ۔ علی محمد خان کی قبر حسن پروانہ

کے قبرستان میں موجود ہے۔

کچھ لوگ اہل ملتان کے کردار' مزاج پر شاکی رہتے ہیں کہ یہ لوگ اپنی بات مکمل کر نہیں کرتے وہ بھول جاتے ہیں کہ جس شہر کے لوگ ایسے حوادث ایسے سانحے اور ایسے روح فرسا واقعات کے عینی شاہد ہوں عروج و زوال کی ان کہی کہانیوں کے چشم دید گواہ ہوں اس سے کیسے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے دل کا بھید لوگوں پر عیاں کریں اور اپنے لئے کسی مشکل کو دعوت دیں اس لئے خاموش رہنا اور اپنے کام سے کام رکھنا اہل ملتان کا مزاج ہے

شجاع خاں دوبارہ ناظم ملتان مقرر ہوا اس نے شجاع آباد شہر آباد کیا جو آج بھی قائم ہے اور ملتان کی تحصیل ہے اور مظفر گڑھ میں خان گڑھ کا شہر آباد کیا جہاں کے مشہور سیاسی رہنما نوابزادہ نصراللہ خاں مشہور ہیں۔

ملتان پر سدوزئی خاندان کے سات افراد حکمران رہے

نواب عبدالصمد خاں والئی ملتان

نواب عبدالصمد خاں کا سب سے بڑا کارنامہ ملتان کی مسجد عید گاہ کی تعمیر ہے جو آج بھی اس کے لاثانی تعمیراور ملتان کی Glazed Tiles کے استعمال اور جیومٹری اور ٹرگنومیٹری اشکال۔ زاویے اور خطوط اور خطاطی کی وجہ سے دید کا دلچسپ نظارہ ہے نواب عبدالصمد خاں 1726ء سے 1737ء تک ملتان کا حاکم رہا۔

نواب مظفر خاں سدوزئی :

نواب مظفر خاں اپنی جرآت حریت فکر اور محسن ملتان کی خصوصیات کی وجہ سے تاریخ میں زندہ رہے گا۔ نواب مظفر خاں سدوزئی 1779ء سے 1818 تک ملتان میں حکمران رہا اس عہد میں اسے سکھوں نے پریشان کیا سکھوں کا پہلا حملہ 1802ء میں دوسرا 1804 اور تیسرا حملہ 1807ء میں چوتھا حملہ 1810ء پانچواں حملہ 1812 چھٹا حملہ 1816ء اور ساتواں حملہ 1817ء میں کیا مگر ہربار خراج وصول کر کے چلے جاتے۔

1818ء میں سکھوں کا آخری حملہ تھا جس میں مشہور توپ زمزمہ بھی استعمال کی گئی 4 جون 1818 کو ملتان پر

سکھوں کا راج قائم ہو گیا نواب مظفر خاں اپنے پانچ بیٹے شہید کرا چکا اور خود بھی اس جہاد میں شہید ہوا۔

نواب مظفر خاں کا مزار احاطہ مزار حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی موجود ہے جس پر یہ شعر کندہ ہے

شجاع ابن شجاع و حاجی امیر ملتان ز مظفر

چو سرخ روشدہ برسوئے جنت بگفت افواں بیا مظفر

(1877ھ)

سدوزئی خاندان نے ساٹھ سال کے قریب ملتان پر حکومت کی یہ لوگ رسما قابل کے ماتحت تھے مگر ان کی حکومت علیحدہ خود مختار تھی ان کی حکومت کا دائر سرائے سدھو سے لیکر شجاع آباد تک پھیلا ہوا تھا۔

سکھ عہد اور ملتان

1818ء میں جب سکھوں نے ملتان پر قبضہ کیا ایسی شہر میں لوٹ مار مچائی اور ایسے مظالم لوگوں پر ڈھائے کہ قاضی نور الدین اپنے جنگ نامہ میں لکھتا ہے کہ ایسے مظالم تھے کہ ان کی تفصیلات بیان کرنے کی ہمت نہیں 1819 میں رنجیت سنگھ خود ملتان آیا تین ماہ قیام کیا اور بیساکھی کا تہوار منایا۔ اس موقع پر اس نے اپنے پہلے مقرر کردہ حاکم شام سنگھ کو برطرف کر دیا اور ان کی جگہ بدن ہزاری کو صوبہ دار مقرر کیا۔ بدن ہزاری کے بارے مورخین کہتے ہیں کمینہ اور بے حقیقت شخص تھا جو سیاست شجاعت اور تعلیم سے محروم تھا۔

بدن ہزاری کے بعد مضابل صوبیدار مقرر ہوا مگر وہ بھی صحیح نہ چل سکا بلاخر ساول مل دیوان والئی ملتان مقرر ہوا دیوان والا باغ نواب پور روڈ بھی کسی نہ کسی شکل میں اس کی نسبت سے قائم ہے باغ عام خاص تالاب سورج کنڈ پل شوالہ تالاب بد حلہ سنت اور دیوان والا باغ دیوان ساول مل نے تعمیر کرائے دیوان ساول مل کا عہد خوشحالی اور تعمیر کا تھا دیوان ساول مل نے ملتان پر براہ راست سترہ سال حکومت کی اس کے بعد اس کا بیٹا مولراج حاکم ملتان مقرر ہوا مولراج دیوان ساول مل کا بڑا بیٹا تھا اس کے عہد میں ملتان کی وسعت جھنگ ڈیرہ اسماعیل خان ڈیرہ غازی خان اور ضلع میانوالی کچھ علاقے شامل تھے

انگریزی عہد

ملتان پر انگریزوں نے دیوان ساول مل کے دور سے قبضہ کرنے کی کوششیں کیں مگر انھیں دیوان مولراج کے عہد میں قبضہ کرنے کا موقع مل گیا اور اس طرح ملتان بھی ان فرنگیوں کے نرغے میں آگیا۔ ملتان پر 1849ء میں انگریز قابض گیا دیوان مولراج سے جنگ میں مارے گئے انگریزوں کی یادگار قلعہ کہنہ پر موجود ہے جسے انگریزوں کی لاٹ کہتے ہیں ملتان کی فتح سے انگریزوں کو پورے برصغیر میں حاکم بننے کا موقع مل گیا اس طرح ملتان پر ایک ہزار سالہ اسلامی دور تمیں سالہ سکھوں کا دور ختم ہو گیے

ملتان پر پہلے بادشاہ نواب مہارج حکومت کرتے تھے اب ملتان انگریزوں کے نظام جس میں تعزیرات ہند۔ قواعد و ضوابط اور تاج برطانیہ کے نام نہاد برکات میں آگیا

یہاں مختلف اوقات میں مختلف انگریز آفسر مقرر ہوتے رہے اور جنھوں نے انتظامی یونٹ قائم کیے کمشنری تحصیل کی سطح پر انتظامی دفاتر قائم کیے کمشنر ڈپٹی کمشنر اور دیگر آفسران کے علاوہ پولیس کی نفریاں قائم کیں مختلف اضلاع علاقوں اور یونٹوں میں تھانے قائم کیے اور اس طرح تھانہ کی سطح سے لیکر تحصیل ضلع کچہری میجسٹریٹ سول جج اور ایڈیشنل ڈسٹرکٹ سیشن جج اور ڈسٹرکٹ سیشن جج کی سطح کی عدالتیں قائم کیں تاکہ دلائل کی روشنی اور وکلاء کی بحث کے بعد فیصلے سنانے اور ان پر عمل کرانے کے لئے موثر انتظامات کیے 1857 کی جنگ آزادی میں جہاں دیگر حصوں سے برصغیر کے مسلمانوں نے انگریز کے خلاف اعلان جہاد کیا وہاں ملتان بھی شامل تھا یہاں سے بھی ہندو مسلم اور دیگر اقوام نے مل کر انگریز کے خلاف آواز اٹھائی

انگریزی عہد میں ملتان میں اصلاحات

1858ء میں جب انگریزوں کو جنگ آزادی میں فتح ہوئی تو ان کے عزائم اور بڑھ گئے اور انہوں نے اپنے آپ کو مضبوط کرنے اور لوگوں کے دل جیتنے کے لئے اصلاحات کا سلسلہ شروع کیا یہاں کے اہل علم اہل قلم نے انھیں احساس دلایا کہ اس پسماندہ خطہ میں بھی دیگر حصوں کی طرح مادی تمدنی سماجی معاشی اور معاشرتی تبدیلیاں کی جائیں اسی عرصہ میں گورنمنٹ آف

انڈیا ایکٹ 1858 پاس ہوا جس میں وزیر ہند کو تمام اختیارات تفویض کئے گئے ملکہ وکٹوریہ کے اعلان کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی کو 1874 میں توڑ دیا گیا 1861 میں انڈیا کونسل ایکٹ منظور ہوا اس کے ساتھ ملتان کو بھی سڑکیں نہریں ریلوے لائنیں ہسپتال اور سکول ملے فلاحی قوانین رائج ہوئے

ملتان میں پہلا ہسپتال

ملتان میں پہلا ہسپتال 1850 میں قائم کیا گیا اور اس کے بعد دیہاتی علاقوں میں ہسپتال اور شفا خانے قائم کر دیئے گئے تاکہ غریبوں کو بروقت علاج معالجہ کی سہولتیں میسر آئیں۔

ملتان میں ریلوئے لائن کا افتتاح

ملتان سے امرتسر تک ریلوے لائن بچھانے کی افتتاحی تقریب 8 فروری 1859 میں ہوئی۔ ملتان سے مظفر گڑھ تک ریلوے لائن کو وسعت دی گئی مگر شیر شاہ کے قریب دریائے چناب پر پل بھی بعد میں بنایا گیا جو آج بھی قائم ہے صرف اس کے اوپر قائم سڑک کو سیلاب سے محفوظ کرنے کے لئے مزید پختہ بنایا گیا ہے

ملتان کی عید گاہ کی واپسی

ملتان میں خانیوال روڈ پر قائم عبدالصمد خان کی یگانہ روز گار عید گاہ جسے سکھوں اپنے قبضہ میں لے لیا تھا اور اسے اصطبل میں بدل دیا تھا یہ دوبارہ مسلمانوں کو 1863ء میں مل گئی اس لئے بھی مسلمانوں کو مل گئی کہ مسلمانوں نے سکھوں اور ہندوؤں کے مقابلے میں ملتان میں انگریزوں کی مدد کی اس وجہ سے کہ ہندوؤں اور سکھوں کا رویہ مسلمانوں کے ساتھ انتہائی ظالمانہ اور ذلت آمیز تھا انگریزوں نے پنجاب اور ملتان کے اضلاع کی اراضی کی ملکیت کی تدوین مالکان اور مزارعاں کے باہمی روابط کا تعین سرکاری مال گزاری کی وصولی کا انتظام آفسران اور عملہ کی ذمہ واریاں اور ان کا تعین کیا گیا۔ اگرچہ مظفر گڑھ اور ستلج کے علاقوں میں پہلے سرسری بندوبست ہوئے مگر ملتان میں شروع ہی میں مکمل قانونی بندوبست 1860 میں کیا گیا اور جس کی 1874 میں مزید ترمیم کی گئی۔

ملتان میں تعلیمی اداروں کا قیام

انگریزی عہد میں جب 14 اکتوبر 1882ء میں جامعہ پنجاب کے قیام کا باضابطہ طور پر اعلان کیا گیا اور اسی روز جامعہ کی مجلس اعلی (Senate) کا پہلا اجلاس برنیس کورٹ شملہ میں منعقد ہوا اور اسی طرح گورنمنٹ کالج لاہور کی عمارت میں 18 نومبر 1882 میں پنجاب یونیورسٹی کا پہلا کانووکیشن منعقد ہوا اسی روز سے جہاں گورنمنٹ کالج لاہور تدریسی ادارہ بن گیا وہاں ملتان میں دسویں جماعت کی سطح پر پنجاب یونیورسٹی کو امتحان دینے اور سند لینے کا اہل کیا گیا۔ موجودہ گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول اس اعتبار سے قدیم ادارہ ہے جو انگریزی عہد میں قائم ہوا بعد میں ایمرسن کالج قائم ہوا گرلز کالج نواں شہر میں قائم کیا گیا اس کے علاوہ 1856 میں حسین آگاہی میں پہلا انگریزی طرز کا ہائی سکول قائم کیا گیا

1883ء میں ملتان کے وسط میں قائم گھنٹہ گھر کی تعمیر کا آغاز ہوا جس میں بلدیہ کے دفاتر قائم ہوئے۔

1885 ء میں ڈسٹرکٹ بورڈ کے دفاتر تعمیر کئے گئے جس کے مرکزی ہال کو رضا ہال کہتے ہیں جہاں ضلع کونسل ملتان کے اجلاس ہوتے ہیں ڈسٹرکٹ بورڈ کا موجودہ نام ضلع کونسل ہے یہ ضلع کچہری کے اندر سول لائن کی طرف قائم ہے۔

1901 ء میں چناب۔ جہلم اور باری دو آب کی نہریں احداث ہوئیں

1920 میں ملتان میں گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ قائم ہوا جو 1934ء میں ڈگری کالج بنادیا گیا

اس عرصہ میں جہاں پورے برصغیر میں انگریزوں کے خلاف تحریکوں میں قوت پیدا ہوئی اور جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں نے محسوس کر لیا کہ اب انگریز کی غلامی قبول نہیں کرنی اس طرح ملتان میں ہندو مسلم فسادات کے بعد یہ تاثر عام ہوا کہ رام اور رحیم اکٹھے نہیں رہ سکتے دو قومی نظریہ ہماری اساس ہے انگریز ہندو سکھ مسلمانوں سے ترجیح سلوک کرتے ہیں اور مسلمانوں کا کلچر اور تمدن کو زوال پذیر دیکھنا چاہتے ہیں اس لئے برصغیر کے مسلمانوں کی طرح ملتان میں آزادی کے حصول کے لئے اور فرنگیوں کے غاصبانہ قبضہ سے نجات کے لئے جدو جہد کا سلسلہ جاری رہا 1922 کے ہندو مسلم فسادات نے ملتان کی فضا کو یکسر بدل دیا اور مسلمانوں میں یہ احساس شدت سے ابھرا کہ علیحدہ وطن کا قیام مسلمانوں کے لئے اس لئے ضروری ہے کہ وہ

اپنے علیحدہ تشخص اور تمدن کو قائم رکھ سکیں۔

تحریک آزادی میں ملتان کا حصہ

حصول پاکستان کے لئے برصغیر کے تمام حصوں کی طرح ملتان کے مسلمان بھی تحریک آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے ملتان کو مسلمان سیاست میں اگرچہ غریب مگر باہمت افراد شامل تھے اس کے علاوہ مسلم صحافت بھی اس میدان میں آگے تھی اگرچہ مسلمانوں کا صرف ایک چھاپہ خانہ تھا یونین پرنٹنگ پریس جو مولوی منور الدین کی قلندرانہ جرات کا ثمر تھا۔ تاریخ ملتان کے مصنف مولانا نور احمد فریدی کے مطابق بعد میں خان محمد اکرم خاں جرات کر کے آگے بڑھے خان محمد اکرم خاں اسد ملتانی کے چھوٹے بھائی تھے اسد ملتانی ملتان کی صحافت کے بانی تھے انہوں نے 1922 میں ہفت روزہ شمس اور ماہنامہ انعام نکالا اور ملتان کو صحافت کے میدان میں متعارف کرایا اخبارات میں ہفت روزہ صادق لعل دین عاصی نکالتے تھے ہفت روزہ اخبار اسلام واحد ندوی صاحب کی ادارت میں نکلتا تھا غلام علی ظفر طوفان نکال رہے تھے بعد میں شیخ مظفر الدین نے زمیندار سدھار نامی ہفت روزہ جاری کیا کچھ عرصہ مولوی محبوب احمد اویسی ہفت روزہ محسن بھی نکالتے رہے جبکہ ہندوؤں کی اقلیم صحافت پر ویر کیسری بیدار مسافر جیسے پرچے نکل رہے تھے ہندوؤں کے متعدد پریس تھے اور ان کے پاس وسائل کی بھی فراوانی تھی۔

ملتان کے زعماء اور اکابرین ملتان نے تحریک پاکستان میں جس جوش و جذبہ سے حصہ لیا اس کا ثبوت مسجد شہید گنج کے حادثہ کے موقع پر اہالیان ملتان نے مخدوم سید راجن بخش مخدوم سید محمد رضا اور خاں بہادر غلام فرید ڈاہا کی سرکردگی میں کفن پوش جلوس نکالا اور اس وقت کے گورنر ایمرسن کے خلاف سخت نعرہ بازی کی اور کہا ہماری زندگی اور موت اپنی قوم سے وابستہ ہے اس پر تمام گورے حکام حیران ہوئے مگر اس جلسہ کی اہمیت اور زور کے ہاتھوں بے بس ہو گئے۔ اس طرح 1932 میں جب سید زین العابدین شاہ انگریزوں اور ہندوؤں سے بیک وقت نبرد آزما تھے پل شوالہ پر جہاں مسلمان نماز پڑھتے تھے وہاں ایک مسجد تعمیر ہو گئی مگر ہندوؤں کا گڑھ ہونے کی وجہ سے اور وہاں ان کے مندر ہونے کی وجہ سے انہوں نے مسجد کو گرانے کا منصوبہ بنایا اور اس میں انتظامیہ کو بھی سازش کے تحت ملا لیا مسجد کو شہید ہونے سے بچانے کے لئے ہزاروں مسلمان سید زین العابدین شاہ

کی قیادت میں مسجد پہنچ گئے دراصل پل شوالہ پر جس جگہ مسلمان نماز پڑھتے تھے وہ آہستہ آہستہ مسجد کی شکل اختیار کر گئی ہندوؤں نے شور مچادیا کہ مسلمانوں نے محکمہ انہار کی اراضی پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے۔ ہندوؤں کے شور و غل کی ایک وجہ یہ بھی تھی کے انجمن فدایان اسلام کے رضا کاروں نے ہندوؤں کے کئی غیر قانونی مندروں کو ڈھا دیا تھا ہندوؤں نے انتظامیہ کو باور کرادیا اگر انہوں نے کوئی اقدام نہ کیا گیا تو محکمہ انہار کی اراضی پر مسلمان مستقل مسجد بنا لیں گے آخر پولیس کی بھاری مسلح جمعیت موقع پر پہنچی سید زین العابدین شاہ کو پتہ چلا تو وہ رضا کاروں سمیت وہاں پہنچ گئے مسلمان دکانداروں کو علم ہوا تو وہ بھی اپنی دکانیں بند کر کے وہاں پہنچنا شروع ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں مسلمان جمع ہو گئے سید زین العابدین شاہ مسجد کے اندر موجود تھے ایک مسلمان نے مشتعل ہو کر ایک ڈی ایس پی پولیس کو طمانچہ مارا اور وہ ڈھلوان سے لڑھک کر نیچے جاگرا اس سے پولیس والے حرکت میں آگئے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ پانچ منٹ کے اندر منتشر ہو جائیں ورنہ گولی چلا دی جائے گی سید زین العابدین شاہ نے ملسمانوں سے اپیل کی کہ جو شہدات رتبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ مسجد کے اندر آجائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آج جانیں دے دیں گے اس اپیل سے مسلمانوں میں جوش و جذبہ اس قدر تھا وہ تمام مسلمان مسجد کے گرد حصار بنا کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے گولیاں کھانے کے لئے گریبان کھول لیئے پولیس نے سنگین تان لی تھیں اس وقت ملتان کے مسلمانوں کے بے مثال جذبہ حریت کو دیکھنے کا موقع ملا سو فیصد یقین تھا کے انگریز آقا چند ثانیوں میں مسلمانوں کو گولیوں سے بھون ڈالیں گے لیکن آخری لمحوں پر مجسٹریٹ کے دل میں جذبہ رحم پیدا ہوا اور اس نے ڈی ایس پی کو بھی سمجھایا کہ سینکڑوں مسلمان مرجائیں گے اور یہ امکان ہے کہ وہ ہم پر حملہ آور ہو جائیں بہتر یہ کہ اب کاروائی نہ کریں چنانچہ انتظامیہ کو پیچھے ہٹنا پڑا اور یہ کہہ کر حکام واپس چلے گئے کہ آج مسجد نہیں گرائی جائے گی۔ پھر کسی روز آکر گرائیں گے اس کامیابی پر بھی مسلمانوں نے شہر میں پھر فاتحانہ جلوس نکالا جبکہ سید زین العابدین نے مسجد کی نگرانی کے لئے رضاکاروں کو متعین کر دیا یہ واقعہ 1932 میں پیش آیا۔

اس طرح فدایان اسلام نے مسلمان خواتین سے اپیل کہ وہ ہندوؤں کے بازار میں سودا سلف خریدنے کے لئے اکیلے نہ

جائیں نیز کوئی دیہاتی خاتون شہر میں داخل نہ ہو اس کے علاوہ مسلمانوں نے ہندوؤں کی دکانوں سے مال خریدنے اور بیچنے کا بائیکاٹ کر دیا اس بائیکاٹ سے ہندوؤں کی معیشت اور تجارت بری طرح متاثر ہوئی اور بلاخر وہ گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئے

ملتان کے نامور صحافی خان رضوان کے مطابق کیمونل ایوارڈ کے تحت جب اسمبلیوں میں مسلمانوں کی نشستوں کی تعداد کو کم کیا گیا تو ملتان میں مسلمانوں نے اس ایوارڈ کے خلاف تحریک چلا دی در اصل اس ایوارڈ سے سکھوں کو زیادہ نشستیں دیکر خوش کرنے کی کوشش کی گئی تھی سکھوں کے لیڈر ماسٹر تارا سنگھ نے مسلمانوں کو دھمکی دی تھی کہ سکھ خون کی ندیاں بہا دیں گے سید زین العابدین شاہ نے جواباً اعلان کیا کہ مسلمان خون کی ندیوں میں تیرنا جانتے ہیں اور یہ ان کا پرانا شعار ہے تاریخ اس کی گواہ ہے اس دور میں سید زین العابدین شاہ گیلانی کے رضا کار ننگی تلواریں لیکر بازاروں میں گھوما کرتے تھے۔ ہندوؤں کو اس قدر خوف ہوا کہ انہوں نے انتظامیہ سے اپیل کی ان تلواروں کو ضبط کیا جائے چنانچہ ہندوؤں کے خوف و ہراس اور واویلا سے متاثر ہو کر پنجاب کی حکومت نے یہ تلواریں ضبط کر لیں اور پابندی عائد کر دی اس کے ساتھ ساتھ ہندوؤں نے بھی عسکری تنظیمیں بنانی شروع کر دیں اور اس طرح کبھی تھانہ کپ کے قریب کبھی اندرون شہر ہنوں کے جھرمٹ میں اس کا عملی مظاہرہ کرتے مگر ان میں وہ دم خم پیدا نہ ہو سکا کہ یہ مسلمانوں کے سامنے آتے

ہندو جس طرح پہلے جو سازشی ذہن رکھتا ہے اس عرصہ میں ان کی یہ تمام تر کوشش رہی کہ وہ انتظامیہ کو باور کرائیں کہ ملتان میں ہندو مسلم فسادات کی وجہ سید زین العابدین شاہ گیلانی ہیں اور انہوں نے انگریزوں کو مشورہ دیا کہ وہ سید زین العابدین شاہ کو گرفتار کرے چنانچہ ایسا ہوا اور قبلہ شاہ صاحب گرفتار ہو گئے پورے شہر میں زبردست ہڑتال ہوئی اور مسلمانوں نے متفقہ فیصلہ کیا کہ مسلمان برابر اپنی گرفتاریاں پیش کریں گے حتیٰ کہ انگریز سرکار بے بس ہو جائے تاریخ شاہد ہے کہ انگریز سرکار بے بس ہو گئی اور سید زین العابدین بڑی شان و شوکت سے رہا ہو کر آئے تو ملتان کے مسلمانوں نے ان کا والہانہ استقبال کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ملتان کے باشندوں اور مسلمانوں کے لئے سید زین العابدین شاہ گیلانی کی خدمات کے پیش نظر انہیں ملتان کا بے تاج بادشاہ کہا گیا۔

ملتان کا بے تاج بادشاہ

ملتان کی تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ سید زین العابدین گیلانی کی تحریک آزادی میں اور قیام پاکستان میں بے مثال قربانیوں کا ثمو ہے کہ ملتان میں پاکستان چھ ماہ پہلے ہی قائم ہو گیا تھا (بحوالہ اخبار جہاں جلد نمبر شارہ نمبر 23 اگست 1967)

قیام پاکستان

14 اگست 1947 برصغیر کے مسلمانوں کے لئے نہ صرف قیام پاکستان کا وہ سنہری دن ہے بلکہ یوم بشارت اور یوم نجات بھی ہے کہ اس دن مسلمانوں کو ہندوؤں کی آمریت۔ ذہنیت اور تنگ نظری سے نجات ملی۔ مسلمان آزاد ہوئے اور ان کی علیحدہ ایک اسلامی نظریاتی مملکت وجود میں آئی جو رام اور رحیم کے درمیان ایک واضح فلسفہ اور ایک واضح نصب العین کا نام ہے ملتان کو جیسا کہ درج بالا سطور میں کہا گیا ہے کہ ملتان کو آزادی چھ ماہ قبل مل گئی تھی اور یہاں سے ہندوؤں نے جلد سے جلد بھاگنے کی کوشش کی کہ مسلمان کسی طرح انہیں مزید شہر میں برداشت کرنے کو تیار نہ تھے جگہ جگہ فسادات بھی ہوئے خاص طور پر بستی بھایہ (بستی نو تحصیل و ضلع ملتان میں اپنی نوعیت کے شدید فسادات ہوئے) اس کی شدید لپیٹ میں آئی اور یہاں مسلمان اور ہندو ایک دوسرے کو کسی طرح مزید برداشت کرنے کو تیار نہ تھے' بالا آخر ہندو ملتان چھوڑ گئے۔

ملتان میں مہاجرین کی آمد

ہندو جب ملتان چھوڑ گئے تو مشرقی پنجاب اور ہندوستان کے دیگر حصوں سے مسلمانوں کے لٹے پٹے قافلے۔ حماں اور بے بسی کی تصویر۔ مال و متاع سے محروم۔ بے گھر' بے درد لوگ اس شہر میں جب آئے تو ملتان کی قدیم مسلم تہذیب نے وہی کیفیت پیدا کی جو کبھی مدینہ کے مسلمانوں نے مکہ سے آنے والے مہاجرین کو آباد کرنے اور انہیں تالیف قلب فراہم کرنے میں سرانجام دی۔ ملتان کے مسلمانوں نے جن کی آبادی ایک لاکھ تھی اپنے سے چار گنا مہمانوں کو دیدہ و دل فرش راہ سے آباد کیا اور محبت اخوت اور بے مثال انسان دوستی کا کردار ادا کیا انہیں کھانا رہائش کپڑا اور تمدنی سہولتیں مہیا کیں بیماروں کا علاج کیا بے سہارا بچوں کی کفالت کی بے بس عورتوں کو اپنی بہن بیٹی اور ماں کا درجہ دیا اور ایک ایسی محبت اور ایک ایسی رواداری کی مثال قائم کی

جس کی یاد ذہنوں میں زندہ رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ کہیں زبان' رنگ و نسل کے بھید بھاؤ جنم نہ لیں اور کہیں ملتان کی وہ صدیوں امن و سلامتی کی فضا کسی سانح کسی حادثہ سے دو چار نہ ہو

ملتان کی فکری و تمدنی و ثقافتی روایات

ملتان ایک طرف تو سندھ بلوچستان' سرحد اور پنجاب کا تہذیبی سنگم ہے تو دوسری طرف بے پناہ تاریخی فکری ثقافتی ادبی اور فنی روایات کا ماخذ بھی ہے اس کا شمار دنیا کے قدیم ترین شہروں میں ہوتا ہے قدیم سنسکرتی ادب بھاگوت پران' یونانی مورخین چینی سیاح عربی یوپی سیاحوں اور جدیدی تریں محققین کی فراہم کردہ معلومات اور بیانات کے مطابق ملتان موہنجوڈارو ہڑپہ بابل اور نینوا کا ہمسر اور ہم عصر ہے لیکن اس کی وجہ فضیلت اور قدیم ترین تہذیبی مراکز اس کی فوقیت قدامت کی بنا پر نہیں بلکہ اس کی تہذیبی و تمدنی برتری اور عظیم علمی و ادبی روایات کی بدولت قائم و دائم ہے

محمد بن قاسم سے لیکر سلطان محمود غزنوی کی آمد تک ملتان میں کسی نہ کسی صورت میں مسلمانوں کی حکومت قائم رہی ہے محمود غزنوی کے برصغیر پر حملوں کی ایک تہذیبی نوعیت بھی ہے اور وہ یہ کہ بہت سے مسلماں صوفیاء اولیاء بزرگ شخصیں مذہبی اور دینی علما اور مفکریں یا تو کچھ عرصہ کے لئے یا مستقل قیام کے لئے سر زمین ملتان میں آنا شروع ہوئے اور یوں عرب و عجم اور ایشائے کوچک کی تہذیب و ثقافت اور دینی اور علمی فکر نے ہندی تہذیب و تمدن اور فکر میں ایک انقلاب برپا کر دیا روحانی حیثیت سے ملتان کو جو عظمت و مرکزیت حاصل رہی ہے وہ پاکستان کے کسی دیگر شہر کو میسر نہیں

ملتان منفرد کیوں ہے

ملتان میں جس قدر اولیائے عظام کا ہجوم رہا ہے اور جو یہاں ابدی نیند سو رہے ہیں یہ انھیں کا اعجاز ہے کہ ملتان مدینتہ اولیاء کہلاتا ہے اللہ والوں کا مسکن ہے ایک زیارت گاہ ہے ایک روحانی مرکز ہے ۔ کون حضرت غوث بہاء الدین زکریا ملتانی کے بے مثال لافانی کردار کو فراموش کرے گا تاریخ شاہد ہے کہ اسلامی ملتان کی سب سے بڑی شخصیت شیخ السلام حضرت غوث بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی کی ہے جو پچھلے ساڑھے سات سو سال سے ایک زندہ حقیقت اور نظریہ پاکستان کی اساس

فراہم کرنے والی ہستی ہیں جنہوں نے ایک سو سال تک ملتان کی اسلامی تربیت کی۔ چھٹی صدی کے وسط سے لیکر ساتویں صدی ہجری کے وسط تک ملتان کے شب و روز آپ کو فکر اور آپ کی تعلیم اور آپ کے رشد وہدایت سے گونجتے تھے آپکے فرزند ارجمند حضرت شیخ صدرالدین عارف آپ کی پیدائش 671 کے قریب ملتان میں ہوئی اور 695 ھ میں وفات بھی ملتان میں ہوئی اور آپ کا مزار بھی اپنے والد ماجد کے پہلو میں موجود ہے۔ آپ نے مدرسہ بہائیہ جو اس عہد میں ایک اقامتی یونیورسٹی تھی اس کے شیخ الجامعہ ہونے کے ناطے رشد وہدایت کو عام کیا اور اسلامی اقدار کو زندہ رکھا حضرت شیخ رکن عالم آپ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے پوتے ہیں آپ کا مزار قلعہ کہنہ پر موجود ہے اور اسے عالمی ایوارڈ بھی مل چکا ہے پاکستان کی اہم ترین موقعوں پر جاری ہونے والی ٹکٹوں پر بھی اس مزار کی تصویر ہے بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے مونوگرام میں بھی ان کے مزار کا عکس موجود ہے۔

شیخ عبدالرشید حقانی اس عہد کی ایک نامور علمی شخصیت ہیں جن کا مزار مخدوم رشید میں ہے حضرت موسیٰ پاک شہید وسط شہر میں علم و دانش کی اساس رہے ہیں حضرت شاہ یوسف گردیز کے والد آپ سلطان محمود غزنوی کے عہد میں بغداد سے گردیز آئے اور حضرت شاہ یوسف گردیز گردیز سے ملتان آئے آپ کی عظیم کارنامہ ملتان کی آباد کاری اور بحالی ہے آپ نے 531 ھ 1136 میں ملتان میں انتقال کیا۔ آپ کا جہاں مزار ہے یہاں تاریخ کے ان گنت قافلے گزرے ہیں یہ مقام شرف و فضیلت کا ہے اور فکرو احساس کے جذبات کا عکاس ہے محافل۔ ذکرو سلام اور تبلیغ عام یہاں ہر آن جاری رہتی ہے حضرت شاہ شمس سبزواری نے ملتان کو ایک نئی تازگی ایک نئی اسلامی روح فراہم کی عقائد کی اصلاح کی حضرت حافظ محمد جمال منشی غلام حسن شہید سلطان عبدالحکیم حضرت خالد بن ولید جیسی ہستیوں نے ملتان میں ایک خاص کشش پیدا کی جس کی وجہ سے اس شہر میں تہذیبی ثقافتی ترو تازگی ہمیشہ رواں دواں نظر آتی ہے یہاں سے جانے والا دوبارہ یہاں آنے کی آرزو رکھتا ہے تہذیبی اور تمدنی ارتقاء کے ساتھ ساتھ ملتان کی علمی تاریخ کا آغاز بھی صوفیائے کرام کے ورود مسعود کے بعد ہوا پانچویں صدی ہجری میں سرزمین عراق سے سید محمد یوسف شاہ گرویزی نے اس سرزمین کو تصوف کے اور تبلیغ اسلام کی سچائیوں سے بھر دیا حضرت خواجہ معین الدین اجمیری نے

ملتان میں کئی برس تک قیام کیا مقامی زبان میں مہارت تامہ حاصل کی اور لوگوں کو ان کی اپنی زبان میں تلقین و ہدایت کی حضرت قطب الدین بختیار کاکی حضرت جلاالدین سرخ پوش بخاری بابا فرید الدین مسعود گنج شکر نے مختلف ادوار میں درس و تدریس اور رشد و ہدائیت کا سلسلہ جاری رکھا اس شہر بے مثال میں حضرت امیر خسرو کی آمد اردو زبان کی تقویت کا باعث بنی حضرت خواجہ فرید کی روح پرور شاعری نے اس سر زمین میں معرفت کے بیج بوئے انسانیت کو مساوات ' اخوت امن و آشتی اور محبت کا پیغام دیا۔

مرکز دین و دانش ملتان

عروس البلاد ملتان علمی اور ثقافتی اعتبار سے جہاں محکم اور مستحکم روایات کا امین ہے وہاں دینی مدارس ' درسگاہیں ' علمی و ادبی مراکز کتب خانے ' ایوان فکروخیال اس شہر کی فکری اساس کی نمائندگی کرتے ہیں۔

نامور تذکرہ نگار علامہ محمد عوفی کے بیان کے مطابق والیان ملتان کے ایوان علماء اور فضلاء سے پر رہتے تھے۔ جن میں علمی مجلس گرم رہتیں۔ تنقیدی اجلاس ہوتے ' پوری آزادی سے اظہارخیال ہوتا ' پندونصائح کے کلمات و اشعار بسااوقات سلاطین آبدیدہ ہوتے اور خواص کیلئے وہ چراغ راہ بن جاتے۔ علامہ عوفی مزید کہتے ہیں "ملتان ایک ایسا آسمان ہے جس میں ارباب کمال چمکتے ہیں یہ ایک ایسا بوستاں ہے جہاں فضل کی کلیاں اور ہنر کے شگوفے کھلے ہوئے ہیں" (22)

اسلم انصاری استاد ادبیات اردو اپنی ایک تحریر میں کہتے ہیں " ملتان صدیوں سے ایک علمی ادبی اور تہذیبی مرکز رہا ہے اور ہر عہد میں اس شہر نے اپنی تاریخی معنویت کو ظاہر کیا ہے گذشتہ ربع صدی سے ملتان پاکستان کے علمی اور تہذیبی مراکز میں نمایاں حیثیت کا حامل ہے اس شہر میں منعقد ہونے والی تقریبات یہاں کی سماجی زندگی کی عکاسی کرتی ہیں

جہاں تک ملتان کی علمی تہذیبی اقدار اور روایات کا تعلق ہے یہ شہر صدیوں کے آئینہ میں اور تقسیم ہند سے قبل بھی علم و تہذیب کا گہوارہ رہا ہے قاضی فخر الدین ملتانی مولانا قطب الدین کاشانی کے مدرسے ملتان کی پہچان رہے ہیں مولانا عزیز اللہ جو

تلمبہ کے رہنے والے تھے ان کے علم اور حلم کا اندازہ لگانا بے حد مشکل ہے آپ مولانا فتح اللہ کے شاگرد تھے اور مولانا فتح اللہ اپنے عہد کے جید عالم تھے مولانا فتح اللہ کی شخصیت ملتان میں بڑی اہمیت رکھتی ہے مصنف سیدالعارفین مولانا شیخ جمالی نے جن کی ملاقات مولانا فتح اللہ سے ملتان میں رہی ہے انہوں نے لکھا کہ مولانا بڑے ماہر تعلیم تھے۔ خطاطی میں اپنا مقام آپ رکھتے تھے اور آپ کے شاگردوں کی ایک وسیع جماعت تھی ملتان کی اس تمدنی اور تہذیبی زندگی کا یہ تسلسل لوگوں میں علم و ادب سے لگاؤ فنون مفیدہ میں مہارت زراعت صنعت تجارت میں اس خطہ کی شہرت اس کے عظیم الشان کردار کی نشان وہی کرتے ہیں۔

ملتان اس اعتبار سے سخت جان ہے کہ یہ اپنی روایات اقدار کو چٹان کی طرح سنبھالے ہوئے ہے۔ اگر آپ اندرون شہر کی پرانی عمارات۔ گلیوں کوچوں کو غور سے دیکھیں اور اس میں خاص طورMud Walls اور Walled City جو کئی بار تباہ ہوئے بلکہ پورا شہر کئی بار اجڑا اور کئی بار دوبارہ بنا۔ اس مسلسل تعمیری اور تخریبی عمل کی تاریخ پر نگاہ دوڑائی جائے تو کم و بیش ساڑھے پانچ ہزار سالوں پر محیط ہو جاتی ہے مگر اس سارے عمل میں ملتان نے اپنے ہنر ضائع نہیں کئے مصر اور عراق جیسے پرانے شہروں کی طرح ملتان زراعت کاری اور زرعی تہذیب میں کلیدی کردار ادا کرتا رہا اور کر رہا ہے۔ قدیم ادوار میں ملتان کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے یہ نہ صرف ایک دریا کے کنارے پر آباد تھا بلکہ دو عظیم الشان دریاؤں راوی چناب کا سنگم بھی شہر کی دہلیز پر تھا اس وجہ سے ملتان زرعی خطہ ہونے کا ہمیشہ اعزاز برقرار رکھتا۔

دوسری اس کی مواصلاتی اہمیت کچھ یوں تھی ملتان کی تجارت کاروبار پاکستان کے قدیم دروں کی موجودگی سے ہوتا تھا درہ گومل دریائے گومل سے گزرتا ہے اور اس درے کا راستہ ڈیرہ غازیخان اور ڈیرہ اسماعیل خان جیسے علاقوں سے گزرتا ہے اور خاص طور پر سخی سرور کے مقام سے ملتان سرحد بلوچستان کی سرحدوں کی معرفت سے افغانستان سے تجارت کرتا اور پھر یہی تجارت کا سلسلہ سمرقند بخارا تاشقند۔ آزر بائیجان اور سنٹرل ایشیاء کے ممالک تک پھیل جاتا ایک طرف ملتان قندھار سے جا ملتا ہے اور وہاں سے ایران۔ یہ بھی تاریخی حوالہ ہے جب دہلی میں لوٹ مار عروج کو پہنچی نادر شاہ اسی سخی سرور والے درے سے ہوتا ہوا ایران پہنچ گیا۔ تجارت کے پرانے قافلے انہی دروں سے اور آبی شاہراہوں میں مکران کے علاقے شامل تھے جہاں سے

تجارتے مشرق وسطی اور خلیج فارس کے ممالک سے ہوتی تھی نیز اس کے پانچ دریا اس تجارت کی ٹرانسپورٹ میں کلیدی کردار ادا کرتے اور بالاخر سمندر سے ملانے کا سبب بنتے تھے۔

ملتان کی تجارتے میں زرعی اجناس۔ ریشمی کپڑے کھیس' لنگی' سرخ رنگ کا کھیس قیمتی ہوتا ہے پگڑی۔ دوبٹہ سنہری تار کا کام کاری گری سے کیا جاتا۔ ملتان کی بنی ہوئی چادریں پلنگ پوش میز پوش وغیرہ نہ صرف مشرق وسطی خلیج فارس ایران تک جاتے بلکہ امریکہ یورپ کے ممالک میں آج بھی جاتے ہیں گل ٹیکس' آرٹیکس' عباسیہ ٹیکسٹائل ملز کی یہ مصنوعات امریکہ برطانیہ اٹلی فرانس جرمنی تک جاتی ہیں اور انہیں عالمی مارکیٹ میں بڑی اہمیت حاصل ہے اسی طرح دیگر فنون میں

1 کاشی گری

2 مینا کاری

3 ہاتھی دانت کا کام

4 قالین بانی

5 اونٹ کے چمڑے کی منقش اشیاء سبھی تجارت کا باعث تھیں اسی پرانی فضیلت کو دیکھتے ہوئے ملتان میں ایکسپورٹ پروموشن بیورو قائم کیا گیا ہے جو باہر کی دنیا کی مانگ کا جائزہ لیتا ہے اور وہاں ان کی طلب کے مطابق رسد کا انتظام کرتا ہے اس ایکسپورٹ پروموشن بیورو کے مطابق روئی کورا لٹھا۔ باورچی خانہ میں استعمال ہونے والے تولیئے رومال بستر کی چادریں پردے سادہ پارچہ جات کھلاڑیوں کی مصنوعات اونی قالین خام چمڑا۔ جوتے جیکٹیں۔ کڑھائی والے ملبوسات ہنڈی کرافٹ اشیاء بلیو پاٹری (نیلی مٹی کی مصنوعات) اونٹ کی ہڈیوں کی مصنوعات سنگ مرمر کی اس وقت یورپ اور دیگر ممالک میں بڑی مانگ ہے

اس طرح ملتان کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن کا دفتر بھی قائم ہو چکا ہے جو کاٹن ایکسپورٹ کرنے کے عمل میں مشاورت اور مدد پہنچاتا ہے

ملتان چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کا قیام

ملتان قدیم الایام سے صنعتی اور تجارتی مرکز ہے جونہی ملتان میں نئی صنعتوں کا قیام عمل میں آیا اور کالونی ٹیکسٹائل ملز سمی ملز انڈسٹریل اسیس اور دیگر صنعتی اداروں کی پیداوار اور مزدوروں کے مسائل کے حل اور دیگر ا میں مشاورت کے لئے ضروری تھا کہ ایوان تجارت قائم کیا جائے۔ حکومت پاکستان نے دسمبر 1958 میں ملتان میں مستقل چیمبر آف کامرس قائم کرنے کی منظوری دے چیمبر کے ہر سال انتخابات ہوتے ہیں چیمبر آف کامرس ملتان کا تاریخی کارنامہ یہ ہے اس نے شروع ہی میں ملتان کاٹن چینج قائم کر لیا جس کی بدولت ملتان بین الاقوامی سطح پر بہت بڑی اہمیت اختیار کر گیا ملتان چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری ملتان اور بہاول پور ڈویژنوں تجارتی اور صنعتی طبقوں کا نمائندہ ہے اس علاقہ کی تجارتی اور صنعتی ترقی کے لئے ہمہ تن کوشاں رہتا ہے ملتان چیرمبر آف کامرس اینڈ انڈسری کا مطالبہ جسے 30 مارچ 1986 کے اخبارات نے نمایاں شائع کیا جس میں نوائے وقت امروز' دیگر اخبارات بھی شامل ہیں چیمبراف کامرس کو دفتر کے لئے پل موج دریاء پر ملتان آرٹس کونسل کے سامنے پلاٹ دیا جائے جسے منظور کیا گیا اور آج وہاں چیمبر کی عمارت زیر تعمیر ہے اس طرح چیمبر آف کامرس کا مطالبہ تھا کہ ملتان میں انجینئرنگ کالج قائم کیا جائے وہ آج بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں 14 فروری 1994 سے قائم ہے

ملتان انڈسٹریل اسٹیٹ

جغرافیائی لحاظ سے ملتان سرحدوں سے دور ایک محفوظ علاقہ ہے مرکزی شاہراہ پر واقع ہے ریلوے اور ہوائی اڈہ کے ذریعے اور دوسرے شہروں سے مربوط ہے اور ہر لحاظ سے صنعتوں کے قیام کے لئے موزوں ترین خطہ ہے اسی موزونیت کے اعتبار سے 1966 میں حکومت پنجاب نے کروڑوں روپے صرف کر کے یہاں انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کی تھی جو 1400 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے اگرچہ حکومت نے یہ صنعتی علاقہ قائم کردیا مگر وہ سہولتیں رعائتیں نہیں دیں جس کی وجہ سے وہاں صنعتیں فروغ نہ پا سکیں پریس میڈیا نے اگرچہ اس مناسبت سے آواز اٹھائی کہ اسے زیرو ڈیوٹی ایریا قرار دیا جائے جس طرح پنجاب کے دیگر اضلاع مثلاً ڈیرہ غازیخان بھکر اور خوشاب کو حاصل ہے چنانچہ پریس میڈیا کے کالموں اور فیچروں کی زبان میں اس صنعتی علاقہ کو زیرو ڈیوٹی قرار دیا گیا اس کے علاوہ انڈسٹریل اسٹیٹ کو ملتان بائی پاس سے ملانے کے لئے رابطہ سڑک کا مطالبہ کیا گیا جسے پریس

میں خوب جگہ دی گئی وہ رابطہ سڑک قائم ہو چکی ہے اور انڈسٹریل اسٹیٹ کا بائی پاس سے رابطہ مربوط ہو گیا ہے

کھاد فیکٹری (پاک عرب فرٹیلائیزر فیکٹری)

ملتان کی صنعتی ترقی میں کھاد فیکٹری کا انتہائی موثر کردار ہے اس علاقہ کی زراعت کو فروغ دینے اور پیداوار کو بڑھانے میں اس فیکٹری نے مثالی کردار ادا کیا ہے یہ فیکٹری 1957 میں ملتان سے پانچ میل دور خانیوال روڈ پر قائم کی گئی یہ فیکٹری اور اس کی رہائشی کالونی 250 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے اس میں دو قسم کی کھاد یوریا اور امونیم نائیٹریٹ تیار کی جاتی ہے جو اس ملک کی زمین کے لئے نہایت مفید ہے

ملتان میں تیل اور گیس کی دریافت

پٹرولیم اور قدرتی گیس کی تلاش کے سلسلہ میں اخبارات میں یہ خوش آئند خبر موصول ہوئی اور آئل اینڈ گیس ڈویلپمنٹ کارپوریشن کے ذمہ دار حلقوں نے بتایا کہ تحصیل کبیروالہ کے موضع نند پور کے مقام پر 250 ملین کیوبک فٹ روزانہ کے حساب سے گیس برآمد ہوتی ہے مزید کنوؤں کی کھدائی سے گیس میں اضافہ ممکن ہے مزید اس علاقہ پیج پیر نند پور میں گیس تیل کی دریافت کی عمل جاری ہے

ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا قیام

ملتان نے جہاں خوبصورت منقش کاشی گری میں مختلف پتھروں کے رنگ سے ٹائلوں پر جو دیدہ زیب نقش و نگار بنانے کا ہنر موجود ہے اس طرح تعمیرات بھی ملتان کے علوم وفنون کا ایک عمدہ بات ہے اسی مناسبت سے شہر کی جدید منصوبہ بندی کے مطابق 1976 میں ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا گیا جس نے سب سے پہلے روز مرہ کے گندے پانی اور بارش کے پانی کے نکاس کے لئے قریبا پندرہ کروڑ روپے کی لاگت سے پانچ ڈسپوزل سٹیشن اور 43 میل لمبی 18.72 انچ پائپوں کے ذریعے مصروف ترین سڑکوں تنگ رہائشی علاقوں میں تمیں فٹ گہرائی پر پانی کے نکاس کا انتظام کیا یہ منصوبہ ساڑھے سات کروڑ روپے کی لاگت سے 105 میل آر۔ سی۔ سی پائپ لائنوں کے ذریعے مکمل ہوا۔

اس کے علاوہ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے جو ہاؤسنگ سکیموں کے لئے کام کیا ہے اور رہائش کی فراہمی میں ان کے جو منصوبے مکمل ہوئے ہیں یا ابھی تک فنڈ کی عدم فراہمی کی وجہ سے مکمل نہیں ہوئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے

رہائش

ایک معقول رہائش گاہ لوگوں کی بنیاد ضرورت ہے۔ دنیا بھر اور خصوصاً پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں کائنات کی ہمیشہ کی رہی ہے اور ملتن شہر بھی انہی مسائل سے دو چار ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق ملتان میں 1988ء تک ۴۰ ہزار مکانوں کی ضرورت ہے۔ آبادی میں مسلسل اضافے کے پیش نظر ہر سال ۵ ہزار پلاٹ درکار ہیں۔ 1976 میں ایم ڈی اے کے معرض وجود میں آنے سے پہلے رہائشی سکیموں کا کام ملتان امپرومنٹ ٹرسٹ کو سونپا گیا تھا جو اپنے قیام کے ۲۲ سالوں میں صرف ۲۲۰۰ پلاٹ مہیا کر سکی جو کہ مطلوبہ تعداد سے بہت کم تھے۔ نتیجتاً شہرمیں بڑے پیانے پر غیر معیاری اور ضروریات زندگی سے محروم آبادیاں وجود میں آگئیں اور پورا شہر بے ترتیب ابادیاں کا مرقع بن کر رہ گیا۔ ان حالات کے پیش نظر حکومت نے ملتان کی جامع ترقی کے لئے ایک فعال اور با اختیار ادارہ قائم کرنے کا فیصلہ کیااور ۱۹۷۶ء میں ملتان ترقیاتی ادارہ (M D A) وجود میں آیا۔ اپنے قیام کے فورا بعد ملتان ترقیاتی ادارہ نے ایسے پروگرام مرتب کئے جن میں کم آمدنی والے لوگوں کے لئے رہائشی سکیمیں، لیبر کالونیاں، بے گھر افراد کے لئے رہائشی سہولتوں کی فراہمی قیموں، بیواؤ، اپاہجوں کے لئے پلاٹوں کی فراہمی قیموں بیواؤں اپاہجوں کیلیے پلاٹوں کی فراہمی، کچی آبادیوں اور نشیبی علاقوں کی درستگی جیسے اہم منصوبے شامل ہیں۔

(ا) باقاعدہ رہائشی منصوبے

۱۹۷۶ء تک ایم ڈی اے نے کم آمدنی والے لوگوں کے لے ۷ ہاوسنگ سکیمیں بنائیں جن میں ۱۹۸۵ رہائشی پلاٹ فراہم کئے گئے۔ ان میں سے پانچ منصوبے ۸۶۔ ۱۹۸۵ کے اخر تک مکمل کر لئے گئے جبکہ دو نئی سکیمیں یعنی نیو شاہ شمس اور شاہ رکن عالم (مرحلہ دوئم) زیر تکمیل ہیں۔ ان تمام منصوبوں پر تقریباً ۲۷ کروڑ روپے لاگت آئی

باقاعدہ رہائشی منصوبوں کی تفصیل

نام سکیم	رقبہ (ایکڑ)	پلاٹ (رہائشی)	لاگت (لاکھوں میں)
شاہ رکن عالم (مرحلہ اول)	۱۷۰۶۴۷	۲۲۶۷	۵۵۹۶۰۰۰

شاہ رکن عالم (مرحلہ دوئم)	۴۴۰٫۴۴	۴۹۹۸	۱۱۵۸٫۰۰
شاہ رکن عالم (مرحلہ دو(ا)	۳۷٫۴۶	۱۱۷۰	۷۴٫۰۰
تغلق ٹاؤن	۳۲٫۶۸	۴۲۴	۹۶٫۰۰
لودھی کالونی	۱۴٫۴۹	۱۷۷	۳۷٫۰۰
نیو قاسم پور کالونی	۱۸٫۲۵	۳۳۸	۲۴٫۰۰
نیو شاہ شمس	۱۴۱٫۰۰	۲۷۱	۷۵۵٫۰۰
کل لاگت	۸۷۶٫۹۹	۱۹۸۵	۲۱۹۳٫۰۰

مندرجہ بالا کوششوں کے باوجود ۳۰ ہزار مکانوں کی کمی تھی اور ایسی حالات وسیع پیمانے پر مزید کوششوں کے متقاضی تھے۔ ملتان ترقیاتی ادارہ نے اس ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے نئی ہاؤسنگ سکیموں کی منصوبہ بندی کی تاکہ موجود طلب و رسد کے فرق کو پورا کیا جا سکے۔ لہٰذا دو سکیمیں جن میں شاہ گردیز ٹاؤن اور محمد بن قاسم ٹاؤن قابل ذکر ہیں تیاری کی گئی

زیر منصوبہ بندی سکیموں کی تفصیل

نام سکیم	رقبہ ایکڑ	پلاٹ (رہائشی)	لاگت (لاکھوں میں)
شاہ گردیز ٹاؤن	۲۴٫۳۲	۲۹۳۳۴	۱۳۱۱٫۸۰
محمد بن قاسم ٹاؤن	۶۸۰	۴۹۹۳	۲۴۳۰٫۸۰
کل لاگت	۳۴۲	۳۲۳۲۷	۱۵۵۳۲٫۶۰

شاہ گردیز ٹاؤن روڈ کے شمال اور متی تل روڈ کے مغرب میں واقع ہے۔ یہ سکیم چار مرحلوں میں مکمل ہو گی۔ فی الحال اس سکیم کے لئے اراضی کے حصول کا کام تسلی بخش رفتار سے جاری ہے اس کے ساتھ ساتھ حکومت اور دیگر قرضہ دینے والے

اداروں سے رقوم حاصل کرنے کے لئے کوششیں کی جارہی ہیں

شاہ گردیز ٹاؤن ملتان کی سب سے بڑی سکیموں میں ایک بڑی ایک بڑی سکیم ہو گی اور اس سکیم کے مکمل ہونے پر ۱۸۰۰۰۰ لوگوں کو رہائش سہولتیں میسر ہوں گی

محمد بن قاسم ٹاؤن پرانی شجاعباد روڈ (ملتان بائی پاس) کے ساتھ شہر کے جنوب مغربی سمت واقع ہے۔ اس سکیم کے لئے زمین کے حصول اور قوم کے بارے میں کوششیں کی جارہی ہیں تاکہ جتنی جلد ممکن ہو سکے اس پر عملدر آمد شروع ہو جائے۔ اس سکیم سے ۳۲ ہزار لوگ استفادہ اٹھائیں گے اور اس سے ارد گرد کے علاقوں میں ترقی اور خوشحالی کی نئی راہیں نکلیں گی۔

پلاٹوں کی بڑھتی ہوئی طلب کے پیش نظر ملتان ترقیاتی ادارہ نے مستقبل کے لئے مناسب جگہوں کا انتخاب کیا ہے اس پروگرام کے تحت جو ۱۹۹۰ء سے شروع ہو گا چار نئے رہائشی منصوبوں پر عمل کیا جائیگا۔

رہائشی منصوبے

سکیم کا نام	رقبہ (ایکڑوں میں)	تعداد رہائشی پلاٹ	لاگت (لاکھوں میں)
کینال ویو ہاؤسنگ سکیم	۲۰۰	۲۶۰۰	۱۰۰۰،۰۰۰
ہاؤسنگ سکیم نزد انڈسٹریل اسٹیٹ	۲۰۰	۲۶۰۰	۱۰۰۰،۰۰۰
چمن زار ہاؤسنگ سکیم	۲۶۰۰ ۲۰۰	۱۰۰۰،۰۰۰	
انکری مٹیل سکیم	۵۰	۶۵۰	۲۰۸،۰۰۰
کل لاگت	۶۵۰	۸۳۵۰	۱۰۸،۰۰۰

یہ رہائشی منصوبے تقریباً ۵۰ ہزار افراد کی ضروریات پورا کرنے کے لئے کافی ہونگے

صنعتی کارکنوں کی بستیاں

اگرچہ صنعتی کارکنوں کے لئے رہائشی قطعات کی فراہمی کافی عرصہ سے حکومت اور آجروں کی قانونی ذمہ داری رہی ہے لیکن ۱۹۸۶ء سے اس پر حکومت کی خصوصی توجہ مرکوز ہوئی۔ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے صنعتی کارکنوں کے لئے دو رہائشی منصوبوں پر کام شروع کیا ہے جو سر سید کالونی اور قاسم پور کالونی کے نام سے مشہور ہیں

صنعتی کارکنوں کی بستیاں

سر سید کالونی	۵۰	۲۳۱	۳۹،۱۸
قاسم پور کالونی	۳،۳۸	۲۴۰	۴۰،۰۰۰
۳۳،۳۸	۲۰۸۱	۱۷۹،۸۱	

دونوں منصوبے ۴۴۸۶ افراد کو رہائشی سہولتیں فراہم کریں گے۔ ان میں تین تین مرلہ کے پلاٹ بنائے گے ہیں اور ان سکیموں میں سکولوں مساجد کملی بجلی اور دیگر اجتماعی ضروریات کے لئے پلاٹ مختص کئے گئے ہیں کیونکہ ان پلاٹوں کا مقصد غریب افراد کو سر چھپانے کے لئے جگہ دینا ہے لہٰذا حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ زمین کی قیمت وصول نہ کی جائے اور ترقیاتی اخراجات بغیر نفع و نقصان کی بنیاد پر ایک لمبے عرصے تک آسان اقساط میں وصول کئے جائیں۔

۱۹۹۰ء اور اس کے بعد ایم ڈی اے صنعتی کارکنوں کے لئے مزید دو ہزار پلاٹ مہیا کرنے کا ارادہ ہے اس سلسلہ میں محکمہ محنت سے زمین کے حصول کے لئے گفت و شنید کی جا رہی ہے۔

بے گھر افراد کے لئے مکانات

۱۹۸۶ء سے پہلے بے گھر مستحق افراد کے لئے بنے بنائے گھروں کی فراہمی پر کوئی توجہ نہ دی گئی تاہم ۱۹۸۶ء سے ۱۹۸۸ء تک حکومت نے مستحقین کے لئے گھروں کی فراہمی کے بارے میں خاص توجہ مرکوز کی اور اس سلسلے میں ملک کے کونے کونے میں بھرپور مہم شروع کی گئی جس کا مقصد بے گھر مستحق افراد کے لئے تین تین مرلہ پر مشتمل بنے بنائے گھروں کی فراہمی ہے ملتان ترقیاتی ادارہ نے اس سلسلہ

میں ۶۷۲ مرکزی (NUCLEUS) مکان جو ۳ ۳ مرلہ پر مشتمل ہیں بنانے کی ذمہ داری لی ہے۔ ان مکانات پر لاگت کا تخمینہ تقریباً ۲۶۰۰۰ روپے فی مکان ہے۔ ملتان ترقیاتی ادارہ نے اپنی نئی ہاؤسنگ سکیم شاہ شمس میں پلاٹوں کی حد بندی کر دی ہے ۶۷۲ مرکزی (NUCLEUS) مکانات میں سے ۲۷۰ مکانات کے کل اخراجات حکومت کے زکوات فنڈ سے ادا ہوں گے جبکہ باقی ماندہ ۴۰۲ مکانات حکومت سے قرض پروگرام کے تحت بنائے جا رہے ہیں اس پروگرام کے مطابق ۱۰۰۰۰ روپے حکومت دے گی جبکہ ۱۵ ہزار روپے فی گھر حاصل کنندگان ادا کریں گے ایک "مرکزی مکان" (NUCLEUS HOUSE) میں ایک سونے کا کمرہ ایک باورچی خانہ ' ایک بیت الخلا اور ایک غسل خانہ شامل ہیں۔

یتیموں بیواؤں اور معذوروں کے لئے پلاٹ

۱۹۸۶ء سے ۱۹۸۸ء تک حکومت نے یتیموں بیواؤں اور معذوروں کی فلاح کے لے خصوصی توجہ دی اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ انھیں تین تین مرلہ کے پلاٹ مہیا کیے جائیں۔ اس پروگرام کے تحت ملتان ترقیاتی ادارہ نے ۱۷۰۰ پلاٹ الاٹ کیے ہیں۔ ان میں ۸۴۰ شاہین آباد میں اور ۸۶۰ قاسم پور کالونی میں واقع ہیں۔ ان پلاٹوں میں سے ۴۰ فیصد پلاٹ مستحقین کو بلا قیمت الاٹ کئے گئے ہیں جبکہ ۶۰ فیصد پلاٹ ضرورت مندوں کو ۵ سال کے عرصے میں نہایت آسان قسطوں پر الاٹ کئے گئے ہیں۔

بیواؤں ' یتیموں ' اور معذوروں کے لئے قطعات

نام سکیم	تعداد پلاٹ	لاگت (لاکھوں میں)
بیواؤں اور معذوروں کے لئے بلا قیمت پلاٹ	۲۸۷	۲۵٫۴۷
بیواؤں یتیموں اور معذوروں کے لئے پلاٹ آسان قسطور پر	۳۱۷	۳۹٫۰۰
کل لاگت	۱۰۰۰	۶۴٫۴۷

کچی آبادیاں

حکومت کے اولیں اعلان کے مطابق سرکاری اراضی پر واقع ایسی آبادیاں جو 1978ء کے اعداد و شمار کے مطابق کم سے کم 100 گھروں پر مشتمل ہوں کو کچی آبادی تصور کیا گیا بعد ازاں حکومت نے کچی آبادیوں کے مکینوں کی تاریخ 25 مارچ 1985 تک بڑھا دی اور یہ بھی فیصلہ کیا کہ کی 100 کی بجائے 40 گھروں پر مشتمل سرکاری اراضی پر واقع آبادی کو کچی آبادی تصور کیا جائے گا اور ایسی کچی آبادی کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کے ساتھ ساتھ ان آبادیوں میں تعمیر و ترقی کا کام بھی کیا جائے گا۔ ملتان میں کچی آبادیوں کی تعداد 29 ہے اور ان میں ترقیاتی کام مکمل ہو چکا ہے۔ سرکاری سروے کے مطابق ان آبادیوں میں 53000 افراد رہائش پذیر ہیں جبکہ گھروں کی تعداد 8343 ہے ملتان ترقیاتی ادارہ نے اب تک 689 مکینوں کو مالکانہ حقوق فراہم کئے ہیں۔

1976ء سے 1985ء تک 18 کچی آبادیوں میں ترقیاتی کام کیا گیا اور اس مقصد کے لئے تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے خرچ ہوئے ان آبادیوں میں 6231 گھر ہیں جن میں 46403 افراد رہائش پذیر ہیں۔ ان کچی آبادیوں میں ہر قسم کی بنیادی سہولتیں مثلاً پینے کا صاف پانی' نکاسی آب گلیوں کی پختگی اور سٹریٹ لائٹ فراہم کی گئیں۔

کچی آبادیوں میں شہری سہولیات (1976-85)

سہولت	مقدار
سڑکات گلیاں	۱۱٫۸۵ کلومیٹر
سیوریج/ڈرینج	۱۳٫۹۸
سٹریٹ لائٹ	۲۸٫۲۸
پینے کے پانی کا پائپ	۰٫۹۶
ہینڈ پمپ	۴۶ تعداد

1976ء سے 1988ء تک ملتان کی تمام ۲۹ کچی آبادیوں میں ترقیاتی کام مکمل کر لیا گیا۔ اس عرصہ میں ان آبادیوں پر مزید ایک کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا۔

کچی آبادیوں میں شہری سہولیات (1986-88)

سہولت	مقدار
گلیوں کی پختگی	۳٫۰۶ کلومیٹر
سیوریج اور ڈرینج	۲۶٫۷۵
سٹریٹ لائٹ	۰٫۳۲
واٹر سپلائی ۶٫۴۴	

پسماندہ علاقوں (SLUMS) کی ترقی اور درستگی

۱۹۴۷ء سے دیہاتوں سے شہروں کی طرف آبادی کے نقل مکانی کے رجحان کی وجہ سے ملتان میں آبادی میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ آبادی میں یہ اضافہ منصوبہ بندی کے عمل سے زیادہ تیز تر تھا۔ نتیجاً متعدد پسماندہ علاقے (SLUMS) وجود میں آگئے

۱۹۸۶ء سے ۱۹۸۸ء تک ۲۲ SLUMS میں ترقیاتی کام کیا گیا جن پر ایک کروڑ پندرہ لاکھ روپے لاگت آئی۔ ترقیات کام میں گلیوں کی پختگی ' سٹریٹ لائٹ واٹر سپلائی اور نالیوں کی تعمیر شامل ہے کیونکہ اس منصوبے میں ریکوری پروگرام شامل نہیں تھا اس لئے دوسرے SLUM میں تعمیراتی کاموں کا آغاز نہ ہو سکا

۱۹۸۶ء سے ۱۹۸۷ء تک یہ محسوس کیا گیا کہ پسماندہ علاقوں کی تعمیر و ترقی کے لئے لمبی مدت کے پروگرام مرتب کئے جائیں اور ان پروگراموں پر ترجیح بنیادوں پر کام مکمل کیا جائے اس سلسلے میں ایک پائلٹ پروجیکٹ تیار کیا گیا ہے جس کا نام عثمان پورہ پائلٹ پروجیکٹ ہے جو تقریباً ۱۰ ہیکٹر پر مختص ہے یہ پروجیکٹ دو ہزار کی آبادی کے لئے ہو گا۔ اس پروجیکٹ کے

لئے رقم عالمی بینک مہیا کرے گا۔

پائلٹ پروجیکٹ کے تجربہ کی روشنی میں ۸۰ سے زائد شہری علاقوں کی حالت بہتر بنائی جائے گی۔

سیور سسٹم

شہر میں پینے کے پانی کے جدید نام کے قیام کے بعد استعمال شدہ پانی کی نکاسی کو زیادہ دیر تک التوا میں نہیں رکھا جاسکتا۔ تھوڑا عرصہ پہلے تک میونسپل کارپوریشن ایک بیضوی شکل کا سیور اور کھلی نالیوں کے نظام کو چلا رہی تھی۔ اگرچہ گندے پانی کے نکاس کے لئے تقریبا ۲۵ لفٹ سٹیشن قائم کئے گئے ہیں لیکن چونکہ اکثر آبادیاں نشیبی علاقے میں واقعہ ہیں لہذا تھوڑی سی بارش کے بعد بھی شہر میں سیلاب سا امڈ آتا ہے۔ یہ صورتحال وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید ابتر ہوتی جارہی ہے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے استعمال شدہ پانی کے نکاس کے زیر زمین نظام کی ضرورت کو محسوس کیا گیا جسے بڑے غور و خوض کے بعد مرحلہ وار عملی جامہ پہنانے کا اہتمام کیا گیا ہے

۱۹۷۶-۸۶ء کے دوران

سورج میانی، پرانا شجاع آباد روڈ اور وہاڑی روڈ، ڈسپوزل سٹیشن اور چنگی نمبر۹ اور کری جندان میں پمپنگ سٹیشن قائم کئے گئے۔ ان سب کی مجموعی استعداد ۲۰۲ کیوسک ہے ۷۰ کلومیٹر لمبے ٹرنک سیور بچھائے گئے جن کے قطر کا سائز ۱۵ انچ سے ۲۷ انچ تک ہے اس کے علاوہ ۹ انچ سے ۱۲انچ کی ۶۸ کلومیٹر لیٹرل سیور لائنیں بچھائی گئیں۔ اس منصوبے پر ملتان ترقیاتی ادارہ نے ۲۵،۳ ۱ملین روپے خرچ کئے

۱۹۸۶ء اور اس کے بعد

۱۹۸۶ء اور اس کے بعد ۹ انچ سے ۲۴ انچ قطر کا ۴،۱۷ کلو میٹر لیٹرل سیور بچھا گیا جس پر ۵۸،۶ ملین روپے لاگت

آئی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ سیور کا ۵۰ فیصد حصہ پہلے سے بچھائے گئے سسٹم کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اس منصوبے کے دوسرے مرحلہ میں ۱۴۲ کلومیٹر لمبی پائپ لائن بچھائی جائے گی۔ اس پر لاگت کا تخمینہ ۴۹۵ ملین روپے لگایا گیا ہے۔ یہ منصوبہ اس سال شروع کیا جارہا ہے۔

۱۹۹۰ اور اس کے بعد

بڑھتی ہوئی آبادی (جو ۱۹۹۳ء تک ۲۶۵ لاکھ ہو جائے گی) کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دو نئے ڈسپوزل سٹیشنوں کی تعمیر ۴۸ کلومیٹر آؤٹ فال سیور ۱۷۶ کلومیٹر ٹرنک سیور اور ۱۰۰۰ کلو میٹر لیٹرل سیور بچھانے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے اس منصوبے کی تکمیل کے لئے ۹۸۶ ملین روپے کی ضرورت ہو گی

گندے پانی کی صفائی کے پلانٹ

سورج میانی روڈ وہاڑی رو" اور پرانا شجاع آباد روڈ پر گندے پانی کی صفائی کے پلانٹ تعمیر کئے جائیں گے یہ پلانٹ جدید طرز کے ہوں گے اور WHO کے منظور شدہ معیار کے مطابق ہونگے شہر کا ایک سنگین اور اہم مسئلہ کوڑے کرکٹ کا بندوبست ہے (SOLID WASTE MANAGEMENT) اس وقت کوڑے کرکٹ کو اکٹھا کرنے اور ٹھکانے لگانے کا نام نہایت غیر تسلی بخش ہے۔ یہ صورتحال کافی تشویش ناک ہے اور فضا کو آلودگی سے بچان کے لئے اور صحت مند ماحول کو برقرار رکھنے کے لئے کوڑا کرکٹ کے نکاس کا معقول بندوبست ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں عالمی بینک کے تعاون سے ایک منصوبے پر کام شروع کیا جارہا ہے

پینے کے پانی کی ترسیل

اگرچہ ملتان میں فراہمی آب کا پہلا منصوبہ ۱۹۲۶ء میں قائم ہوا تھا لیکن فراہمی آب کے نام کو بہتر بنانے کے لئے

۱۹۷۶ء میں ایک ماسٹر پلان تیار کیا گیا اس پلان کے مطابق ۱۹۹۰ء میں اہالیان شہر کی تقریباً ۲ ملین آبادی کو جو ۱۵ ہزار ایکڑ پر پھیلی ہوئی ہے پینے کا صاف اور صحت مندانہ پانی دستیاب ہو سکے گا۔

۱۹۷۶۔۸۵

۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۵ء تک کے عرصہ کے دوران فراہمی آب کے منصوبے کو مزید فعال بنایا گیا اور ۳ انچ سے ۲۴ انچ قطر کی ۱۳۸ کلو میٹر لمبی لائنیں بچھائی گئیں جن کی مدد سے ۵۴۳ لاکھ کی آبادی پینے کے پانی سے مستفید ہوئی اس سسٹم کے تحت ہر روز صبح دو گھنٹے دوپہر کو تین گھنٹے اور شام دو گھنٹے پانی کی سپلائی جاری رہتی ہے ۲۵ ٹیوب ویل ۹۰۰۵ کیوسک اخراج ساتھ اس ضرورت کو پورا کر رہے ہیں اس دوران ملتان ترقیاتی ادارہ ہے ۸ پانی کی ٹینکیاں بھی تعمیر کیں

۱۹۸۶۔۸۸ء

اس دوران فراہمی آب کے کام میں مزید توسیع کی گئی اور ۱۴انچ سے ۱۶ انچ قطر کی ۱۱ کلومیٹر اضافی لائنیں بچھائی گئیں۔ علاوہ ازیں ۲ کیوسک کے ۱۷ ٹیوب ویل بھی نصب کئے گئے۔ جبکہ ایک پانی کی ٹینکی تعمیر کی گئی

اس منصوبے کا اگلا مرحلہ بھی حکومت کے پاس منظوری کے لئے بھیجا ہوا ہے اس مرحلہ میں مزید ۴ کیوسک کے مزید ۱۰ ٹیوب ویل نصب کئے جائیں گے۔ ۵۸ کلومیٹر لمبی لائنیں بچھائی جائیں گی اور ۵ ٹینکیاں تعمیر کی جائیں گی

۱۹۹۰ء اور اس کے بعد

ملتان ترقیاتی ادارہ نے ڈبلیو ایچ او کی سفارشات کے پیش نظر فراہمی آب کا ایک جامع منصوبہ مرتب کیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت ۲۴ گھنٹے پانی کی سپلائی رہے گی۔ جس سے پانی ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک و صاف رکھنے میں مدد ملے گی۔ اس توسیع شدہ پروگرام کے تحت ۴ کیوسک کے ۴۴ مزید ٹیوب ویل نصب کئے جائیں گے مزید براں ایک ہزار کلومیٹر لمبی پانی

کی لائنیں بھی بچھائی جائیں گی اس منصوبہ پر تقریباً ۱۴ کروڑ روپے لاگت آئے گی اور اس کی تکمیل پر ہر شہری کو ۸۰ گیلن روزانہ پانی دستیاب ہو گا۔ جبکہ اس وقت پانی کی سپلائی ۴۰ گیلن فی کس ' فی دن ہے

سڑکیں

ملتان شہر کی موجودہ سڑکوں کی چوڑائی عموماً ناکافی ہے اور ان کی موجودہ حالت گاڑیوں کی تیزی سے بڑھتی ہوئی تعداد اور خاص طور پر بھاری گاڑیوں کی رواں نقل و حمل سے عہدہ براہ ہونے کے قابل نہیں ہے۔ ایم ڈی اے کے وجود کے آنے سے پہلے سڑکوں کا نظام انتہائی غیر تسلی بخش تھا ملتان ترقیاتی ادارہ نے ۱۹۷۶ء میں شہر میں ٹریفک کے نظام کو فعال بنانے کے لئے سڑکوں کی بحالی اور ڈویلپمنٹ کی ذمہ داری سنبھالی۔

۱۹۷۶-۸۵ کے دوران ملتان ترقیاتی ادارہ نے ۸۶،۴۸ کلومیٹر لمبی سڑکوں کو مضبوط ڈویلپ اور بحال کیا اس منصوبے پر تقریباً ۱۳ کروڑ روپے خرچ کئے گئے یہاں یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ ملتان ترقیاتی ادارہ نے ۱۵،۶۵ کلومیٹر لمبی ملتان بائی پاس کی تعمیر کی جو کہ شہر کے جنوبی طرف واقع ہے اس کی بدولت لاہور اور کوئٹہ جانے والی ٹریفک کو اب شہر کے گنجان علاقوں سے گزرنے کی ضرورت نہیں۔ مزید براں بائی پاس کی تعمیر سے وہاڑی' بہاولپور اور مظفر گڑھ کی سڑکوں پر بھی ٹریفک کا دباؤ کم ہو گیا ہے

۱۹۸۶-۸۸ کے دوران حکومت نے ملتان کی تعمیر و ترقی کے لئے خصوصی دلچسپی لی اور ۱۴ کروڑ روپیہ کے فنڈ مہیا کئے جن کی مدد سے ۱۰۳،۷۹ کلومیٹر لمبی سڑکیں تعمیر کی گئیں۔

مستقبل میں ملتان ترقیاتی ادارہ دو مزید بائی پاس سڑکوں کی تعمیر کا ارادہ رکھتا ہے جو ایل ایم کیو روڈ پر ٹریفک کے دباؤ کو کم کرنے میں نہایت اہمیت کی حامل ہوں گی یہ سڑکیں ایل ایم کیو روڈ کو کھاد فیکٹری بوسن روڈ اور جنرل بس سٹینڈ سے

ملائیں گی۔ ان سڑکوں کی تعمیر پر لاگت کا تخمینہ ۲ء۷ کروڑ روپے لگایا گیا ہے

سپیشل اربن ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت حکومت پنجاب نے ۸۸ کروڑ روپے مختص کئے ہیں جن کی مدد سے شہر میں سڑکوں کو بہتر بنایا جائے گا اس منصوبے کے تحت ۳۲ء۰۰ کلومیٹر لمبی سڑکیں جدید معیار کے مطابق تعمیر ہونگی۔ ان سڑکوں کی تعمیر کے علاوہ ڈرینج سسٹم لائٹس فٹ پاتھوں کی تعمیر گرین بیلٹ بجلی اور ٹیلیفون کے کھمبوں کی تبدیلی کے لئے منصوبہ بندی شروع کر دی گئی ہے

ٹریفک اور نقل و حمل کا نظام

اس وقت ملتان کی سڑکوں پر تقریباً ایک لاکھ موٹر گاڑیاں ہیں۔ ایک تخمینے کے مطابق گاڑیوں میں سالانہ اضافہ کی شرح ۱۴ء۵ فیصد ہے۔ اس لحاظ سے آئندہ دس سالوں میں ملتان کی سڑکوں پر ساڑھے تین لاکھ گاڑیاں رواں دواں ہونگی۔

جامع اور دور رس منصوبہ بندی کے بغیر ٹریفک کی یہ تیزی سے بڑھتی ہوئے تعداد بے شمار مسائل کو جنم دے سکتی تھی۔ حکومت نے اس معاملے پر بروقت توجہ دی اور ٹریفک اور نقل و حمل کے گوناگوں مسائل سے عہدہ برآء ہونے کے لئے مارچ ۱۹۸۷ء میں ایم ڈی اے میں ایک ٹریفک انجینئرنگ سیل قائم کیا گیا۔

اس سیل نے ملتان کے موجودہ ٹریفک نام کے مطالعے کے لئے مختلف سروے کئے اور ٹریفک کے مسائل کو حل کرنے کی غرض سے آئندہ دس سالوں کے لئے ٹریفک اینڈ ٹرانسپورٹیشن ڈویلپمنٹ پلان مرتب کیا۔

اس ضمن میں جو قابل ذکر کام کئے گئے ان میں چوراہوں کی درستگی دو سطحی چوراہوں (HEAD BRIDGES OVER) کی تعمیر منصوبہ بندی اور سڑکوں کی روش بندی (CHANNELIZATION) شامل ہیں

چوراہوں کی تعمیر کا منصوبہ (۱۹۸۶۔۸۸)

نام چوک	لاگت (روپے لاکھوں میں)
عید گاہ چوک	۴٫۷۵
چوک کمہاراں والا	۲۰٫۴۹
چونگی نمبر۹	۵٫۸۷
چوک کچہری	۳٫۸۴
دولت گیٹ	۴۷٫۲۴
چوک عزیز ہوٹل	۹٫۶۹
ڈیرہ اڈا	۱۰٫۱۹
عوان شہر	۱۰٫۷۰
بوہڑ گیٹ اور حرم گیٹ	۳۰٫۰۰
ٹاؤن ہال	۴۶٫۳۶
پل شاداب	۸٫۸۵
دہلی گیٹ	۱۹٫۲۵
پل موج دریاء	۱٫۱۶
عرفات چوک	۷٫۰۰
قاسم باغ روڈ جنکشن سے دولت گیٹ	۲۰٫۰۰

میزان ۲۵۴،۶۵۰

۱۹۹۰ کے بعد جن چوراہوں پر کام ہو گا ان میں پاک گیٹ خونی برج چونگی نمبر ۱۴ شاہ عباس' پرانا شجاع آباد نشتر چوک اور چوک شہیداں شامل ہیں

دو سطحی چوک (OVERHEAD BRIDGES)

۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۵ء تک اس بات کی منصوبہ بندی کی گئی کہ نئی تعمیر شدہ بائی پاس روڈ پر دو اوور ہیڈ پل تعمیر کئے جائیں۔ ان پلوں کی تعمیر شیر شاہ مظفر گڑھ روڈ اور ریلوے کراسنگ نزد جنرل بس سٹینڈ کے قریب تعمیر کا فیصلہ کیا گیا۔ لیکن روپے کی کمی وجہ سے متذکرہ پلوں کی تعمیر نہ ہو ی ۔ تاہم اس دوران میں ڈبل پھاٹک پر ایک اوور ہیڈ پل تعمیر کیا گیا۔

۱۹۸۶۔۸۸ء میں ایسی جگہوں کا مطالعہ کیا گیا جہاں ٹریفک کا اکثر ہجوم رہتا ہے اور گاڑیوں کی لمبی قطاریں بندھی رہتی ہیں۔ جس کے نتیجے میں یہ معلوم ہوا کہ مندرجہ ذیل جگہوں پر اوور ہیڈ پلوں کی تعمیر ناگزیر ہے

مظفر آباد اوور ہیڈ برج

'لکڑ منڈی اوور ہیڈ برج

مخدوم رشید روڈ اور ہیڈ برج

بائی پاس۔ جنرل بس سٹینڈ اوور ہیڈ برج

شیر شاہ اوور ہیڈ برج

مندرجہ بالا جگہوں میں سے ممتاز آباد اور لکڑ منڈی' پلوں کے ڈیزائن کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ ممتاز آباد اوور ہیڈ پل پر ۴ کروڑ روپے لاگت آئے گی۔ متذکرہ پل کی تعمیر 1998ء میں شروع ہونے کی توقع ہے۔ اس طرح لکری منڈی پل

کے ڈیزائن کا کام جلدی ہی شروع کر دیا جائے گا۔ اندازہ ہے اس پر ۶۵ء۴ کروڑ روپے لاگت آئے گی۔

۱۹۹۰ء اور اس کے بعد ۳ اوور ہیڈ پلوں کی تعمیر کے لئے منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ یہ پل مخدوم رشید' بائی پاس جنرل بس سٹینڈ اور شیر شاہ میں تعمیر ہوں گے

گلیوں کی پختگی

حکومت پنجاب نے کچی گلیوں کو پکا کرنے کے لئے کچھ فنڈ مختص کئے ہیں تاکہ پس ماندہ بستیوں میں رہنے والوں کا معیار زندگی بلند کیا جاسکے۔ ملتان ترقیاتی ادارہ نے ۱۹۷۶ سے ۱۹۸۵ء تک کے عرصہ کے دوران ۶۸ء۲۷ کلومیٹر لمبی گلیوں کو ۳۹ لاکھ روپے کی لاگت سے پختہ کیا۔

حکومت کی زیر ہدایت ۱۱۱ء۷ کلومیٹر لمبی گلیاں پختہ کی گئیں جس پر ۹۰ لاکھ روپے خرچ کیا گیا یہ تمام کام ۱۹۸۶ء سے ۱۹۸۸ء تک کے قلیل عرصہ میں مکمل کیا گیا۔ اس وقت تقریباً ۹ کلومیٹر گلیوں کی پختگی کا کام جاری ہے۔

تعمیرات عامہ

پارک اور باغات

اس مصروف دور میں جبکہ زندگی کی دوڑ نے انسانی ذہن پر گوناگوں دباؤ ڈال رکھے ہیں صحت مندانہ سرگرمیاں جاری رکھنے اور ذہنی سکون اور آسودگی کے لئے زیادہ سے زیادہ پارکوں اور باغات کا مہیا کرنا وقت کی اہم ضرورت بن گیا ہے۔

۸۸-۱۹۸۶ء سے حکومت پنجاب نے ملتان میں پارکوں کی تعمیر و ترقی پر خصوصی توجہ دینا شروع کی۔ اس کے نتیجہ میں ملتان ترقیاتی ادارے نے شہر کے گردونواح میں ۲۴ چھوٹے بڑے پارکوں کی تعمیر و ترقی کا آغاز کیا۔ ان میں کچھ پہلے ہی مکمل ہو

چکے ہیں جبکہ باقی ماندہ کام کی رفتار انتہائی تسلی بخش ہے۔

ان پارکوں اور باغات پر لاگت کا کل تخمینہ ۷ کروڑ ۴۰ لاکھ روپے ہے۔

پارکوں کی تعمیر و ترقی

نام پارک

۱ قاسم باغ پارک

۲ لانگے خان باغ

۳ شمس آباد کالونی پارک

۴ شاہ شمس پارک

۵ لیڈیز پارک گل گشت میں ترقیاتی کام

۶ رشید آباد چوک پارک

۷ جیل مسجد سے ملحقہ پارک

۸ گول باغ گلگشت

۹ حسن پروانہ قبرستان سے ملحقہ پارک

۱۰ پرانا سلی خانہ پارک کی تعمیر

۱۱ محلہ امیر آباد پارک کی تعمیر

۱۲ پرانا برف خانہ پارک کی تعمیر

۱۳ گڑھی جنداں پارک کی تعمیر

۱۴ فرید آباد بیروں بوہڑ گیٹ پارک کی تعمیر

۱۵ خانیوال عق پاک گیٹ پولیس سٹیشن پارک کی تعمیر

۱۶ نالہ ولی محمد پل شوالہ تا سوتری وٹ پارک کی تعمیر

۱۷ سرکل ہاؤس جیل روڈ کی مخالف سمت لینڈ سکیپنگ

۱۸ عوان شہرپارک کی تعمیر

۱۹ پل موج دریا پر پارک کی امپرومنٹ

۲۰ کاتی مار پارک کی تعمیر

۲۱ عام خاص باغ کی تعمیر

۲۲ دولت گیٹ پارک کی تعمیر

۲۳ فاطمہ جناح روڈ پر عید گاہ کے نزدیک پارک کی تعمیر

تعلیم اور صحت

گزشتہ تین برسوں کے دوران صحت اور تعلیم کے شعبوں میں بے پناہ ترقی ہوئی اور ملتان ترقیاتی ادارہ کو ملتان کی موجودہ تعلیمی عمارتوں میں زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرنے کے لئے سپیشل فنڈز مختص کئے گئے

۱ ۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۵ء کے عرصہ کے دوران شہر کے ۷ سکولوں میں ۲۲ کمروں کا اضافہ کیا گیا جن پر ۲۹

لاکھ روپے لاگت آئی۔ اس کی بدولت تعلیمی اداروں میں میں زیادہ سے زیادہ طلباء کے بیٹھنے کی گنجائش پیدا ہو گئی۔ جس سے مزید ۷۷۰ طلباء اس سہولت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں

۲ ۱۹۸۶ء سے ۱۹۸۸ء کے دوران شہر میں علی سہولتوں کے بارے میں ایک جامع سروے کی گیا۔ اس سلسہ میں ۸۶ سکولوں کی ضروریات کی نشاندہی کر کے ڈویلپمنٹ کے کام کا آغاز کیاگیا۔ حکومت نے اس مقصد کے لئے خصوصی دلچسپی کا اظہار کیا اور ملتان ترقیاتی ادارہ کو معقول فنڈز مختص کے لئے اس کے علاوہ شہر کے مختلف علاقوں میں واقع ۴۲ سکولوں میں ۹۱ء ۱۴۰ لاکھ روپے کی لاگت سے ۲۲۹ کمرے تعمیر کئے گئے۔ جس کی وجہ سے ۸۵۱۰ طلبا کے بیٹھنے کی گنجائش پیدا ہوئی۔

قبرستانوں کی دیکھ بھال

اگرچہ ملتان' مزارات اور قبرستانوں کی وجہ سے کافی مشہور ہے لیکن ماضی میں ملتان میں قبرستانوں کی حالت بہتر بنانے کی طرف توجہ نہیں دی گئی ۔ ۱۹۸۶ء سے ۱۹۸۸ء کے عرصہ کے دوران حکومت نے قبرستانوں کی درستگی کے لئے فنڈز مختص کئے جن کی مدد سے قبرستانوں میں چاردیواری' فٹ پاتھ لائٹ بیت الخلاء وغیرہ تعمیر ہوئے اور پھولوں کی کیاریاں بنائی گئیں۔ عنقریب ملتان شہر کے چند بڑے بڑے قبرستانوں میں ٹیلیفون کی اور ایمبولنس کی سہولت بھی فراہم کی جائی گی

قبرستانوں کی درستگی کا منصوبہ (۱۹۸۸-۸۹)

نمبر شمار	نام قبرستان	لاگت
۱	بی بی پاک دامن	۲۲،۵۸ لاکھ
۲	پیر زاہد شاہ سورج میانی روڈ	۱۸،۹۳

۳	حسن پروانہ روڈ	۲۲٫۱۸
۴	شاہ شمس	۹٫۴۸
۵	عمر شریف	۲۶٫۶۵
۶	چاہ بخاری والہ	۱۵٫۰۹
	ٹوٹل	۱۰۵٫۹۵ لاکھ روپے

اس وقت مندرجہ ذیل قبرستان کا سروے کیا جارہا ہے اور آئندہ سالوں میں ان کی بہتری کی منصوبہ بندی بھی کی جارہی ہے۔

۱ جلال بخاری نزد مسلم سکول

۲ پرانا شجاع آباد روڈ

۳ چاہ تھلے والہ

۴ دربار حضرت پیر موسیٰ شہید کی پچھلی طرف

۵ احمد آباد

۶ کوڑے شاہ

۷ ٹاکی شاہ

۸ منظور آباد

۹ اتفاق پورہ کے پچھلی طرف

سپورٹس اور دیگر عمارات

ملتان ترقیاتی ادارہ نے اپنے قیام کے فورا بعد کمرشل عمارات' رہائش گاہ برائے ملازمین اور آفیسر کمپلکس' پلازہ' آرکیڈ اور سپورٹس جیسی سہولتوں کی مرحلہ وار تعمیر کے منصوبے تیار کئے۔ ان میں سے اکثر منصوبے سلف اکم سکیم کے تحت مکمل کئے گئے

۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۵ء تک مکمل ہونے والی عمارات

۱	ایم ڈی اے ہوسٹل	۳۶٫۰۰ لاکھ روپے
۲	ایم ڈی اے ہیڈ کوارٹر	۸۲٫۰۰
۳	ٹاؤن پلاننگ آفس	۲۰٫۰۰
۴	گریڈ ۱۷ کے آفیسرز کی ۹ رہائش گاہیں	۵۷٫۶۰
۵	زکریا شاپنگ سنٹر	۶۰٫۰۰
٦	قلع قاسم باغ پر پویلین کی تعمیر	۱۰.۰

۱۹۸۶ء سے ۱۹۸۸ء تک مکمل ہونے والی عمارات

۱	قلعہ قاسم باغ سٹیڈیم کی تعمیر	۱۰۰٫۰۰ لاکھ روپے
۲	زائرین کے لئے ہوسٹل	۳۵٫۰۰
۳	اوقاف آفس ر ریسٹوریشن	۱۵٫۰۰
۴	اسبلی پولین	۴٫۰۰

۵ گریڈ ۱۸ کے آفیسرز کی ۴ رہائش گاہیں	۱۹،۰۰
۶ ایم ڈی اے آرکیڈ ر شاپنگ سنٹر	۱۵۰،۰۰
۷ جمنازیم	۷۰،۰۰

ٹوٹل ۳۹۳،۰۰ لاکھ روپے

سال رواں اور مستقبل میں تعمیر ہونے والی عمارات

انجیرنگ کالج	۵۰۰۰۰،۰۰ لاکھ روپے
ایگریکلچر کالج	۳۰۰۰،۰۰
میوزیم	۲۵۰۰،۰۰
سٹیڈیم، پویلین اور کھلاڑیوں کے لئے ہوسٹل	۱۰،۰۰
کل لاگت	۱۰۶۱۰،۰۰

شہر کا پھیلاؤ اور جامع منصوبہ بندی

آبادی کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ شہری زمین پر لوگوں کا دباؤ بڑھتا جارہا ہے۔ جس کی وجہ سے آبادیوں کے غیر صحت مند پھیلاؤ کا ڈر رہتا ہے لہذا ضروری ہے کہ شہر کی فعال تعمیر و ترقی کے لئے جامع پلان اور سرمایہ کاری کے منصوبے بنائے جائیں۔ ترقیاتی ادارہ کی کوشش ہے کہ نئے علاقوں کی تعمیر و ترقی اور موجودہ علاقوں کی درستگی ایک ہمہ گیر ماسٹر پلان کے تحت عمل میں لائی جائے

ماسٹر پلان/ سٹرکچر پلان

۱۹۸۵ء سے پہلے ملتان ترقیاتی ادارہ نے ۱۹۷۰ء کے ماسٹرپلان کو اپنایا اور اپنی حدود کے اندر اس کا نفاذ کیا۔ تاہم بدلتے ہوئے حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اس پلان کا اعادہ ناگزیر تھا۔

۱۹۷۶-۸۸ء کے عرصہ کے دوران ماسٹرپلان کے اعادہ کے لئے پوری تندہی سے کام کیا گیا۔ ماسٹرپلان کے ڈائریکٹوریٹ کو مستحکم اور فعال بنایا گیا جس کی انتھک کوششوں سے ۱۹۸۷ء سے میں نظرثانی شدہ ماسٹرپلان تیار ہو گیا اس منصوبے پر ۴۸ لاکھ روپے لاگت آئی نظرثانی شدہ ماسٹرپلان میں آبادی' ہاؤسنگ ' ٹریفک اور ٹرانسپورٹیشن' تعلیم' صحت صنعت و تجارت اور زمین کے استعمال جیسے اہم موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے متذکرہ پلان کی سفارشات ۱۹۸۷ء سے ۲۰۰۷ء تک کے عرصے پر محیط ہیں

ایم ڈی اے کی گورننگ باڈی نے اس پلان کو منظور کر لیا ہے اور حتمی منظوری کے لئے حکومت کو بھیج دیا گیا ہے نئے ماسٹرپلان کے تحت ایم ڈی اے نے اربن ڈویلپمنٹ کی تفصیلات کے بارے میں کام شروع کر دیا ہے تاکہ انھیں اس کی روشنی میں حتمی شکل دی جا سکے۔

جامع منصوبہ بندی کا سلسلہ عالمی بنک کے تعاون سے مزید آگے بڑھایا جارہا ہے۔ منصوبے کا نام ملتان کا ترقیاتی مطالعہ MULTAN DEVELOPMENT STUDIES اس مطالعہ میں سٹرکچر پلان' سرمایہ کاری کا پلان' پس ماندہ علاقوں کی ترقی کا پلان' اندرون شہر کے تحفظ Conservation کا پلان اور ٹریفک و ٹرانسپورٹ کی ترقی کا پلان شامل ہونگے۔

حد بندی' تعمیراتی ضابطے اور ترقیاتی کنٹرول

۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۵ ء تک ماسٹرپلان ۱۹۷۰ء کے تحت حد بندی (zoning) کی گئی۔ بلڈنگ ریگولیشن کی منظوری ۱۹۷۸ء میں ہوئی لیکن اس پر ۱۹۸۵ء میں نظرثانی کی گئی۔ جبکہ پرائیویٹ ہاوسنگ سکیموں کے بارے میں قواعد و ضوابط ۱۹۸۰ء میں نافذ کئے

کے وقت مغربی پاکستان میں علاج معالجہ کی انتہائی محدود سہولتیں موجود تھیں صرف لاہور میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج (K.E College) اور اس کے ساتھ ملحقہ میوہسپتال یا کچھ رفاہی نجی ادارے تھے جن میں گنگا رام ہسپتال ۔ گلاب دیوی ہسپتال وغیرہ مگر جنوبی پنجاب میں وکٹوریہ بہاولپور کے علاوہ کوئی قابل ذکر نہیں تھا۔ ملتان جو کشمور سے لیکر اوکاڑہ تک پھیلا ہوا تھا اور ایک بہت بڑا ڈویژن تھا اس ڈویژن میں نشترمیڈیکل کالج کا قیام انتہائی ضروری خیال کیا گیا یہ کالج اب پاکستان کا ایک انتہائی قابل ذکر میڈیکل کالج ہے ۔ اس کی تاریخ اور اس قیام کا ذکر کچھ یوں ہے۔

31۔دسمبر1950 کو لانگے خاں باغ میں ایک عظیم اشان جلسہ میں گورنر پنجاب سردار عبدالرب نشتر نے کالج کے قائم کئے جانے کی منظوری کا اعلان کیا جس پر ملتان کی طرف سے انہیں سوا اٹھارہ لاکھ روپے کی تھیلی پیش کی گئی ۔ حکومت کے ذمہ دار افسران کی کاوش اور محنت سے اس کا تعمیراتی منصوبہ ایک کروڑ 74 لاکھ روپے کا منظور کیا گیا۔ ملتان ڈویژن کی عوام نے پندرہ لاکھ مزید دیئے اور اس طرح نشترمیڈیکل کالج ملتان کی تعمیر کا آغاز ہوا اس طرح آج یہ ادارہ ایشیاکا منفرد ادارہ ہے۔

اس کا ہسپتال قابل دید ہے نیز اس کے ہوسٹل جدید طرز تعمیراور پختگی کے اعتبار سے قابل دید ہے

لاہور ہائی کورٹ ملتان بنچ

ملتان کے عوام ایک عرصہ سے مطالبہ کررہے تھے کہ انہیں بروقت سستا اور ان کی رسائی تک کیلئے ملتان میں ہائی کورٹ کی ایک بنچ قائم کی جائے اس کیلئے متعدد سفارشات مرتب کی گئیں ۔ بار ایسوسی ایشن کے اجلاس ہوئے۔ قراردادیں منظور ہوئیں بالاخر 10 جنوری 1981ء کو ملتان میں لاہور ہائی کورٹ کا ملتان بنچ مستقل طور پر قائم ہو گیاجس سے مطالبہ پورا ہو گیا۔ملتان بنچ کی خوبصورت عمارت تعمیر ہو چکی ہے۔ نیز گلگشت کالونی میں جج صاحبان کی رہائش کے لئے ایک کالونی

بھی تعمیر ہو چکی ہے ملتان اس اعتبار سے خوش نصیب ہے کہ اسے اعلیٰ ادارے دستیاب ہوتے جارہے ہیں

ملتان کے موجودہ اعزازات اور سہولیات

ملتان میں اس وقت ایک عظیم الشان یونیورسٹی جسے بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کہتے ہیں بہت بڑا میڈیکل کالج ایمرسن کالج ملتان کی موجودہ شکل میں گورنمنٹ کالج بوسن روڈ ہوائی اڈا۔ کاروباری مراکز ریڈیو سٹیشن ٹی وی کا نیوز بیور آفس سپارکو کا دفتر زرعی کالج انجینئرنگ کالج کالج آف ٹیکنالوجی لاء کالج کالج جس میں بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان سے الحاق شدہ موسیٰ پاک شہید لاء کالج ملتان ملتان لاء کالج اور اس کے ساہیوال شاخ بھی شامل ہیں۔ ابھی حال ہی میں گورنمنٹ کالج بوسن روڈ میں پوسٹ گریجوایٹ کی سطح کی کلاسز کا اجراء بھی کیا گیا ہے جس میں ایم اے سیاسیات اور زوالوجی شامل ہیں۔ ایم کام کی کلاسز ٹیکسٹائل انجینئرنگ ہوم اکنامکس سوشل ورک اور فائن آرٹس کی تعلیم کا بھی انتظام بہت جلد ملتان میں کر دیا جائیگا اس سلسلے میں منصوبہ بندی کو آخری شکل دی جا رہی ہے

اس کے علاوہ کسٹم ہاؤس ڈرائی رپورٹ انکم ٹیکس کے دفاتر سٹیٹ بنک پنجاب پبلک سروس کمیشن کا ذیلی ادارہ خبر رساں ایجنسیوں میں APP ‘ PPA‘NNI اور PPI بھی ملتان میں خبروں کی ترسیل اور فراہمی میں اپنا موثر کردار ادا کر رہی ہیں

جہاں تک تعلیمی اداروں کا تعلق ہے ان میں دنیاوی اور دینی ادارے بھی شامل ہیں دینی اداروں میں مدرسہ خیرالمدارس مدرسہ قاسم العلوم۔ مدرسہ انوار العلوم اور جامع العلوم شامل ہیں اگرچہ ان کی خاصی تعداد ہے مگر مذکورہ بالا مدارس اپنی اہمیت کے اعتبار سے اہم دنیاوی اداروں میں جن کا شمار اعلیٰ سطح پر ہوتا ہے ان میں زرعی کالج انجینئرنگ کالج اور بہاء الدین زکریا یونیورسٹی شامل ہیں

گئے۔

ماسٹرپلان میں حد بندی کی ۹ اہم اقسام شامل ہیں جو کہ رہائشی تجارتی ادارتی صنعتی عوامی کھلی جگہوں متفرق استعمال میٹروپولیٹن مراکز اور زراعت وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ مستقبل میں حد بندی اور بلڈنگ کے قواعد و ضوابط کے بارے میں مسلسل نظر ثانی کی جائے گی تاکہ مناسب اور اضافی ترامیم کو اس میں شام لیا جا سکے تاہم ایک مسلسل کوشش یہ بھی ہو گی کہ ان قواعد و ضوابط پر عملی نفاذ کرایا جائے تاکہ شہر ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے

اندرون شہر کی تعمیرو مرمت اور تحفظ

ملتان کا شمار ہمارے قدیم شہروں میں ہوتا ہے اس کی بنیاد ۳۰۰۴ قبل مسیح میں پڑی شہر کا وہ علاقہ جو سرکلر روڈ سے گھرا ہوا ہے اندرون شہر کہلاتا ہے یہ سرکلر روڈ کے لیول سے ۳۰،۴۰ فٹ اونچائی پر واقع ہے اندرون شہر کم و بیش ۱۵۰ ایکڑ پر پھیلا ہوا ہے اور اس میں ایک لاکھ افراد اور رہائش پذیر ہیں۔ یہاں پر زیادہ تر مکانات انتہائی خستہ حالت میں ہیں گلیوں کے تنگ ہونے کی وجہ سے ان میں ہوا اور روشنی کا گزر مشکل سے ہوتا ہے۔ اندرون شہر کی اکثر عمارات ۳ سے ۴ منزلہ ہیں اور آپس میں ملی ہوئی یہاں ڈرینج' سیوریج واٹر سپلائی اور گندگی کے نکاس کی سہولتیں غیر تسلی بخش ہیں ۔

اندرون شہر میں کئی عمارتیں تاریخی اہمیت کی حامل ہیں اور فن تعمیر کے بہترین نمونہ کی مظہر ہیں خوبصورت اور گرانقدر عمارتیں انتہائی خستہ حالت میں ہیں۔ یہ ہمارا قیمتی ورثہ ہیں جس کو بچانے کے لئے ٹھوس عملی اقدامات کی ضرورت ہے

۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۵ء کے عرصہ کے دوران اندرون شہر کی بعض سڑکوں کی مرمت کی گئی تاہم اس سلسلہ میں کوئی جامع منصوبہ یا پروگرام مرتب نہیں ہو سکا۔ اندرون شہر کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ابتدائی سطح پر مطالعہ کیا گیا جو کہ اب

ماسٹرپلان کا حصہ بن گیا ہے۔

۸۸۔۱۹۸۶ء کے عرصہ کے دوران ماسٹرپلان کی تیاری کے ساتھ ساتھ اندرون شہر کی حالت بہت بنانے کا بھی انتظام کیا گیا۔ بعد ازاں اس بات کو شدت سے محسوس کیا گیا کہ اندرون شہر کی تعمیر و ترقی اور بہتری کے لئے ایک جامع پروگرام مرتب کیا جائے۔ ملتان ترقیاتی ادارہ نے اس سلسلے میں مختلف ڈیزائینوں اور نقشوں کی مدد سے شہر کی بہتری کے لئے عمل شروع کیا ہے جبکہ شہر کی مزید ترقی کے لے ایک پروجیکٹ زیر منصوبہ بندی ہے۔ جس کی تکمیل کا کام جلدی ہی شروع ہو گا۔ کام کے ابتدائی مرحلہ میں ایک پائلٹ پراجیکٹ پر عمل ہو گا جس کے تحت ۵۔۴ ہیکٹر رقبہ پر تعمیر و تحفظ کا کام شروع ہو گا۔ پائلٹ پراجیکٹ سے ۵۵۰۰ کی آبادی مستفید ہو گی۔ اس پروجیکٹ کے تحت اس علاقے میں تمام تر بنیادی سہولتیں جن میں واٹر سپلائی' سیوریج' گلیاں ' سٹریٹ لائٹ' گندگی کا نکاس شامل ہیں مہیا کی جائیں لوگوں کو دوبارہ مکانات کی تعمیر کے لئے قرضوں کی سہولت بھی فراہم کی جائے گی۔ پائلٹ پروجیکٹ لوگوں کی مالی صلاحیت کے پیش نظر اور ادائیگی کے استعداد کے پیش نظر تیار کیا گیا ہے

متذکرہ بالا پائلٹ پروجیکٹ کے نتائج کی روشنی میں ۲۵۰ ایکڑ رقبہ پر مشتمل تمام اندرون شہر کی تعمیر و تحفظ کے لئے جامع منصوبہ بندی کی جائے گی۔

تغیرو تبدل کے اہم موڑ

نشترمیڈیکل کالج ملتان

ملتان کی سماجی اور معاشرتی زندگی اور طب اور علاج و معالج کی سہولتوں میں نشترمیڈیکل کالج اور نشترہسپتال کا کردار انتہائی تاریخ ساز ہے ۔ یہ ادارہ تقریبا تاریخ کے 43 سالوں میں اپنا فعال کردار ادا کر رہاہے۔ یہ 1951 میں قائم ہوا اگرچہ اسکی تاریخ بڑی طویل ہے مگر اس کے قیام میں اہلیان ملتان کے سماجی شعور کو بڑا دخل حاصل ہے ۔ قیام پاکستان

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان اپنے قیام کے اٹھارہ سالوں میں

جنوبی پنجاب کے پسماندہ اور دور افتادہ علاقوں جن میں ایک طرف داجل راجپور تھل کے علاقے لیہ دوسری نیلی بار وہاڑی پا کپتن' بہاولپور کا وسیع و عریض چولستان شامل ہے جو پورے پنجاب کا ۲۵ فیصد علاقہ ہے جہاں کی آبادی ایک محتاط اندازے کے مطابق ڈھائی کروڑ کے قریب ہے اس علاقے کی دیرینہ آرزو کی تکمیل کے جزبہ سے قومی تعلیمی پالیسی میں ایسے ادارے قائم کئے گئے جو اس وقت بھی وسیع علاقے میں تعلیمی انقلاب برپا کر چکے ہیں نشتر میڈیکل کالج ملتان جو 1951ء میں قائم ہوا اور جہاں ہزاروں کی تعداد میں ڈاکٹر فارغ التحصیل ہو چکے ہیں اور شہری اور دیہی آبادی میں بہترین معالج ثابت ہو رہے ہیں اس طرح بہاولپور میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کے تحت قائد اعظم میڈیکل کالج اور اس طرح کے دیگر ادارے ایک بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں ریگستان کو گل و گلزار بنا رہے ہیں اور عزم و ہمت کی نئی روایت تخلیق کر رہے ہیں۔

اسی تناظر میں 1975ء میں قائم ہونے والی بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان نے اپنے قیام کے گزشتہ ۱۸ سالوں میں قابل تعریف کردار ادا کیا ہے اس عرصہ میں ایسے ادارے ایسے شعبے قائم کیے گئے ہیں جن کی فی الواقعہ ان علاقوں کو شدید ضرورت تھی آج کے دور میں فارمیسی ایک اہم ترین شعبہ ہے یہ 77-1976 ء سے جاری ہے اور اب یہاں ایم فارم کی سطح کی تعلیم دی جارہی ہے اور جدید تحقیق کو فروغ دیا جارہا ہے شعبہ بزنس ایڈ منسٹریشن ۷۷-۱۹۷۸ سے جاری ہے اور اب یہاں ایم آئی ایس کی تعلیم ایم بی اے کی سطح پر دی جاتی ہے اور آج کے دور کا جدید علم ہے اسی طرح انسٹی ٹیوٹ آف بیالوجی کے تحت بایس زوآلوجی میں ایم ایس سی کیمسٹری کے شعبے میں کمسٹری اور طبعیات کے شعبے میں میٹیرل سائنس کے مضمون میں اہم فل کی کلاسوں کا افتتاح ملک کے نامور سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر خان اپنے دست مبارک سے حال ہی

میں کر چکے ہیں

اسی طرح یونیورسٹی میں کمپیوٹر کی تعلیم میں اگرچہ کئی ڈپلومہ کورس سرٹیفکیٹ کورس عرصہ سے جاری ہیں مگر نمایاں بات یہ ہے کہ یہاں ایم ایس سی کی سطح پر کمپیوٹر سائنس کا اجراء کیا گیا ہے جو اپنی نوعیت کی اہم ترین پیش رفت ہے حال ہی میں سی ایس ایس امتحان کی تیاری کے لئے کلاسوں کا اجراء کیا گیا ہے جس کا مقصد طلبہ میں حاضر کے چیلنج کو قبول کرنے کی صلاحیت اور انتظامی قیادت پیدا کرنا ہے۔

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے تعاون سے یونیورسٹی گیلانی لاء کالج ملتان 1977ء سے اپنی تعلیمی خدمات سرانجام دے رہا ہے

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں زرعی کالج بھی 1988ء سے اپنا تعلیمی کردار ادا کر رہا ہے یہ کالج ملتان ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور ڈویژن کے اہالیان کے .... مطالبہ کی صورت میں وجود میں آیا۔ اس کے قیام میں کئی درد مند افراد کی انتھک کوشش اور کاوش شامل ہے۔

کالج کا ماسٹر پلان ساڑھے آٹھ کروڑ روپے کی لاگت پر مشتمل ہے یہ منصوبہ پانچ سال میں مکمل ہو گا۔ یعنی 1989 سے لیکر رواں سال 1993ء تک اس کی تکمیل کی مدت ہے زرعی کالج کے اس منصوبہ میں بی ایس سی آنرز زراعت اور ایم ایس سی آنرز اور بعد میں پی ایچ ڈی کی تعلیم کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ کالج کے اس منصوبے کے مطابق بی ایس سی آنرز زراعت چار سالہ کورس کے لئے پہلا داخلہ 89-1988ء میں کیا گیا اور اس کے بعد ہر سال 45 طلبہ کو داخلہ دیا گیا۔ اس وقت 150 طلبہ زیر تعلیم ہیں اور بی ایس سی آنرز کی ڈگری کے لئے پہلا بیچ یعنی 1993ء میں فارغ التحصیل ہو چکا ہے۔

زرعی کالج کے دو شعبہ جات ایگرانومی سائل سائنس اور 125 کمروں پر مشتمل ہاسٹل تعمیر ہو چکا ہے جس میں کالج کو مکمل طور پر منتقل کیا جا چکا ہے پہلے یہ کالج انسٹی ٹیوٹ آف بیالوجی کی عمارت میں کام کر رہا تھا لیکن اس وقت کالج کے تدریسی عملہ میں شامل پرنسپل سمیت 7 اساتذہ ہیں جن میں ڈاکٹر زاہد عطا چیمہ حیثیت پرنسپل اپنی ذمہ داریاں دسمبر 1990ء سے نبھا رہے ہیں

جہاں تک کالج کے طلبہ کی نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں کا تعلق ہے کالج میں طلباء کی نصابی تعلیم کے ساتھ علمی تربیت کے لئے 400 ایکڑ اراضی پر مشتمل زرعی فارم بھی مہیا کیا ہے جہاں اساتذہ اور طلباء جدید زرع ٹیکنالوجی سے متعلق تجربات اور مشاہدات کرتے ہیں اور ساتھ ہی مختلف زرعی اداروں میں تحقیقی سرگرمیوں کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ان کا استعمال سیکھتے ہیں ان اداروں میں قابل ذکر پاک جرمن کوآپریٹو ایگریکلچر چک 5 فیض کاٹن ریسرچ سٹیشن کاٹن انسٹیٹیوٹ زرعی مشینری کا تحقیقاتی ادارہ شامل ہیں اس کے علاوہ طلباء ہر سال مطالعاتی دوروں کے لئے جہاں پر حیوانوں کی افزائش نسل پودوں فصلوں اور پھلوں کے بارے میں علم حاصل کرنے کے لئے تحقیقاتی مراکز جاتے رہتے ہیں مجموعی طور پر زرعی کالج اپنی مقاصد کے حصول یعنی زرعی سائنس میں تربیت یافتہ افرادی قوت کی فراہمی اور زرعی تحقیق کے شعبہ میں بڑی خوش اسلوبی سے آگے بڑھ رہا ہے۔

اس کے علاوہ اس سال انجینئرنگ کالج کی کلاسوں کا اجراء کر دیا گیا ہے کالج کے قیام کے لئے پہلے وفاقی حکومت نے اس کے ماسٹر پلان کی منظوری دے دی ہے اور وفاقی حکومت سے اس کے ابتدائی امور کی تکمیل کے لئے ٥٠ لاکھ روپے کی گرانٹ موصول ہو چکی ہے مزید گرانٹ کے حصول کے لئے کوششیں کی جارہی ہیں اس کالج کی تدریس سے جنوبی پنجاب میں فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم کے فروغ میں بے حد مدد ملے گی اس خطے کے عوام خوش نصیب ہیں کہ انہیں گھر بیٹھے عصر حاضر

کے ایسے عظیم ادارے میسر آئے ہیں ان اداروں سے بہاولپور ڈیرہ غازی خان اور ملتان ڈویژن کے پچاس ہزار طلباء فائدہ اٹھا سکیں گے

جہاں تک یونیورسٹی کے تعمیر و ترقی کے منصوبوں کا تعلق ہے اس وقت یونیورسٹی کا ترمیم شدہ پلان 30 جون 1990ء کو ختم ہو چکا ہے جو 35 کروڑ 76 لاکھ روپے پر مشتمل تھا۔ جس میں سے جون 1990 تک ے اخراجات کے مطابق 17 کروڑ 42 لاکھ روپے کے منصوبے مکمل ہوئے ہیں جو منصوبے کے کل ہدف میں سے پچاس فیصد اخراجات کی گرانٹ میسر آئی ہے ان میں جو منصوبے مکمل ہوئے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے ادارہ لسانیات کا بلاک کیمسٹری بلاک فزکس بلاک فارمیسی بلاک شماریات اور مرکز اعلی ریاضی' انسٹی ٹیوٹ آف بیالوجی بزنس ایڈمنسٹریشن اور اقتصادیات ' سیاسیات و تاریخ و مطالعہ پاکستان بلاک یونیورسٹی ہاوس طلباء کے تین ہاسٹل جن میں 750 طلباء کے رہائش کی جدید تر سہولیتیں میسر ہیں اور ایک ہاسٹل برائے طلبات جس میں 250 طلبات کی رہائش کی سہولتیں میسر ہیں مرکزی لائبریری سٹوڈنٹس سنٹر و کیفے ٹیریا اور شعبہ تعلیم کی عمارت مکمل ہو چکی ہیں۔ سٹاف کالونی جس میں ۵۰ کے قریب خاندان آباد ہو چکے ہیں مزید گھر تعمیر کئے جا رہے ہیں

انتظامی دفاتر سردست عام کوارٹروں میں موجود ہیں اور انتظامی بلاک کانوکیشن ہال جامع مسجد جمنیزیم سکوائش کورٹ' سومنگ پول شاپنگ سنٹر ورکشاپ اور سٹور ' یونیورسٹی ہیلتھ کلینک اور یونیورسٹی کی مزید رابطہ سڑکیں اور دیگر کاموں کی تعمیر کے لئے یونیورسٹی کے ماسٹر پلان میں مزید ترمیم کی جارہی ہے اور امید ہے کہ یہ تمام منصوبے آئندہ چند سالوں میں پایہ تکمیل کو پہنچ جائیں گے

جہاں تک یونیورسٹی میں اساتذہ کی تعداد کی تعلق ہے ۱۴۸ اساتذہ نامور ہیں جن میں سے 10 پروفیسر 23 ایسوی

ایٹ پروفیسر 54 اسسٹنٹ پروفیسر اور 81 لیکچرار موجود ہیں علاوہ ازیں 19 اساتذہ باہر کی یونیورسٹیوں میں پی ایچ ڈی کی تعلیم کے لئے گئے ہوئے ہیں اس وقت یونیورسٹی میں 2300 طلباء و طلبات مختلف شعبہ جات میں زیر تعلیم ہیں اور مزید طلباء و طلبات کے لئے نئے شعبوں کی اجراء کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے جن میں ان منصوبوں کی تکمیل کے بعد اس امر کا روشن امکان ہے کہ جنوبی پنجاب جدید تعلیم -تحقیق اور تخلیق کے میدان میں مزید مثالی کردار ادا کرسکے گا۔

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کا زرعی کالج

پاکستان بنیادی طور پر زرعی ملک ہے اس کی تمام تر ترقی کا انحصار زرعی پیداور اور زرعت پر مبنی صنعتوں کے قیام پر منحصر ہے اس کی تجارت صنعت اور معیشت کو جو خام مواد میسر آتا ہے اس کا بنیادی فیکٹر زراعت ہے مگر حیرت اس بات کی ہے جس سیکٹر سے ہماری قومی آمدنی میں اس قدر اضافہ ہے وہی سیکٹر حصول آزادی کے ۴۵ سال کے بعد ابھی تک اپنے کلیدی کردار سے محروم ہے اس کی وجوہات کئی بیان کی جاسکتی ہیں مگر بنیادی وجہ زرعی اداروں کا فقدان رہا ہے جو جدید مہات اور جانکاری مہیا کرنے سے قاصر رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ ملک کے 46 ہزار دیہی قصبات تمدنی سہولتوں سے ابھی تک محروم چلے آرہے ہیں بلکہ ان علاقوں کی غالب آبادی کا رجحان شہروں کی طرف نقل مکانی کی طرف ہے دیہات جہاں 72 فیصد آبادی موجود ہے وہاں زرعی صنعتیں قائم نہ ہونے کی وجہ سے اپنی کلیدی کردار ادا نہیں کرسکیں۔ اگر زرعی ادارے موجود ہوتے اور وہاں بنیادی تربیت کی سہولت موجود ہوتیں تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ دیہات قومی دھارے میں برابر شریک نہ ہوتے اور قومی معاملات میں شہروں کی 20 فیصد آبادی فیصلہ کن حیثیت اختیار نہ کرجاتی۔

آج جب ملک میں زرعی تعلیم سے وابستہ اداروں اور درس گاہوں کا جائزہ لیتے ہیں تو صرف چند گنتی کے ادارے موجود نظر آتے ہیں جو وسیع و عریض زرعی خطوں کو جدید خطوط پر پیداواری یونٹ بنانے کے عزم سے محروم ہیں بنجر اور

ویران علاقوں کو زیر کاشت لانے اور ان سے مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کا کام ابھی ممکن نہیں ہوا۔ اس وقت زرعی تعلیم کی صورت حال یہ ہے کہ پورے ملک میں تین زرعی یونیورسٹیاں ہیں جن میں فیصل آباد' ٹنڈو جام اور پشاور شامل ہیں اس کے علاوہ گومل یونیورسٹی میں فیکلٹی کی سطح پر زرعی تعلیم کا انتظام ہے پنجاب میں بارانی زرعی کالج راولپنڈی ہے کوئٹہ اور سندھ میں بھی ابتدائی نوعت کے اوارے موجود ہیں اس کے علاوہ زرعی ٹریننگ انسٹیوٹ ہیں جو راولپنڈی سرگودھا رحیم یار خان سرکند کوئٹہ اور پشاور میں تربیتی سہولتیں مہیا کر رہے ہیں پاکستان کو زرعی تعلیم کے کس قسم کے اوارے اور درس گاہیں چاہیں اور زرعی تعلیم کے پھیلاؤ میں کیا دشواریاں حائل ہیں اس پر ماہرین تعلیم کو سنجیدگی سے غور کرنا ہو گا اس وقت فی ایکڑ پیداوار کی راہ میں صرف عمدہ بیج کھاد پانی کی عدم فراہمی ہی کافی نہیں بلکہ وہ ہنر وہ منصوبہ اور وہ سوچ بھی شامل ہونی چاہیئے جو بنجر علاقوں کو سر سبز و شاداب خطوں میں بدل دیتی ہے اور یہ سوچ صرف ریڈیو اور ٹی وی پر خشک اور بے ذوق زرعی پروگرام دیکھ کر حاصل نہیں ہوتی اور نہ ہی ادویات کے اشتہار سے کپاس کی بیماریاں اور وائرس پر قابو پایا جاسکتا ہے اس کے لئے مربوط اور مضبوط زرعی تعلیم کے اوارے چاہیں جہاں تحقیق اور تخلیق کے عمل زراعت کوفعال اور بہتر بنانے پر کام ہو جہاں جنگلات لائف سٹاک اور فشریز کے بارے سوچا جائے یہ امر خوش آئند ہے کہ پاکستان میں پہلی دفعہ جنوبی پنجاب میں ایسے زرعی اوارے کی منظوری دی گئی ہے جس سے ملتان ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور اسے ملحقہ کالجوں کے پچاس ہزار طلباء فائدہ اٹھائیں گے بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کا زرعی کالج ۱۷ اکتوبر ۱۹۸۸ء سے ا کیک جیسے اوارے کی منظوری سے قائم ہو چکا ہے اس کا ماسٹرپلان جو 8 کروڑ 78 لاکھ اور 89 ہزار روپے کی رقوم پر مشتمل ہے منظور ہو چکا ہے اس وقت طلباء و طالبات کی تعداد 160 ہے جبکہ ریگولر اساتذہ کی تعداد 8 اور وزٹنگ اساتذہ کی تعداد 15 ہے۔

یونیورسٹی زرعی کالج میں اس وقت ایک تدریسی بلاک تعمیر ہو چکا ہے جس پر 35 لاکھ روپے کے اخراجات ہوئے ہیں

اور جہاں اگرانومی اور سائیل سائنز کے شعبے قائم کیے گئے ہیں اور مزید شعبوں کی تدریس کے لئے کوششیں جاری ہیں اس کے علاوہ ایک ہوسٹل بھی تعمیر ہو چکا ہے اور جہاں طلباء کو رہائش مہیا کی جا رہی ہے اس پر بھی 65 لاکھ روپے کے اخراجات ہوئے ہیں ابھی ہوسٹل کا پہلا مرحلہ مکمل ہوا ہے مزید حصہ بعد میں مکمل کیا جائے گا۔

یونیورسٹی زرعی کالج نہ صرف بی۔ ایس۔ سی آنرز زراعت کی تعلیم و تدریس کا انتظام کرے گا بلکہ ایم ایس سی آنرز اور بعد میں پی ایچ ڈی کی سطح کی تعلیم کا بھی انتظام کرے گا کالج کے منصوبے کے مطابق بی۔ایس۔ سی آنرز زرعت کے چار سالہ کورس کے لئے پہلا داخلہ 89-1988ء میں کیا گیا اس کے بعد ہر سال 45 طلباء کو داخلہ دیا گیا اس وقت 160 طلباء و طلبات زیر تعلیم ہیں اور بی ایس سی آنرز کی ڈگری کے لئے دوسرا بیچ رواں سال یعنی 1994 میں فارغ التحصیل ہو جائے گا اور یہ نوجوان نہ صرف جنوبی پنجاب میں بلکہ پاکستان میں اپنی جدید ترین تعلیم اور مہارت سے زراعت اور اس کے وابستہ اداروں میں اپنا فعال کردار ادا کریں گے۔

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کے زرعی کالج کا گزشتہ چار سالوں کا اگر مجموعی جائزہ لیا جائے تو اس ادارے نے اپنے ماسٹر پلان کی روشنی میں اور طے شدہ باتوں میں موثر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے مختلف ادویات کی فرموں سے ملکر فیلڈ میں جاکر طلباء نے مختلف اجناس پر بیماریوں کے حملہ اور ادویات کے موثر استعمال سے ان کے خاتمہ پر تحقیق کی ہے اس کے علاوہ کالج کی تعمیر و ترقی لائبریری اور لیبارٹری کی جدید سہولت مہیا کی جارہی ہیں انشا اللہ وہ دن دور نہیں جب یہ کالج یونیورسٹی کی سطح کا ادارہ بن جائے گا۔

یونیورسٹی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کالج

جنوبی پنجاب کے عوام کی دیرینہ آرزوں' امنگوں اور ضرورتوں کی تکمیل اور خطے کے مادی معدنی وسائل کی

دریافت اور اس سے بہتر نتائج کے حصول کے لئے یونیورسٹی سطح کے اداروں کے قیام کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس کی جارہی تھی۔ لیکن یہ امر خوش آئندہ ہے کہ بالاخر اس علاقے میں انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کا کالج بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے زیر اہتمام قائم ہو گیا ہے یہ یونیورسٹی کا Constituent کالج ہو گا اور یہ کالج ملتان ڈیرہ غازی خان اور بہاول پور ڈویژن کے پچاس ہزار طلباء کو انجینئرنگ کی اعلیٰ تعلیم اور مہارت سے آگاہ کرے گا یہ تاریخ کا منفرد اور کامیاب سفر ہے کہ یہ خطہ جو ایک عرصہ سے اہل کمال کے دست ہنر کا شاہکار ہے جہاں خاندانوں اور خانوادوں کی سطح پر صنعتوں کے نادر ادارے موجود ہیں جن میں کاشیکری قالین بافی ظروف سازی اور دیگر علوم و فنون کسی نہ کسی شکل میں اپنے وجود کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔

اب انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کالج کے قیام سے ان قدیم علوم فنون کو نئی جہد اور نئی تحقیق اور نئی سوچ ملے گی۔ جو اچھے نتائج موصول ہونگے وہ اس خطہ میں تحقیق کے نئے راستے کشادہ کریں گے۔ انجینئرنگ کی تعلیم کے معنی بھی کچھ یہی ہیں کہ کسی چیز کو نئے ڈیزائن میں ڈھالنا اس کی منصوبہ بندی کرنا اور اسے کئی ضرورتوں کے مطابق ترتیب دینا ہے انجینئرنگ نام ہے اس تعلیم کا جو تعمیرات اور انکی نگہداشت سے متعلق ہے انجیرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کی تعلیم در اصل تکنیکی زاویوں میں نئے ادراک کا قیام ہے۔ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کالج کا دائرہ عمل بہاول پور ملتان اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے وسیع و عریض علاقوں تک پھیلا ہے ان میں تقریبا 80 کے قریب ڈگری سطح کے تعلیمی ادارے موجود ہیں اور جہاں تقریبا پچاس ہزار کے قریب طالب علم زیر تعلیم ہیں اس وسیع تعداد کے طلباء کے تابناک مستقبل کے لئے ضروری تھا کہ یہاں انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کی سطح کا کالج قائم کیا جائے اس کالج کے قیام سے اس خطے میں تابندہ مستقبل کے امکانات نمایاں ہوئے ہیں اور یہاں طالب علموں کو جدید تعلیم اور فنون سے جانکاری کا موقعہ ملے گا اور ان

اخراجات سے بھی نجات مل جائے گی جو انہیں دور دراز کے بڑے شہروں میں اٹھانے پڑتے تھے ۔

یونیورسٹی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کالج ملک کے نامور ادارے اکیک سے منظور شدہ ہے نیز اسے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اسلام آباد کی بھی خصوصی معاونت میسر ہے اس کالج میں سردست سول انجینئرنگ کی بی ایس سی کی کلاسیں شروع کی جارہی ہیں جن کے داخلے مکمل ہو چکے ہیں اس دفعہ کل 35 نشستیں مختص کی گئیں جن میں 30 نشستیں میرٹ پر تھیں اور 5 نشستوں کو سلف فنانسنگ کے تحت رکھا گیا ہے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی طرف سے ابتدائی اخراجات کے لئے 50 لاکھ روپے مہیا کیئے گئے اور اب اس رقم میں مزید 30 لاکھ روپے اضافہ کیا گیا ہے۔

انجینئرنگ کالج کمیٹی کے اجلاس 21 مئی 1992 میں اس نئے کالج کا نام یونیورسٹی کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی رکھا گیا اس اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ابتدائی طور پر انجینئرنگ کے تین بنیادی شعبہ جات یعنی سول انجینئرنگ الیکٹریکل انجینئرنگ اور کیمیکل انجینئرنگ کی کلاسیں جاری کی جائیں۔ اب حالیہ ترقی یافتہ صورت یہ ہے کہ کالج میں سول انجینئرنگ کے داخلے میرٹ کی بنیاد پر مکمل ہو چکے ہیں نئے اساتذہ کی تقرری کا عمل بھی مکمل ہو چکا ہے جدید آلات اور لیبارٹری کے سازوسامان کا اہتمام بھی کر لیا گیا ہے کلاس روم اور تدریس کا انتظام سردست انسٹی ٹیوٹ آف بیالوجی میں کیا گیا ہے لیکن کوشش یہ کی جارہی ہے کہ جلد سے جلد اس کالج کا اپنا کیمپس تعمیر کیا جائے اس اس سلسلے میں وفاقی حکومت سے خصوصی گرانٹ اور اس کالج کے لئے دو نئی بسوں کا مطالبہ کیا جارہا ہے تاکہ یہ کالج مستحکم بنیادوں پر اپنے تدریس امور نپٹا سکے

اس کالج کی پہلی تاریخ ساز کلاس کا افتتاح قومی اسمبلی کے سپیکر مخدوم سید یوسف رضا گیلانی نے 15 فروری کو کیا

یہ امر بھی قابل تحسین ہے کہ یونیورسٹی کے اساتذہ طلباء اور عملہ اور جناب پروفیسرڈاکٹر خواجہ امتیاز علی وائس چانسلر کی شب

و روز کاوشیں تاریخ کا سنہری باب ہیں۔ سائنس فیکلٹی کے ڈین پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق اختر نے اس کالج کے پراسپکٹس اور میرٹ پر داخلوں کو تیزی سے مکمل کیا ہے

ملتان میں ہینڈ لومز کی صنعت

روحانی اور عملی پس منظر کے علاوہ ملتان صدیوں سے ایک اہم تجارتی مرکز رہا ہے یہاں مشرقی ' افریقہ ' خلیج فارس کی ریاستیں اور وسط ایشیاء کے تاجروں کے قافلے کی صورت آتے اور یہاں ہاتھ سے تیار کی ہوئی اشیاء خریدتے اور اپنے ممالک میں لے جاتے۔ دریائے راوی اور دریائے چناب اس شہر کی تجارت تجارت اور مواصلات کے اہم ذریعہ تھے۔ چنانچہ ارض ملتان کو قرن ہا قرن سے انسانی تمدن کے حامل قدیم ترین شہروں اور خطوں پر فوقیت حاصل رہی ہے۔ ملتان کے کاخ و کوہ قدیم اسلوب تعمیر کی حامل عمارتوں فصیلوں' خانقاہوں مسجدوں اور بالخصوص قلعہ کہنا کی تہوں کے نیچے صدیوں اور قرنوں سے ایسی تہذیبی چنگاریاں سلگ رہی ہیں جو آتش رفتہ کا سراغ دیتی ہیں۔

یہاں کے اہل کمال کے دست ہنر سے کاشیگری نقاشی' خطاطی' جلد سازی سازی' طب و حکمت قالین بانی ' پارچہ بانی ' ظروف سازی موسیقی اور دیگر فنون لطیفہ و مفیدہ کے ایسے نادر شاہکار موجود ہیں جو ملتان کی صدیوں پرانی تہذیب اور یہاں کے اہل ہنر کے ادراک کمال اور تشکیل جمال کا اظہار ہیں۔

ملتان کی قدیم صنعتوں کا جائزہ لینے سے قبل یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ملتان کو ایک تجارتی شہر کی حیثیت سے دیکھا جائے۔ تو ملتان ایکسپورٹ کی دنیا میں ایک معروف نام کے طور پر ابھرا ہے۔ یہاں چیمبر آف کامرس کے ادارے اور ڈرائی پورٹ جیسے دفاتر قائم ہو چکے ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ ملتان تجارتی میدان میں آگے بڑھ رہا ہے اسی تجارتی تناظر میں یہاں کی زراعت ' صنعت' تجارت اور دستکاریاں اس معیار کی ہیں کہ پاکستان ہر سال کثیر مقدار میں زر مبادلہ

حاصل کرتا ہے یہاں کی زرعی اجناس جس میں کپاس گندم نقد آور فصلیں شامل ہیں اثمار و اشجار میں آم کنو' کھجور بھی زرمبادلہ کے حصول میں نمایاں ہیں

عہد جدید کے ماہر معیشت ملتان کو کپاس کا گھر کہتے ہیں یہ شرف اسے صدیوں سے نصیب ہے ملتان ۵ ہزار برسوں سے مسلسل آباد شہر ہے جس تہذیب موہنجوداڑو ہڑپہ' ٹیکسلا کی ہم عصر ہے اور ان قدیم تہذیبوں کے آثار سے یہ بات واضح ہے جو برتن اور آثار ' مورتیاں اور دیگر نوادرات دریافت ہوئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ وادی سندھ کے آباد کار اپنے متمدن زراعت کار تھے وہ دیگر خوردنی اجناس کے ساتھ ساتھ مقامی کپاس کی اقسام بھی بہت مہارت سے کاشت کرتے تھے چونکہ اس خطہ کی زمین اور آب وہ ہوا دنیا کے نیم گرم مرطوب خطوں میں شمار ہوتی ہے جو کپاس کی کاشت کے لئے بہترین تصور کی جاتی ہیں تحقیقات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ وادی سندھ کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ وہ زمانہ قدیم سے ایشیائی کپاس کی کاشت کا مرکز رہا ہے قیام پاکستان سے قبل دریائے سندھ کے میدانوں میں صرف دیسی کپاس کاشت ہوتی تھی مگر جوں جوں حالات بدلے اور زرعی منڈیوں میں امریکن کپاس کی مانگ میں اضافہ ہوا تو انیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں سب سے پہلے پہلے پنجاب کے اضلاع جن میں ملتان سر فہرست ہے یہاں امریکن کپاس کاشت کی گئی جس کا نتیجہ میں آج پاکستان میں اگر 97 لاکھ گانٹھیں کپاس پیدا ہو رہی ہے تو اس میں نصف سے زیادہ ملتان کی پیداوار ہوتی ہے ملتان کی کپاس دوسرے کے اضلاع کے مقابلے میں اس اعتبار سے بھی بہتر ہے کہ عالمی منڈی میں اس کے نرخوں میں ایک امتیازی فرق ہوتا ہے۔ کپاس اس وقت زر مبادلہ کا قریبا چالیس پنتالیس فیصد مہیا کرتا ہے۔

پورے ملک کی کپاس کی پیداوار اس وقت 97 لاکھ گانٹھیں تو جس میں ملتان ڈویژن کی پیداوار 32 لاکھ سے بھی زیادہ گانٹھیں ہیں جو پورے ملک کی ایک تہائی سے زیادہ پیداوار ہے صرف ملتان کے ایک ضلع وہاڑی کی مثال میں تو حیرت

ہوتی ہے کہ یہاں کی کپاس کی پیداوار 13 لاکھ گانٹھیں ہیں جبکہ پورے سندھ کی کپاس کی پیداوار 11 لاکھ 20 ہزار گانٹھیں ہیں یہی وجہ ہے کہ ملتان میں پارچہ بافی کی صنعت کو فروغ حاصل ہوا ہے اور اس میں ہینڈ لومز کی صنعت بھی شامل ہے۔

ہینڈ لومز کی صنعت اس اعتبار سے بھی ترقی کر رہی ہے۔ کہ اس پر کوئی کوٹہ مقرر نہیں جبکہ ٹیکسٹائل کی صنعت کو کوٹہ مقرر ہے جب ہینڈ لومز کی صنعت کا مقابلہ کسی دیگر ممالک کے ساتھ کرتے ہیں تو پاکستان کی ہینڈ لومز کی صنعت جس کا بڑا حصہ ملتان ہے ہمیں نمایاں نظر آتی ہے اگرچہ ہمارے ہمسایہ ملک بھارت اپنی پیش رفت دکھا رہا ہے لیکن معیار او مقدار کے اعتبار سے پاکستان کی صنعت کا مقابلہ ممکن نہیں

ملتان برصغیر کا وہ واحد شہر ہے جہاں دستکاریوں کو بڑا عروج رہا ہے اور یہاں ہاتھ کے کام کو بڑی اہمیت دی جاتی رہی ہے تاریخ شاہد ہے جب ملتان سندھ کا صدر مقام تھا تو اجرک یہیں سے تیار ہوتی تھی اور اسے ہینڈ لومز پر تیار کیا جاتا تھا اس طرح Fabric Product اور ریشمی پارچہ جات تیار کیئے جاتے رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ Industry Hand Looms اس علاقے یہ پہچان رہی ہے اس پہچان کے پیچھے یہاں کی کوالٹی اور ڈیزائن ہے جو پوری دنیا میں جانا پہچانا جاتا ہے ہینڈ لومز کی مصنوعات کے روایتی ڈیزائن میں مزید وسعت اور ترقی دینے میں New Lustrous اور Gay Colours کو بھی متعارف کرایا گیا ہے ہینڈ لومز کی مصنوعات جن میں قالین کمبل اور ساڑھیاں بھی شامل ہیں یہ مصنوعات ملتان کے قدیم کلچر اور تہذیب کی عکاسی کرتی ہیں اور اس امر کا اشارہ کرتی ہیں کہ یہاں کی تہذیب مفاہمت اور رواداری کے کن سچے جذبوں پر استوار ہوئی ہے بعض دستکاریوں کا تعلق وسط ایشیاء کی پرانی تہذیبوں کی درخشندگی کا اظہار ہے جن میں قالین کے وہ ڈیزائن بھی شامل ہیں جنہیں کرمان کاشان کازق' کیوبا' سمرقند' شیروان' تبریز اور بخارا کے ناموں سے منسوب کیا گیا ہے یہ دستکاریاں عہد در عہد ہماری تہذیب کا حصہ رہی ہیں اور اس میں ملتان کے اہل ہنر کا کمال پوشیدہ

ہے

یہ امر بھی دلچسپی کا باعث ہے کہ کپاس کھیتوں سے جننگ فیکٹری میں جاتی ہے اور روئی کی شکل اختیار کر جاتی ہے پھر اس روئی کو سپننگ ملز میں دھاگہ کر شکل دی جاتی ہے جسے عام فہم زبان میں سوت کہا جاتا ہے اس کے بعد اس سوت یا دھاگہ کو ہنر مند ہاتھ سے کپڑے کی شکل دیتے ہیں اور ان میں حسن پیدا کرنے کے لئے رنگ صفائی شامل کرتے ہیں یہ ہنر نسل در نسل منتقل ہو رہا ہے اسی دھاگہ کو ہنر مند ہاتھ تانہ بانہ کے ساتھ کھیس ' دریاں' پردہ کلاتھ اور دیگر پارچہ جات بنتے ہیں۔

کسی بھی ہینڈ لومز کے کسی یونٹ میں داخل ہو جائیں تو بچوں سے لیکر بڑوں تک اور بزرگ خواتین ہینڈ لومز پر کام کرتے ہوئے نظر آئی ہیں۔ جس ہنر مندی اور اور سلیقہ کا تاثر پیش کرتے ہیں وہ دلچسپی سے خالی نہیں ہوتا۔

ملتان کے کھیس فرشی دریاں بستر کی چادریں تولیے بیڈ شیٹ پردہ کلاتھ صوفہ کلاتھ تکیے زنانہ و مردانہ سوٹنگ مثالیں یورپ اور دیگر ممالک میں بڑی تیزی سے مقبول ہو رہے ہیں اس کی قیمت مین کی کوالٹی میں اعلیٰ معیار اور اس میں کاٹن کا استعمال جو کہ طبی نقطہ نظر سے مفید ہے اسے پسندیدگی حاصل ہے۔

ملتان کی ہینڈ لومز کی صنعت اگرچہ بہت پرانی ہے لیکن اس حال میں جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ اس وجہ سے اس وقت پورے شہر میں 6 ہزار کی تعداد میں ہینڈ لومز موجود ہیں ان کے 500 یونٹ موجود ہیں اور جن سے تقریباً ایک لاکھ کے قریب خاندان وابستہ ہیں ملتان کی اس صنعت کو یہ بھی اہمیت حاصل ہے کہ اس کی کلر سکیم سائز ڈیزائن انتہائی معیاری ہوتے ہیں اور رنگ بڑے پختہ اور انمٹ ہوتے ہیں لیکن اس قدر معیاری صنعت کو بین الاقوامی مارکیٹ میں وہ پزیرائی حاصل نہیں ہو رہی جس کی وجہ سے پاکستان زرمبادلہ کے حصول میں مزید کوشاں ہے۔

انسٹیٹوٹ آف بلیو پاٹری

ملتان میں اسٹیوٹ آف پاٹری کا قیام دراصل ملتان کے ان علوم و فنون کو باقاعدہ صنعتی شکل دینے اور اس سے وابستہ خاندانوں کو روزگار کا تحفظ فراہم کرنے کا عملی اقدام ہے۔ یہاں Glozed Tiles برتن ڈیکوریشن اور ملتان کی روغنی مٹی سے اشیاء کو پختگی سے تیار کرنے کا کام عمدگی سے کیا جاتا ہے۔

کاشی گری

ملتان کا قدیم فن ہے کاشی کی اینٹیں اتنی مقبول ہیں کہ آج بھی مساجد و مقابر کے علاوہ گھروں کے صدر دروازے پر لگائی جاتی ہیں اس طرح نقش کاری بھی ملتان کا صدیوں پرانا ہنر ہے اس سے درودیوار پر خوبصورت نقوش بنائے جاتے ہیں اس طرح دیگر ہنروں میں قالین بانی پارچہ بانی مینا کاری کاج کاری چوب کاری معماری تیر کمان سازی اسلحہ سازی شامل ہیں انہیں فنون کی بدولت ملتان کو بڑی کشش حاصل رہی ہے

ٹائل ورکس ملتان کا عظیم کارنامہ

جو لوگ مغرب کی ایجادات اور چمکتی تہذیب سے مرعوب رہتے ہیں انہیں اس امر سے بھی آگاہ رہنا چاہئے کہ خود مغرب با وجود تمام تر تعصب کے مسلمانوں کے عظیم علمی فکری ' تعمیری کاموں کا معترف اور مداح ہے انہی کارناموں میں مسلمانوں کا فن تعمیر اس معیار اور وقار کا رہا ہے کہ آج بھی یورپ امریکہ اور مغربی دنیا کے بڑے فن تعمیر کے ماہرین ان عمارات کا مطالعاتی دورہ کرتے ہیں تو انہیں حیرت ہوتی ہے کہ آج سے ہزار سال پہلے مسلمان فلکیات ریاضی سائنس اور ٹیکنالوجی میں اس قدر مہارت رکھتے تھے اور خاص طور پر عمارات کی تعمیر میں زاویوں' عمودوں محرابوں میں جیومیٹری اور ٹیگومیٹری کی باریکیوں اور ان کی پیائش کے سکیلوں سے بخوبی آگاہ تھے انہی حضرات کو جب ملتان کی مساجد اور مقابر کی

نقش کاری سے آگاہ کیا جاتا ہے تو وہ ورطہ حیرت میں ڈوب جاتے ہیں۔

انھیں ملتان کی عمارات میں آرٹ کے وہ نمونے دکھائی دیتے ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں ان عمارات میں علم فزکس کی اصطلاح ایکو گونج محراب سے ابھرنے والی وہ آواز ہے جو چاروں سمت ایک ساتھ سفر کرتی ہے اور ہر طرف اس کی سماعت ہوتی ہے ملتان کی مصنوعات جنھیں فنون مفیدہ بھی کہتے ہیں جنھیں ملتان کے کاریگروں کا حسن مہارت یا ہاتھ کے کام کا نکھار کہتے ہیں ان میں حضرت شاہ رکن عالم کا وہ مقبرہ بھی شامل ہے جو اپنی طرز تعمیر کی وجہ سے پوری دنیا میں منفرد ہے اس پر مسلمانوں کے علم و ہنر کا جو حسن دکھائی دیتا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی اس مقبرہ کو 1983ء میں پرنس آغا کریم خان ایوارڈ برائے تعمیرات مل چکا ہے اس پر حکومت پاکستان کے محکمہ ڈاک ٹکٹ بھی جاری کر چکا ہے۔

ملتان کے معروف مصنف اور مورخ منشی عبد الرحمن خان کی تحقیق کے مطابق یہ مقبرہ ہشت پہلو ہے اس کے گولائی 58 فٹ اور سطح زمین بالائی نقطہ تک اونچائی 153 فٹ اس کا گنبد ایسی چابک دستی سے کامل قوس کا بنایا گیا ہے جسے دیکھ کر حیرانگی ہوتی ہے۔ اس عمارت پر خوش نما اور خوش رنگ روغنی اینٹوں کا انتہائی خوبصورتی سے کام کیا گیا ہے اس طرح حضرت شاہ شمس سبزواری کے مزار اقدس پر سبز رنگ کی روغنی اینٹوں کا استعمال کیا گیا ہے جس کی وجہ سے مزار انتہائی خوبصورت اور پر شکوہ نظر آتا ہے۔

اس کے علاوہ حضرت شاہ یوسف گردیز کے مزار پر بھی روغنی اینٹوں کا نہایت سلیقہ سے استعمال کیا گیا ہے یہ مزار جہاں خوبصورت ٹائل ورک کا شاہکار ہے وہاں اس کے ساتھ مسجد جیسے شیر شاہ سوری کے عہد میں تعمیر کردہ بیان کیا جاتا ہے وہاں مسلمانوں کی تہذیب کی دوسری خصوصیت چوب کاری کا کمال پایا جاتا ہے لکڑی کا استعمال اپنے تمام تر حسن و جمال کے ساتھ موجود ہے۔

حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی کا مزار بھی اپنے تعمیر کا ایک الگ انداز ہے ان عمارات میں روغنی اینٹوں کا استعمال اس وجہ سے بھی نکھر کر سامنے آتا ہے اس میں گہرا نیلا رنگ سفید اور فیروزی رنگوں کا امزاج اسے آفاقی رنگ دیتا ہے اور اسے وسعت اور پھیلاو کا مقام بخشتا ہے ویسے بھی نیلا رنگ انسان دوستی کا مظہر ہے اور خاص طور پر اہل ملتان کی وضعداری اور خلوص کا عکاس بھی ٹائل ورک کا دوسرا نمونہ حضرت حافظ عبید اللہ ملتانی کا مزار ہے مسجد خدکہ بھی اس نقش کاری کے اوصاف سے مرصع ہے تاریخ شاہد ہے کہ شاہ جہاں کے عہد میں تعمیر ہونے والی شاہ جہانی مسجد ٹھٹھہ کے لئے ملتان سے روغنی اینٹیں منگوائی گئیں۔ وسط ایشیاء کے ممالک سمرقند و بخارا کی بیشتر عمارات آج بھی ان روغنی اینٹوں کی وجہ سے عالمی شہرت رکھتی ہیں ان ممالک میں جن حضرات نے دورہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ وہاں ملتان کے صناعوں اور کاریگروں کا کیا کردار ہے ۔ تاشقند میں ملتانی سرائے آج بھی موجود ہے۔ جو اس عہد کے کاریگروں کی یہاں آمد کو ظاہر کرتی ہے اور ان کی اس خوبی سے آگاہ کرتی ہے جو انہوں نے محنت ریاضت سے ان عمارتوں کو خون جگر سے تعمیر کیا ہے ان پر خلوص مسلمانوں کا سوز جگران عمارتوں سے جھلکتا نظر آتا ہے ملتان کی تاریخی مسجد جسے عید گاہ کہتے ہیں اس کی تعمیر میں اس ٹائل ورک کا نکھار اور اس پر خطاطی کے نادر نمونے اور آیات قرآنی کی خوبصورتی ایسی ہے کہ سیاح سنگ و خشت کے شاہکار کے پیچھے عظیم ہنر مندوں کی فنی عظمت پر گھنٹوں سوچتے ہیں اور مسلم تہذیب کی ایجادات جو لطافت اور حسن کا مرکب ہیں بڑی دیر تک غور کرتے ہیں اور انہیں ان عمارات میں جہاں حسن تازگی کا تصور ملتا ہے وہاں انہیں اس باریکی کا بھی احساس ہوتا ہے کہ ملتان ایک گرم صحرا ہے یہاں نیلے رنگ کا استعمال آنکھوں کو بھلا اور خوش گوار تاثر دیتا ہے اور بلندی اور رفس کا امین بھی ہے مسجد وزیر خان لاہور میں مسجد بھونگ صادق آباد میں اور اوچ شریف کے مزارات روغنی اینٹوں اور خطاطی کی بہترین مثال ہیں۔ اوچ شریف کو مسلم تہذیب کا برصغیر میں باب اول بھی کہتے ہیں اور سلسلہ ساداوت کے موسس

اعلی حضرت جلال الدین سرخ بخاری کا مزار اسلام کی حقانیت کا عظیم علمبردار ہے اس کی طرز تعمیر چوب کاری کا اعلی نمونہ ہے اور ملحقہ مسجد جسے نواب بہاولپور نے تعمیر کرایا۔ روغنی اینٹوں اور خطاطی کے اعلی نمونوں کی شاہکار ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ٹائل ورک کہاں سے آیا۔ کچھ مورخین اور محققین کا خیال ہے اس کا آغاز اس وقت ہوا جب برصغیر میں 712 عیسوی میں محمد بن قاسم نے قدم رکھا اوران کے ساتھ عرب کاری گر آئے کچھ کا خیال ہے کہ ۱۲۲ عیسوی میں چنگیز خان کے دور میں اس کی ابتدا ہوئی کچھ کا خیال ہے کہ ایران کے شہر کاشاں سے کاریگر آئے جن کی وجہ سے کاشی گری کی بنیاد پڑی۔ کچھ محققین کا یہ خیال ہے کہ یہ علم یہ ہنر پہلے چین میں ہوا جس کی وجہ سے چینی برتن مشہور ہوئے یہ علم چین سے ایران اور ایران سے برصغیر میں داخل ہوا اس کے آغاز کے بارے تاریخ خواہ کچھ ہو مگر یہ حقیقت ضرور ہے کہ اس فن کو عروج بخشنے اور اسے نقطہ کمال تک پہنچانے میں ملتان نے اہم کردار ادا کیا ہے مگر المیہ یہ ہے کہ اس فن کے وارث دن بدن مٹتے جارہے ہیں یہ علم چند خاندانوں تک محدود رہا اگرچہ اس کا پھیلاؤ ملتان سے کاشان ' کاشان سے سمرقند بخارا ' چین کے شہر کاشغر تک رہا ہے مگر اس تمام کمال و عروج کے باوجود اس فن پر کوئی قابل قدر صنعت قائم نہیں ہو سکی۔ جو ایک آدھ صنعت موجود ہے پر Cost of Production اس قدر ہے کہ یہ مارکیٹ میں تعمیرات کے لئے عام نہیں ہو سکا ٹائل ورک اور بلیو پاٹری(Blue pottery) کو محفوظ کرنے کے لئے اگرچہ ملتان (Institute of blue Patry) موجود ہے مگر ملتان ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور ڈویژن میں مسلم ثقافت اور تہذیب کے ان نادر اوراق کو اس اسلامی ورثہ کو محفوظ کرنے اور اس کے مزید تزئین و آرائش نقش کاری کے لئے اس نوعیت کے کئی ادارے ہونے چاہئیں تاکہ مصنوعات زیادہ تعداد میں کم لاگت پر تیار ہوں اور ایک عام آدمی کی رسائی تک پہنچ سکیں ۔

ٹائل ورک جہاں کہیں بھی اس وقت موجود ہے اس کی حفاظت ایک قومی فریضہ ہے اس لئے حکومت کی ذمہ

داری ہے کہ وہ ٹائل ورک کی حفاظت کے لئے موثر اقدامات اٹھائے خاص طور پر ملتان اور بہاول پور کے اوچ شریف کے مزارات اور ڈیرہ غازی خان کے گردونواح کے تاریخی مقامات ہماری قومی توجہ چاہتے ہیں۔ ٹیلی ویژن کے اوارے کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ان تاریخی اور اسلامی تہذیب کے نادر نمونوں کو اپنی دستاویزی فلموں میں محفوظ کر لے اور نئی نسل کو ان کی میراث سے آگاہ کرے

ریڈیو پاکستان ملتان

قیام پاکستان کے بعد ملتان کی ترقی میں جو اضافہ ہوا اس میں ریڈیو پاکستان کا قیام بھی شامل ہے اس علاقے کے دانشور شاعر' ادیب' کاشتکار اور علم و ہند کے ماہرین ایک عرصہ سے مطالبہ کر رہے تھے کہ اس وسیع و عریض علاقے میں ریڈیو کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ اس خطے کی ضرورتوں اور اہمیتوں کو اجاگر کیا جا سکے نیز اس خطہ کے تمدنی معاشی معاشرتی اور تہذیبی مسائل کی بہتر طور پر نشان دہی ہو سکے نیز یہ خطہ جو کئی اعتبار سے پسماندہ دور افتادہ رہا ہے اس دیگر خطوں کے برابر لایا جا سکے تاکہ یہ بھی وطن عزیز کی ضرورتوں کو پورا کر سکے چنانچہ ریڈیو سٹیشن انہی امنگوں آرزوں کو شرف قبولیت دینے کا عملی اقدام تھا۔

اس ریڈیو کا وسعت علاقہ 31400 مربع میل ہے اس طرح تقریبا پورے ملک کی 14x آبادی تک اس کی نشریات پہنچتی ہیں سروست 120 کلو واٹ میڈیم ویو اس کی ٹرانسمیشن ہیں ملتان ریڈیو سے اردو کی نشریات 60 فیصد باقی 40 فیصد سرائیکی اور پنجابی میں ہوتی ہیں اس ریڈیو سٹیشن کا افتتاح وزیر اطلاعات و نشریات نوابزادہ جنرل شیر علی خان نے 1970 میں کیا تھا۔

ریڈیو پاکستان ملتان نے اپنے قیام سے لیکر اب تک زراعت کے فروغ (خاص طور پر گندم کپاس کی پیداوار بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے اس کے علاوہ تعلیم معلومات اور تفریح کے ساتھ ساتھ اس نے سماجی معاشی اور معاشرتی اور تہذیبی ثقافتی زندگی میں تبدیلی لانے میں بڑا ہی فعال کردار ادا کیا ہے خاص طور پر الیکشن کے دنوں میں اس کا کردار جمہوری اقدار کا فروغ عوامی سوچ میں پختگی پیدا کرنے میں انتہائی اہم ہوتا ہے

جناب عبدالمجید خان کی رائے کے مطابق (ضمیمہ شامل ہے)

الیکشن 1993 میں ریڈیو سامعین کی ایک کثیر تعداد تقریبا 76.5 فیصد نے ریڈیو پاکستان سے نشر ہونے والے خصوصی پروگرام سننے ان پروگراموں کی سماعت شہری علاقے میں 72.14 فیصد اور دیہی علاقے میں 76.79 فیصد تھی جو کہ شہر کے مقابلے میں دیہات میں سماعت کی شرح زیادہ ہے

بعض ناگہانی حالات میں جن میں سیلاب 'بیماری اور جنگ جیسے مسائل شامل ہیں ۔ عوام میں اعتماد 'قوت اور جرات پیدا کرتا ہے ۔ ریڈیو پاکستان ملتان کی مجموعی کارکردگی اس اعتبار سے خوش آئند ہے کہ اس نے جنوبی پنجاب کے دور آفتادہ علاقوں میں تمدنی ضرورتوں اور وقتی تقاضوں کو اجاگر کیا ہے اور دیہی عوام کے معیار زندگی سوچ اور فکر میں تبدیلی پیدا کی ہے

تاریخ ساز شخصیات

ملتان اس اعتبار سے خوش نصیب خطہ ہے کہ اسے عہد ساز اور تاریخ ساز شخصیات وافر مقدار میں ملی ہیں محمد بن قاسم سے لیکر حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی شاہ رکن عالم حضرت شاہ یوسف گردیز۔ حضرت شاہ شمس سبزواری حضرت موسی پاک شہید۔ حضرت حافظ محمد جمال ایسی روحانی ہستیاں تھیں۔ جنہوں نے ملتان کو مرکز روحانیت بنادیا۔ انگریزی عہد میں سید مراد شاہ گردیزی سید حسن بخش گردیزی۔ مخدوم حسن بخش قریشی۔ خان بہادر نواب سر مرید حسین قریشی۔ نواب ریاض حسین قریشی شیخ عاشق حسین قریشی شیخ احمد کبیر قریشی۔ مخدوم سجاد حسین قریشی۔ پیر خورشید احمد قرشی۔ مخدوم صدر الدین شاہ گیلانی محمد رضا شاہ گیلانی سید راجن بخش شاہ سید غلام مصطفیٰ شاہ گیلانی سید علمدار حسین شاہ سید رحمت حسین شاہ سید فیض مصطفیٰ شاہ ملتان کی تعلیمی سیاسی سرگرمیوں کے محور تھے۔ انہی سے ملتان کی اہمیت اور انہی سے ملتان اپنے تشخص کا اظہار کرتا رہا ہے۔ علم و حکمت اور طب ملتان کے وہ فنون و علوم رہے ہیں جن کی وجہ سے ملتان کو بڑی اہمیت ملی حکیم شاہ بخش

ایک ایسے طبیب تھے جو دیسی ادویات اور اور طب سے مریضوں کا علاج کرتے اور اسے وہ شہرت بخشی کہ لوگ طب مشرق کے گرویدہ ہو گئے آپ کا طب محلہ قدیر آباد میں تھا۔ آپ کا کا خاندان سیالکوٹ کا رہنے والا تھا اور ایک دو پشت پہلے ہی ملتان میں آباد ہوا۔

شیخ محمد مرید اکبر انصاری

آپ انصاری خاندان کی اصل شاخ سے تعلق رکھتے ہیں ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے آپ میانوالی جیل میں سپر نٹنڈنٹ تھے غازی علم الدین شہید لاہوری نے جس گستاخ رسول راج پال کو کیفر کردار پہنچایا اور جب میانوالی جیل میں غازی علم الدین شہید کو پھانسی دی گئی آپ نے اپنی جیب سے کفن دفن کا انتظام کیا باقاعدہ نماز جنازہ پڑھا کر جیل کے قبرستان میں دفن کرایا جہاں سے بعد میں نعش کو نکال کر ورثا کے حوالے کیا گیا۔ نواب مشتاق احمد خان گورمانی سابق گورنر مغربی پاکستان خطہ ملتان کی نامور شخصیت تھیں اگرچہ آپکا تعلق ٹمنہ گورمانی سے تھا مگر ان کا زیادہ تعلق ملتان سے ہی رہا آپ نے اپنے علم اور حلم سے نواب بہاولپور کے وزیر اعظم رہے اور متحدہ ہندوستان میں ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر فائز رہے ان کے داماد بریگیڈیر غضنفر علی کی رہائش ملتان چھاونی میں ہے آپ بھی زراعت کے صوبائی وزیر رہ چکے ہیں اور گورمانی فاونڈیشن کے چیرمین اور زراعت کی کئی تنظیموں اور کاٹن اسٹیوٹ ملتان کے رکن ہیں نواب مشتاق احمد گورمانی کی نادر نایاب کتب جن کی تعداد تقریبا ۸ ہزار ہے جناب غضنفر علی اس بات کا اہتمام کر رہے ہیں کہ ان کتب کو بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کو پیش کریں تاکہ یہ کتابیں ریسرچ سکالر کے لئے ایک مستند حوالہ بن سکیں ۔

اسی طرح ملتان کی نامور شخصیات میں شیخ محمد بشیر انصاری عبدالقادر خان بادوزئی عطا محمد خان بلے زئی شیخ کرم حسین شیخ علاء الدین ارشد انصاری رائے زادہ تیرتھ رام لالہ ہرمانند لالہ کرم نرائن لالہ و شنو بھگوان جیسی ہستیاں ملتان کے

ماتھے کا حسن تھیں علاوہ ازین اسد ملتانی اردو فارسی اور صحافت کی ایک یادگار زمانہ شخصیت تھے علامہ عتیق فکری ملتان کے مورخ تھے۔ حال میں موجودہ شخصیات میں پروفیسرڈاکٹر الطاف علی قریشی جو زکریا یونیورسٹی کے دوسرے وائس چانسلر رہے ہیں آپ کا تعلق اندرون شہرپاک گیٹ سے تھا پیر ابراہیم قریشی ملتان کی ایک بزرگ ہستی تھیں جنھوں نے برصغیر میں آبپاشی کے نظام کو مربوط کیا۔ آپ ڈاکٹر الطاف علی قریشی کے سسر تھے جن کا انتقال تین چار سال پہلے ملتان میں مظفر آباد کے مقام پر ہوا آپ نے ائین سٹائن سے ملاقات کی اور آبپاشی کے موضوع پر تحقیق کی ملک خدا بخش سابق وفاقی مشیر برائے خوراک و زراعت سابق صوبائی وزیر تعلیم مغربی پاکستان کا تعلق بھی ملتان سے ہے آپ موضع بچ خسرو آباد ملتان کے رہنے والے ہیں نواب صادق حسین قریشی سابق گورنر پنجاب صاحبزادہ فاروق علی خان سابق سپیکر قومی اسمبلی فخر امام سابق وزیر تعلیم و سپیکر قومی اسمبلی سید یوسف رضا سپیکر قومی اسمبلی گل ٹیکس کے مالک گل محمد خاں ترین آر ٹیکس کے محمد قاسم شاہ میاں عارف سید حامد رضا گیلانی سینٹر ہیں اور پارلیمانی سیاست کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں سابق سفیر ہیں اور مرکزی وزیر بھی رہے ہیں

جاوید ہاشمی پنجاب یونیورسٹی ایمرسن کالج ملتان کی طلبا سیاست سے قومی سیاست میں داخل ہوئے وفاقی وزیر رہے ہیں اور اب لاہور سے قومی اسمبلی کے رکن ہیں ویسے ان کا حلقہ نیابت مخدوم رشید جہانیاں منڈی اور بدھلہ سنت ہے شاہ محمود حسین قریشی مخدوم سجاد حسین قریشی کے بیٹے ہیں قومی اسمبلی کے رکن ہیں اور زراعت کو ٹاسک فورس کمیٹی کے چیرمین ہیں ابھی سیاست میں نووارد ہیں لیکن قومی جذبہ اور عوام سے لگاؤ اور ان کے مسائل میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ پیر شجاعت حسین قریشی تلمبہ اور میاں چنوں کی سیاست تک محدود ہیں غلام حیدر وائیں ایک عام مسلم لیگی کارکن سے ہوتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب بنے اور اپنی بے خوف سیاست کی وجہ سے بدبختوں کی نظر ہو کر شہید ہو گئے ان کی ذات ایک عام کارکن کے لئے مشعل راہ رہے گی۔ خانیوال میں قمر زماں کمکہ اور میجر آفتاب ڈاہااور حسین جہانیاں گردیزی اور مختیار شاہ کا سکہ

جاری ہے شہری سیاست میں ملک صلاح الدین ڈوگر ایم پی اے بڑے فعال رہے ہیں مگر بیماری اور کارپوریشن کی مالی بدعنوانی کی وجہ سے عوام کی نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں اسحاق بچہ طاہر رشید حافظ محمد اقبال خان خاکوانی حاجی بوٹا ابھی سیاست میں تازہ دم ہیں جبکہ سعید قریشی اور علامہ حامد سعید کاظمی سیاست کی دنیا سے بہت دور چلے گئے ہیں

ابلاغ عام میں ملتان کے علمائے کرام کا کردار

ملتان جہاں اہل علم اور اہل قلم کا منفرد شہر ہے وہاں اس شہر میں بلند پایہ جید علماء کا ورود و مسعود بھی رہا ہے اور جن کی خطابت اور فن تقریر کی چاشنی لذت پر تاثیر تھی اور جن کے ابلاغ کو دنیا آج بھی تسلیم کرتی ہے

علامہ طالوت

حضرت اسد ملتانی کے بعد جس نے ملتان کی دینی اور ادبی حسیت کو متاثر کیا وہ علامہ طالوت تھے ان کا اصل نام عبدالرشید تخلص نسیم اخباری نام طالوت تھا بڑی وضع قطع کے انسان تھے اصل ان کا علاقہ چوٹی جمال ڈیرہ غازی خاں تھا مگر ملتان کو ایسا مسکن بنایا کہ ان کی قبر ولایت حسین کالج کے مشرقی حصہ میں قبرستان میں موجود ہے آپ شاعر تھے اور سیاسی نظمیں لکھتے تھے حق گوئی۔ بیباکی آپ کی شخصیت کا طرہ امتیاز تھا۔ آپ نے فرنگی آمریت کو للکارا اور ہمیشہ سرکاری ملازمت کی پرواہ کئے بغیر حق اور سچ کا ساتھ دیا ان کے کلام کا نمونہ پیش ہے۔

یہ خواجے یہ راجے یہ بیکار بندے
یہ لیڈر ٗیہ پلیڈر یہ کل ان کے دھندے
یہ قاضی ٗ یہ مفتی یہ واعظ یہ چندے
ہمارے پھنسانے کے ہیں سب دھندے

غریبوں کا دنیا میں اللہ والی

مخلص رہنما مولانا حامد علی خاں

مولانا حامد علی خان نے ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کے خلاف جس جوش و خروش سے تحریک چلائی اور اسے ملتان میں کامیاب کیا اور نظام مصطفیٰ کے پیغام کو جس ہمت سے آگے بڑھایا یہ انہی کے اوصاف تھے کہ لوگ انھیں ابلاغ کا بادشاہ اور ملتان کا بے تاج بادشاہ کہتے ہیں

چادر والی سرکار کا بھی حلقہ ارادت وسیع اور مریدین کی خاصی تعداد ہے تحریک آزادی کے بے مثال رہنماؤں میں امیر شریعت مولانا عطا اللہ شاہ بخاری بھی شامل ہیں جن کا مزار اقدس محلہ قدیر آباد کے باہر قبرستان ہیں کچی قبر کی صورت میں قائم ہیں بلا شبہ عظیم خطیب اور قرآت کے بادشاہ تھے۔ ابلاغ عام کی کوئی جامع تعریف ممکن ہے تو آپ اس کی عملی تفسیر تھے۔

منشی غلام حسن شہید اور خواجہ غلام فرید کا بھی نام آتا ہے جنھوں نے ملتان کی علمی اور سیاسی تہذیب حریت فکر کو پختہ کیا اور ملتان کو ایک ایسا خطہ بنایا جو آزادی کی تڑپ سے اور حریت فکر سے ہر آن زندہ اور زندہ رہے گا

مدرسہ انوار العلوم

مدرسہ انوار العلوم اور حضرت مولانا علامہ احمد سعید کاظمی صاحب لازم و ملزوم ہیں حضرت علامہ عالم باعمل تھے آپ کا مزار شاہی عید گاہ کے پہلو میں ایک نہایت خوبصورت مقبرہ قائم ہے آپ نے ملتان کو رشد و ہدایت اور حکام کو عقل سلیم کی تلقین کی

مدرسہ قاسم العلوم

ابلاغ عام میں جن علماء کرام نے بھر پور کردار ادا کیا ان میں مدرسہ قاسم العلوم کے مفتی محمود بھی تھے جو وزیر اعلی سرحد بھی رہے اور عالم باکمال اور سیاسی تدبر میں بے مثال تھے

مدرسہ خیرمدارس اور مولانا فخر محمد جالندھری

آپ کو لوگ خیر مجسم کہتے تھے آپ مدرسہ خیرالمدارس کے بانی اور حکمت و فراست کی نشانی تھے آپ نے جن علماء سے فیض پایا ان میں اشرف علی تھانوی علامہ شبیر احمد عثمانی مولانا ظفر احمد عثمانی مفتی محمد شفیع مفتی محمد حسن امرتسری اور مولانا احمد کاندھلوی شامل ہیں آج ملتان کی ڈویژن کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں قیام پاکستان سے لیکر اب تک پاکستان کی سیاست میں ملتان ۔ بہاولپور ۔ اور ڈیرہ غازیخان ڈویژن کا کردار انتہائی اہم نظر آتا ہے جنوبی پنجاب کے اس خطے نے بڑے ہی قدآور سیاستدان پیدا کئے جن کا اگرچہ ذکراوپر کے صفحات میں آچکا ہے مگر معدودے چند میں میاں مشتاق احمد گورمانی میاں ممتاز محمد خان دولتانہ سردار عبدالحمید خان دستی ملک غلام مصطفی کھر مخدوم زادہ سید حسن محمود بہاولپور عباسی خاندان مخدوم محمد سجاد حسین قریشی پیر ظہور حسین قریشی نواب صادق حسین قریشی سید فخر امام ۔ پیر بڈھن شاہ سید نو بہار شاہ قتال پور سردار شیر باز خاں مزاری نواب زادہ نصراللہ خان میر بلخ شیر مزاری سردار نصراللہ دریشک۔ مخدوم سید رضا شاہ گیلانی دیوان غلام عباس بخاری (جلال پور پیروالہ) رانا تاج احمد نون ۔ مخدوم علمدار حسین گیلانی مخدوم حامد رضا گیلانی سید یوسف رضا گیلانی چوہدری عبدالرحمن وابلہ میاں غلام حیدر وائیں اور سردار فاروق احمد خان اور ذوالفقار خان کھوسہ ڈاکٹر نذیر احمد شہید ایسی ہستیاں ہیں جنہوں نے سیاست کے نئے اسلوب اور معنی مرتب کئے ہیں ملتان کی سیاسی شخصیات میں غلام قاسم خاں خاکوانی شیخ رشید احمد نے سیاست کی نئی ترجیحات مرتب کیں۔ ملتان شہر سے بڑے بڑے خاندان جن میں قریشی گیلانی پیش پیش رہتے تھے ان کا شہر کی سیاست عمل دخل ختم ہو کر رہ گیا ہے وہ ضلع کی سطح پر تو موثر ہیں مگر شہر پر متوسط

اور عام سطح کے لوگوں کا اثر و رسوخ ہے گویا ملتان کے ابلاغ نے اس بات کو باور کرایا ہے کہ سیاست کو محض گھر کی لونڈی بنا کر نہیں رکھا جا سکتا اب جو عوام کی خدمت کرے گا وہی آگے بڑھے گا خاندان یا گروپ اس کی کامیاب اس کی کامیاب کی ضمانت نہیں

ملتان کا تعلیمی افق

جدید اداروں اور درس گاہوں کی صورت میں

ملتان پبلک سکول

ملتان میں ایک عرصہ سے والدین کی سطح پر مطالبہ تھا کہ ملتان میں بھی ایچی سن کالج لاہور اور صادق پبلک سکول بہاول پور کی سطح کا کوئی پبلک سکول قائم کیا جائے بہر حال کمشنر ملتان ڈویژن جناب فرید الدین احمد نے بڑی دل سوزی سے اور محنت سے اس کام کا آغاز کیا مخیر حضرات کی توجہ اس امر کی طرف دلائی اور بہت جلد یہ سکول 1985 سے بوسن روڈ سے ملحقہ سڑک جو بالآخر متی تل روڈ سے بھی مل جاتی ہے اس سکول کا تدریسی بلاک قائم کیا گیا یہ سکول ایک طرف زکریا یونیورسٹی کی حدود کے قریب ہے اور دوسری طرف شہر کے جدید ترین رہائشی کالونیوں کے وسط میں ہے یہ سکول اپنے وسیع و عریض میدانوں خوبصورت عمارتوں اور عالیشان مسجد کی وجہ سے اور شہر کی تمام تر کثافتوں سے پاک اور نہایت ہی ارفعی ماحول میں قائم ہے اس کے پہلے پرنسپل جناب کرنل سلیمی تھے اور اب موجودہ پرنسپل الیاس صاحب ہیں اس اسکول کے نتائج حوصلہ افزاء اور تعلیمی پیش رفت قابل تعریف ہے۔

لاسال ہائی سکول

جسے اب ایف ایس سی کی سطح کا کالج بھی بنا دیا گیا ہے۔

ملتان کا لاسال ہائی سکول جسے اب انٹرمیڈیٹ کی سطح پر تدریس کا انتظام بھی کر لیا گیا ہے اس اعتبار سے منفرد ہے کہ گذشتہ تیس پینتیس سالوں سے یہ ادارہ ملتان کے تعلیمی اداروں میں اپنے تعلیمی افق پر درخشاں رہا ہے اس نے اس عرصہ میں معیاری تعلیم اچھے نتائج اور اچھی سوچ کو پروان چڑھایا ہے۔

ملتان اور لاسال سکول ایک الگ تاریخ ہیں اور دونوں کے درمیان یگانگت اور محبت مثالی ہے لاسال سکول سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء نے ملک کے تمام ترین کلیدی عہدوں پر اپنی علمی فوقیت ثابت کی ہے اس کے علاوہ تجارت اور دیگر مفید شعبوں میں اپنی مثالی کارکردگی سے ادارے کے کام اور نام کو روشن کیا ہے ۔ لاسال سکول کو اگرچہ ہر عہد میں اچھے اساتذہ اور پرنسپل میسر رہے ہیں مگر موجودہ پرنسپل ریورنڈ براور لارنس مینول ایک علم دوست اچھے منتظم اور مثالی استاد ہیں۔ آپ اس سے پہلے فیصل آباد میں لاسال سکول میں پرنسپل رہے ہیں سارک ممالک میں سے سری لنکا سے آپ کا تعلق ہے لیکن ایک طویل عرصہ ملتان فیصل آباد میں رہنے کی وجہ سے آپ اردو پر بھی عبور رکھتے ہیں اگرچہ سری لنکا کی زبانیں تامل سنہالی آپکی مادری زبانیں ہیں مگر اس کے علاوہ انگریزی اور فرانسیسی زبان بھی آپ جانتے ہیں آپ کے عہد میں سکول نے شاندار کامیابی حاصل کی ہے طلباء کے داخلوں میں اضافہ کیا گیا ہے جونیئر سکول میں کلاس ون سے داخلوں کا اجرا کیا گیا ہے۔ اس کے انتظام کے لئے الگ ایک نامور ماہر تعلیم محترمہ مسز راشدہ شمشاد علی صاحبہ کی تقرری کی گئی ہے جو تدریس کا وسیع تجربہ رکھتی ہیں۔ علاوہ ازیں سکول میں سائنس بلاک لیبارٹریز میں جدید آلات کی فراہمی اور کمپیوٹر نظام کا موثر انتظام کیا گیا ہے۔ آڈیو ویژن کا انتظام بھی سکول کے تعلیمی ترقی میں ایک شاندار اضافہ ہے غیر نصابی سرگرمیوں میں کھیلوں کے شعبہ کو مزید وسعت دی گئی ہے اس کے علاوہ طلباء کی تخلیقی صلاحیتوں کو جلاء کے لئے ڈرامہ میوزک کے اچھے کورسز شروع کیئے گئے ہیں اچھی لائبریری بھی سکول کے طلباء کی علمی وسعتوں میں اضافہ کا باعث ہے سکول کا مثالی انتظامی

نظام اور موثر تدریسی سلسلہ سکول کے لئے جہاں تشخص کا باعث ہے وہاں ملتان میں اچھے تعلیمی اداروں میں بہتر کارکردگی کی پہنچان بھی ہے۔

گورنمنٹ کالج بوسن روڈ

گورنمنٹ کالج ملتان جنوبی پنجاب کی اہم ترین درسگاہ جو اپریل 1920 میں وجود میں آئی اور پھر نومبر 1993 میں اس کا نام پنجاب کے گورنر ایمرسن کے نام سے موسوم کیا گیا۔ 1963ء میں ایک بار پھر اس کالج کے نام میں تبدیلی آئی اسے ایمرسن کالج کچہری سے منتقل کر کے بوسن روڈ پر گورنمنٹ کالج ملتان کے نام سے لکھا جانے لگا رفتہ رفتہ اس کالج نے پوسٹ گریجویٹ سنٹر کی حیثیت اختیار کر لی بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان جب موجود نہ تھی یہی کالج در اصل ایک یونیورسٹی کا کردار ادا کر رہا تھا۔ اس کالج کو بجا طور پر اچھے اساتذہ کی تدریس کا شرف حاصل رہا ہے پروفیسر عظیم پروفیسر عرش صدیقی ' پروفیسر فرخ درانی ' پروفیسر سلیم اختر پروفیسر ریاض زیدی' پروفیسر محمد اصغر چوہدری پروفیسر سعید اشرف پروفیسر حامد علی ہاشمی پرنسپل محمود احمد بلاشبہ اس کالج کی نشاۃ ثانیہ اور اس کے تشخص کے امین تھے۔ یہ کالج گورنمنٹ کالج سے زیادہ ایمرسن کالج کے نام سے زیادہ مشہور ہے کاش اس کا نام گورنمنٹ ایمرسن کالج ملتان ہوتا تو اس کا تشخص اور بہتر ہوتا بہر حال یہ کالج اپنی بلند و بالا عمارات فرید ہال قائد اعظم ہال اور اقبال ہال سرسبز و شاداب پلے گراؤنڈ صاف ستھرے لان کی وجہ سے مشہور ہے شہر کی نصف آبادی صبح گاہی سے محظوظ ہونے کے لئے اسی کالج کا رخ کرتی ہے اس کالج کی دوسری وجہ شہرت اس کی لائبریری ہے جس میں جدید و قدیم کتب جن کی تعداد پچاس ہزار سے کم نہیں ہو گی موجود ہیں اس وقت کالج کے طلباء و طالبات کی تعداد پانچ ہزار اور ایک سو پچاس اساتذہ ہیں یہ کالج تعلیمی انحطاط کے باوجود اس خطے کا انتہائی باوقار ادارہ ہے۔

گورنمنٹ گرلز کالج کچہری

ادارہ کا اجراء 1948 میں ڈگری کالج برائے خواتین کی حیثیت سے ہوا یہ خواتین کا پہلا ڈگری کالج تھا ۔ ابتدا اس کالج کی تدریس کا آغاز آرٹس کے مضامین سے ہوا 1962 میں ایف ۔ ایس ۔ سی کے مضامین بھی متعارف کرائے گئے 1986 سے ایم ۔ اے انگریزی اور 1990 سے ایم ۔ اے نفسیات کی کلاسوں کا اجراء کیا گیا کالج کی موجودہ عمارت ضلعی عدالت کے قریب کچہری روڈ پر ہے جو وسیع رقبہ پر مشتمل ہے کالج کی لائبریری اور ریڈنگ روم 1971 میں تعمیر کیا گیا جو قابل دید ہے کالج کے درودیوار انگریزوں کے عہد کی خوبصورت عمارات کی عکاسی کرتے ہیں کالج اپنے معیار اور وقار کے اعتبار سے ملتان کی تعلیمی دنیا میں ایک منفرد مقام کا حامل ہے ۔ اساتذہ میں مسز ممتاز غفور پرنسپل ہیں اور تہران یونیورسٹی سے فارسی میں پی ۔ ایچ ۔ ڈی ہیں اس کے علاوہ دیگر اساتذہ کا شمار بلند پایہ اساتذہ میں ہوتا ہے ۔ ملتان کے دیگر تعلیمی اداروں میں سر فہرست جس ادارے کا نام آتا ہے وہ گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول نواں شہر ہے اس ادادرے کی تاریخ بھی ایک سو سال سے زائد عرصہ پر محیط ہے ۔ اس ادادرے نے ماضی قدیم میں ایک رفیع الشان کردار ادا کیا ہے اور اس کی جدید ترقی میں سید عنایت علی شاہ ہیڈ ماسٹر کا نام اور کام اس ادارے کے محسن اور ملتان کے سر سید احمد کے طور پر یاد کیا جائیگا۔ اسی طرح مسلم ہائی سکول نے بھی اچھے نتائج اور قابل فخر فرزند پیدا کیے ہیں اس کے بانی اور ہیڈ ماسٹر عبدالرحمن خاں کو ایک عرصہ تک زمانہ یاد رکھے گا۔

اسی طرح رفاہ عام ہائی سکول کے عبدالسلام اور ملت ہائی سکول کے مرزا مسرت بیگ ملتان کے تعلیمی افق کے درخشندہ ستارہ تھے جنھوں نے بلاشبہ ملتان میں اعلیٰ تعلیم کے فروغ ۔ خواندگی اور ابلاغ عام کی موثر پزیری کے چراغ روشن کیے

قوموں کی پہچان ان کے کتب خانے ہوتے ہیں

ملتان پبلک لائبریری باغ لانگے خاں

پبلک لائبریر باغ لانگے خان ملتان کی ایک ایسی موثر لائبریری ہے جو ملتان کی علمی قدامت کی نشان دہی کرتی ہے کہ واقعی ملتان علم وادب کا تہذیب و تمدن کا گہوارہ ہے اس لائبریری کے قیام میں جہاں مسلمانوں نے گرانقدر خدمات پیش کی ہیں وہاں ہندوؤں کے علم دوست حضرات جن میں آنریبل لالہ ہری چند لالہ چیسن آنند ایڈووکیٹ مہتہ ٹیک چند۔ رائے بہادر دیوان کھلندارام لالہ بال کرشن بترہ ایڈوکیٹ جیسے صاحب علم شامل ہیں یہ لائبریری مولتان بک سوسائٹی کے تعاون سے نومبر 1951 میں قائم ہوئی کیونکہ یہ باغ لانگے خاں میں قائم ہوئی اس لئے اس لائبریری کا نام اور باغ لانگے خاں دونوں لازم و ملزوم بن گئے اس لائبریری کے کام کو فروغ دینے میں خواجہ عبدالحکیم صدیقی خواجہ محمد سلیم صدیقی شہزادہ نیاز محمد خاں سدوزئی حکیم غلام مرتضیٰ قریشی نواب عبدالقادر خاں بادوزئی عمر کمال خان ایڈوکیٹ سید حسن رضا گردیزی پروفیسر اے آر چنار جیسے لوگوں نے اس لائبریری کی وسعت اور کتابوں کی فراہمی میں انتہائی فعال کردار ادا کیا ہے یہ لائبریری جدید اور قدیم کتب کا سرچشمہ ہے

میونسپل لائبریری باغ ابن قاسم قلعہ کہنہ

یہ میونسپل کارپوریشن ملتان کے تعاون سے قائم کی گئی ہے یہ لائبریری جدید ترین کتابوں کا مرکز ہے اس میں بعض نادر کتب جن میں نقوش کے اقبال سیرت اور غالب لاہور منٹو نمبر بھی شامل ہیں یہ لائبریری ایک خوبصورت جگہ پر ہونے اور شہر کے وسط میں کام کرنے کی وجہ سے بہت ہی مقبول ہے جہاں تک اس لائبریری کی تاریخ آغاز ہے اس کا سنگ بنیاد 15 فروری 1954 ء میں سید علمدار حسین شاہ گیلانی وزیر صحت مغربی پاکستان نے رکھا۔ اس لائبریری میں کتب جرائد

و رسائل کی خاصی تعداد ہے

نیشنل سنٹر لائبریری

نیشنل سنٹر ملتان میں پہلے آرٹس کونسل کے دفتر میں لائبریری قائم تھی اب شمس آباد میں قائم ہے یہ لائبریری اگرچہ معقول کتب پر مشتمل ہے لیکن اس کا المیہ یہ ہے کہ دفاتر کی منتقلی کے ساتھ ساتھ آئے دن کتب کا ایک جگہ سے دوسری جگہ سے لے جانے سے ان کی تعداد میں کمی آجاتی ہے کچھ کے اوراق ادھر ادھر ہو جاتے ہیں اور کچھ پھٹ کر اپنے تعارف حوالہ سے محروم ہو جاتی ہیں غرضیکہ ملتان جہاں علم و ادب کا گہوارہ ہے وہاں اہل قلم کا مرکز بھی ہے ادب ملتان نے 1947 سے لیکر اب تک حیرت انگیز ترقی کی ہے یہاں کل پاکستان مشاعرے بین الاقوامی مشاعرے سیمینار سمپوزیم اظہار خیال کے مواقع نے اس شہر کی ادبی روایات کو جلا بخشی ہے ادبی انجمنیں جس میں اردو اکیڈمی رائٹرز گلڈ محراب فن رابطہ اور دیگر کئی ایسے ادارے شامل ہیں جو ملتان کے ادب کو فروغ دے رہے ہیں ڈاکٹر عرش صدیقی ڈاکٹر مہر عبدالحق کشفی ملتانی ڈاکٹر طاہر تونسوی نور احمد فریدی منشی عبدالرحمن جابر علی سید مرزا ابن حنیف ڈاکٹر انوار احمد ڈاکٹر اے بی اشرف اصغر ندیم سید ڈاکٹر اسداریب ڈاکٹر انور زاہدی ڈاکٹر زاہد علی وسطی پروفیسر فرخ درانی حسن رضا گردیزی اسلم انصاری ارشد ملتانی حسین سحر تاباں عابدی عاصی کرنالی ۔ اقبال ارشد منیر فاطمی۔ حیدر گردیزی آغا صادق خان رضوانی عبدالمجید ساجد شیخ ریاض پرویز جبار مفتی حنیف چوہدری مسعود ' اقبال ساغر صدیقی صلاح الدین حیدر انور جمال آغا شیر احمد خاموش اظہر سلیم مجوکہ اختر شمار ۔ اسلام تبسم اطہر ناسک حمید رضا صدیقی ڈاکٹر محمد جمال ۔ ہمشہ نوشابہ نرگس ولی محمد واجد نجیب' جمالی ' ماہ طلعت زاہدی ' ڈاکٹر غزالہ خاکوانی ' افشاں عباس' ممتاز اطشی ' غرضیکہ دبستان ادب ملتان پر کئی خوبصورت نام اور کام باقی ہیں مقصود اس روایت کا اظہار اور اسے دم تحریر لانا تھا تاکہ ادب کی نشان دہی ہو سکے۔

ملتان صنعت و حرفت اور تجارت کا مرکز بن چکا ہے

ملتان کے جغرافیائی حقائق

ملتان کو بنیادی طور پر زرعی خطہ کہا جاتا رہا ہے کیونکہ اس کی زراعت ایک تو قدیم پیشہ کے اعتبار سے دوسرا زمین کی زرخیزی کے اعتبار سے تیسرا اس خطہ کے افراد میں جو زراعت سے خصوصی دلچسپی ہے اور لگن ہے اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ ملتان ڈویژن کی لاکھوں ایکڑ بنجر اراضی جو صدیوں بنجر چلی آرہی تھی اسے جس محنت اور لگن سے آباد کیا گیا ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ملتان کی افرادی قوت جذبہ تعمیر سے مالا مال ہے ملتان کو عموماً آندھیوں اور طوفان کا شہر یا خطہ کہا جاتا تھا یا اسے Burning Desert کہا جاتا تھا اور عموماً لوگ اسے مزاح کے انداز میں کچھ اس طرح تعبیر کرتے ہیں کہ ملتان میں کوئی زیادہ آندھیاں نہیں آتیں صرف ایک آندھی آتی ہے جو اپریل کے شروع میں شروع ہوتی ہے اور دسمبر تک مسلسل رہتی ہے لیکن اب ملتان آندھیوں اور طوفان کا شہر نہیں اور نہ ہی گرم لو اور جسم کو جھلسا دینے والی ہوائیں چلتی ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ بالکل ختم ہوگئی ہیں مگر ان کے مزاج میں اعتدال آگیا ہے۔ کیونکہ تھل کے ریگستان ان لہلہاتے سرسبز کھیتوں میں بدل گئے ہیں اور وہ ملتان جو تاریخ کے صفحات میں

چہار چیز است تحفہ ملتان

گرد و گرما گدا و گورستان

کی جگہ اب اس کی کیفیت یہ ہے۔

چہار چیز است تحفہ ملتان

گلشن و سبزہ' رود و نخستان

اس دعویٰ کی تقریب اس امر سے بھی ہوتی ہے جس کا تذکرہ Multan Past and Present کے صفحات 57 پر کیاگیا ہے یہ کتاب حکومت (ڈسٹرکٹ ملتان نے جاری کی) یہ جشن ملتان 1966ء میں شائع ہوئی ۔

The number of village in the district was 1647 in the Census of 1921 and now they have risen to 2287 the total area of the whole district is deseribed roughly as 37 Lacs acres (Measured by compass by Munshi Hakum Chand F.A.S. Q in his book تاریخ ملتان and out of this about 20 Lac acres is shown as crown waste Now the whole district is Canal irrigated and almost all the crown waste areas Glonized in one way or the other Average annual rain fall up to 1880 as described in تاریخ ملتان was 4 to 5 the average rain fall for the period 1909 -10 to 1918-19 is described as more than 6 inches in the district gaztteer as follows:

The normal average is rather more than 6 inches of which the monsoon rains account for about 5 inches. The district thus shares very little either in the summar or winter rains.

لیکن 1966 کے مطابق اب بارشوں کی شرح ۷ سے بھی تجاوز کر گئی ہے نہری آبپاشی کے نظام نے اس خطے کی تقدیر بدل کے رکھ دی ہے۔ اب ہر گاؤں میں باغ جن میں آم کنو۔ تقریبا ایچی اور کھجور کا ہونا کسی بھی زمیندار کی شان

اور اس کی خوشحالی کا انعام ہے

ملتان کی صنعتی ترقی کا ایک جائزہ

زراعت کی وافر مقدار افرادی قوت کی بہتات مادی معدنی اور زرعی وسائل کی فروانی ملتان کو صنعتی اور تجارتی دور میں کرنے کی ضمانت دے رہی ہیں اس کا اجمالی جائزہ کچھ یوں ہے یہاں صنعتی شعبے میں کاٹن ٹیکسٹائل ملز جننگ ملز بڑی تیزی سے لگ رہی ہیں اور اب مزید گارمنٹس کی صورت میں ریڈی میڈ ملبوسات کی تیاری کا کام بھی زیر غور ہے اس کے علاوہ چمڑے کی وافر مقدار کی وجہ سے یہاں جیکٹس بوٹ اور چپل کی تیاری کا کام بھی شروع کیا جا رہا ہے اس کے علاوہ فروٹ کی انڈسٹری میں پروسیسنگ۔ کیننگ انڈسٹری کی صورت تیزی سے ترقی کر رہی ہے سیمنٹ ٹریکٹر اور دوسری ہیوی انڈسٹری کا رخ بھی ملتان کی طرف ہے کیونکہ کراچی اور بلوچستان کے سیاسی حالات کے پیش نظر صنعت کاروں کی سرمایہ کاری کے لئے جنوبی پنجاب موزوں ترین خطہ بنتا جارہا ہے اور اس خطے کی اہمیت یہاں کے ذرائع ابلاغ کاوش سے ابھار رہے ہیں جنوبی پنجاب میں پاک عرب فرٹیلائزر کا کردار یہاں کی زراعت کے فروغ میں اور صنعتوں کو خام مواد کی فراہمی میں انتہائی موثر ہے Agro based Industry کا فروغ اس خطے میں ایک مطالبہ بن کر ابھر رہا ہے وہ اس کے پس پردہ وہ زرعی انقلاب ہے جو پاک عرب فرٹیلائزر نے اپنے گذشتہ بیس سالوں میں پیدا کیا ہے اس انڈسٹری کی تفصیل کچھ یوں ہے

پاک عرب فرٹیلائزر تعمیرو ترقی کے تناظر میں

پاک عرب فرٹیلائزرز (پرائیویٹ) لمیٹڈ میں سولہ سو کے قریب افراد کام کرتے ہیں اس کے علاوہ یہاں سے تقریبا ۲۸۰ ٹرک روزانہ کھاد لوڈ کر کے مختلف شہروں کو روانہ ہوتے ہیں۔

فیکٹری کے انجینئرز اور ورکرز کی تربیت کے لئے نہایت ہی جدید قسم کا ٹریننگ سنٹر کام کر رہا ہے تربیت کے لئے

جدید سمعی و بصری آلات سے کام لیا جا رہا ہے پرانے کارکنوں کو نئی جدتوں سے آگاہ رکھنے کے لئے ریفریشر کورسز ہوتے رہتے ہیں ابھی حال ہی میں تقریباً ایک کروڑ روپے کی لاگت سے امریکہ سے ایک جدید قسم کا ٹریننگ سسٹم خریدا گیا ہے جس سے بذریعہ کمپیوٹر حقیقی پلانٹ کا مانند ٹریننگ سنٹر میں ہی پلانٹ کو چلانے کی تربیت دی جائے گی یہ ٹیکنالوجی پاکستان میں پاک عرب کے سوا کسی ادارے میں نہیں ہے اس ٹریننگ سنٹر کے تربیت یافتہ انجینئرز کارکن نہ صرف نجی شعبہ میں اندرون ملک خدمات سرانجام دے رہے ہیں بلکہ مشرق وسطی میں بھی مفید خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور ملک کے لئے قیمتی زر مبادلہ کمانے کا باعث بھی بن رہے ہیں فیکٹری کی پیداوار کے معیار کو برقرار رکھنے کے لئے ایک نہایت ہی جدید قسم کی لیبارٹری کام کر رہی ہے اس میں جدید ترین آلات نصب ہیں لیبارٹری میں ایک شعبہ ریسرچ کا بھی موجود ہے تاکہ فیکٹری کی پیداواری لاگت کو کم کیا جا سکے یہ شعبہ نہایت احسن طریقے سے فرائض انجام دے رہا ہے فیکٹری کی مشینوں کی مرمت کے لئے جدید آلات سے لیس ایک ورکشاپ بھی موجود ہے ۔ جس میں مرمتی کاموں کے علاوہ مشینوں کے فالتو پرزہ جات بھی بنائے جاتے ہیں تاکہ بیرون ملک سے فالتو پرزہ جات کی درآمد پر جو زر مبادلہ خرچ ہوتا ہے اسے کم کیا جا سکے۔

فیکٹری کے ملازمین کو ہاؤسنگ کالونی میں رہائشی سہولت مہیا کی گئی ہے علاوہ ازیں لڑکیوں کے لئے ہائی سکولز قائم ہیں آفیسرز اور ورک کرز کی تفریح طبع کے لئے ہاؤسنگ کالونی میں علیحدہ کلب موجود ہیں جن میں ہر قسم کے کھیلوں کی سہولت موجود ہے۔ ملازمین کی طبی ضروریات کے مدنظر ہسپتال قائم ہے اور ہر قسم کی طبی سہولیات مفت مہیا کی جاتی ہیں۔ شہر آنے جانے کے لئے ٹرانسپورٹ کی سہولت معمولی نرخوں پر حاصل ہے پچھلے کئی سالوں سے انتظامیہ اور کارکنوں کے مثالی تعلقات قائم ہیں۔

فیکٹری کے مختلف اقسام کے بے کار مادوں کی آلودگی سے بچاؤ کے لئے فیکٹری میں کروڑوں روپے کی لاگت سے نئے

یونٹ لگائے گئے ہیں جس کا مقصد صرف اور صرف فیکٹری اور ارد گرد کے ماحول کی آلودگی سے بچانا ہے اس کے علاوہ گندے پانی کے نکاس کے لئے تقریبا ایک کروڑ روپے کی لاگت سے باغ حسین سے ملتان برانچ کینال تک نئی پائپ لائن بچھائی گئی ہے جس کی وجہ سے سمیہ آباد کے مکینوں کو اپنی ایک دیرینہ شکائت سے نجات مل گئی ہے۔

پاکستان ایک زرعی ملک ہے زراعت اس کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے زراعت کو ترقی دینے کے لئے جہاں زمین پانی اور سازگار موسمی حالات کا ہونا ضروری ہے وہاں پر بہتر اور زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے قدرتی اور مصنوعی کھادوں کا استعمال ناگزیر ہے خصوصا جبکہ ہماری آبادی میں تیزی اضافہ ہوتا جارہا ہے مگر زیر کاشت زمین تقریبا وہی ہے چنانچہ ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت پاکستان نے ملک میں مصنوعی کھادیں بنانے کا فیصلہ کیا اور ملتان میں کھاد فیکٹری لگا کر کسی حد تک اس ضرورت کو پورا کیا پاک عرب فرٹیلائزرز (پرائیویٹ) لمیٹڈ کی موجودہ فیکٹری اپنی پیش رو قدرتی گیس کھاد فیکٹری کی تجدید اور توسیع شدہ شکل ہے پرانی فیکٹری نے ۱۹۳۳ء ی پیداوار شروع کی تھی اس میں دو قسم کی کھادیں بنائی جاتی تھیں۔ کیلشیم امونیم نائٹریٹ اور یوریا اول الذکر کی پیداواری صلاحیت تین سوٹن روزانہ اور موخر الذکر کی پیداواری صلاحیت ایک سو اسی ٹن روزانہ تھی۔ چونکہ کیلشیم امونیم نائٹریٹ کھاد کسانوں میں بہت پسند کی جاتی تھی اور کھاد کی کھپت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی گئی چنانچہ کھاد کی ملکی پیداوار کے اضافے کے لئے نومبر ۱۹۷۴ء میں پرانی فیکٹری کی توسی اور تجدید کے لے ایک نیا ادارہ پاک عرب فرٹیلائیزرز (پرائیویٹ) لمیٹڈ کے نام نیشنل فرٹیلائیزر کارپوریشن آف پاکستان (پرائیویٹ) لمیٹڈ اور ابو ظہبی نیشنل آئیل کمپنی کے باہم اشتراک سے معرض وجود میں آیا۔ موجودہ فیکٹری ۲۵۰ کروڑ روپے کی لاگت سے اواخر ۱۹۷۸ میں پایہ تکمیل کو پہنچی جس میں ۲۹ کروڑ روپے کا زرمبادلہ بھی شامل ہے اس فیکٹری نے جنوری ۱۹۷۹ میں پیداوار شروع کی اس فیکٹری مین ۱۹۸۵ء میں مزید توسیع اور کارکردگی بہتر کرنے کی غرض سے مزید پلانٹ

لگائے گئے۔ موجود پیداوار اس طرح ہے

۱۔ کیلشیم امونیم نائٹریٹ

۱۵۰۰ ٹن روزانہ

۲۶ فیصد نائٹروجن

۲۔ نائٹروفاسفیٹ

۱۰۱۵ ٹن روزانہ

۲۲۰۵ فیصد نائٹروجن

۲۲۰۵ فیصد فاسفورس

۳۔ یوریا

۲۸۰ ٹن روزانہ

۴۶ فیصد نائٹروجن

پاک عرب ۱۰۰ فیصد پیداواری صلاحیت پر ۲۲۰۰۰۰ ٹن نائٹروجن اور ۷۰۰۰۰ ٹن فاسفورس (نیوٹرینیٹ ٹن) بناتی ہے کیلشیم امونیم نائٹریٹ اور یوریا دونوں نائٹروجن کھادیں ہیں اور پانی میں حل پذیر ہیں۔ نائٹرو فاسفیٹ میں نائٹروجن اور فاسفورس دو ں کھادیں شامل ہیں اگرچہ اول الذکر کھاد میں نائٹروجن مقدر یوریا کھاد سے بستا کم ہے لیکن کیلشیم امونیم نائٹریٹ کھاد کے استعمال سے کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں جن کا مختصر تذکرہ دلچسپی کا حامل ہو گا۔

کیلشیم امونیم نائٹریٹ کھاد دو طرز کے نائٹروجن اجزا سے ملکر بنتی ہے جو کہ امونیائی نائٹروجن اور نائٹریٹ نائٹروجن ہیں

نائٹریٹ نائٹروجن کھاد کے استعمال کے فورا بعد یہ پودوں کو نائٹرٹ جز میں تبدیل ہونے کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے اس کھاد میں پوٹاشیم سلفیٹ بھی ہوتا ہے جو کہ ایک اہم کھاد ہے نائٹرو فاسفیس کھاد میں نائٹروجن اور فاسفورس دونوں کھادیں موجود ہوتی ہیں اور یہ کھاد بوائی کے وقت بہت مفید ثابت ہوتی ہے

ملتان میں کسٹم جنرل ایکسائز۔ سیلز ٹیکس کے دفاتر کا اجراء

ملتان جس صنعتی تجارتی معاشرتی ترقی کے دور میں داخل ہو رہا ہے اس کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ یہاں ڈرائی بورٹ جس کا مطالبہ اکثر اخبارات و رسائل کی صورت میں موجود رہتا تھا وہ ملتان میں قائم ہو گئی ہے اس تاریخ ساز ترقی اور اس خطے کی خوش بختی کا ثبوت درج ذیل سطور سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جس کا تذکرہ پہلی بار غیر مطبوعہ دستاویز کی صورت میں کسٹم ہاؤس ملتان سے جاری ہوا ہے اس سے قبل ایسی پیش رفت کسی کتاب یا میگزین میں جاری نہیں ہوئی۔ موضوع کی اہمیت سے اس کو من عن پورے متن سے شامل کیا جارہا ہے۔

COLLECTORATE OF CUSTOMS, CENTRAL EXCISE & SALES TAX, MULTAN.

Multan, a city where every pebble is a page of history of civilization and buried under the ruins of its fort is a glorious chapter of history of the sub-continent. This city was blassed with the establishment of collectorate of Custom, Central Excise & Sale Tax in April,1990. This Collectorate has a very area comprising three civil division i.e. Dera Ghazi Khan, Bahawalpur and Multan. The outer boundaries of this Collectorate extend in the north to N.W.F.P. and northern Punjab, in the west to Balochistan, in the south to Sindh and in the east to Indian borders. Its creation is the recognition of economic and strategic importance of this green belt. This conscious decision has been taken by the Government to accelerate the economic and industrial development of this region, to facilitate the tax paypers at the grass-root level and to administer the tax collection in a better way. Before this the indirect taxation in this city of "Mulasthane " or "Milliastan " was administered by the Collectorate of Customs, Central Excise & Sales Tax, Lahore. The office of the Deputy Collector, Central Excise & Sale Tax, Multan was established in 1985 to supervise the Central Excise & Sale Tax work under Lahore Collectorate but Assistant Collector, Customs Dryport, Multan has remained directly under the control of Collector Custom, Lahore due to separation of Customs,Central Excise & Sale Tax Collectorate in Lahore which naturally creates unnecessary botheration, trouble and wastage of time for the industries and the tax paypers. On 24th April, 1990 the first Collector of Customs, Central Excise & Sales Tax, Multan took over the charge. Sincere and dedicated efforts were made for organizing and setting up this institution despite enormous difficulties and constraints.

2. The sub offices of the Collectorate are spread all over the three civil divisions. The basic unit of collection of central excise duty &

sales tax is the Central Excise & Sales Tax Circlewhich is headed by a Superintendent, Central Excise & Sale Tax Circle. There is one Central Excise & Sales Tax Division which is administered by the Assistant Collector Central Excise & Sales Tax, Multan which was established in 1994 and at present it comprises of six central excise & sales tax circles located in Sahiwal, Dera Ghazi Khan, Bahawalpur, Multan & Rahim Yar Khan. With the increase in economic and industrial activities in the Dera Ghazi Khan Division, Multan Division and Bahawalpur Division, Customs Dryportin Multan Railway Station and Air Freight Unit at the Multan Airport was set up in 1986 to facilitate the importers and the industrialists. The customs work is being looked after by an Assistant Collector

3. With the establishment of the Collectorate in the city of the great spiritual saints of the sub-continent not only the resource collection of central excise duty, sales tax and custom duty has enormously increased as there has also been manifold increase in the number of industrial units:-

Year	No. of Units	
1989-90	i) Central Excise	= 126
	ii) Sales tax	= 119
1990-91	i) Central Excise	= 168
	ii) Salea tax	= 205
Year	No. of Units	
1991-92	i) Central Excise	= 193
	ii) Sales Tax	= 308
	iii) Furniture	= 247
	iv) Whole Sale Dealers	= 31
1992-93	i) Central Excise	= 207
	ii) Sales Tax	= 518
	iii) Furniture	= 357

	iv) Whole Sale Dealers	= 31
1993-94 (up to 3/94)	i) Central Excise	= 221
	ii) Sales Tax	= 567
	iii) Furniture	= 365
	iv) Whole Sale Dealers	=31
	v) Power Looms	=337

4. The import and export activities are also increasing day by day At present there are 21 private ware-houses and 2 public warehouses which are operative. Under the open Band Manufacturing Scheme, two manufacturing warehouses are also opreating and enjoying the facilities notified by the Government vide SRO 722 (I)/89 dated 10th July,1989. The exports of the commodities like ready made garments, bed sheets,pillow covers, leather goods and cotton yarn is also affected from Customs Dryport. This facility is improving the living standard of the people of this region. The quantum of exports affected through this Collectorate during the various fiscal years is as under:-

Year	Value of exports (Rs. in Million)
1989-90	60.206
1990-91	93.893
1991-92	141.763
1992-93	309.605
1993.94 (Upto 3/94)	283.889

5. The region falling in the jurisdiction of this collectorate is developing repidly. The new industrial units are being set up all over its jurisdiction. Resource Mobilization & Tax Reforms Commission has helped

the department in elevating the operation and efficiency of this Collectorate. It has provided funds for constructing the building for installation of computers to computerize the central excise collection with the help of M/S Systems (Pvt) Limited, Lahore. He has also supplemented the efforts of the Department in spreading tax net work all over the three civil divisions of the Collectorate. This facility has increased the efficiency of various offices, reduced time span required in the settlement of various assesment disputes and improved the system of tax monitoring. The various tax concessions have been announced and new industrial estates have been established to develop this area. In order to boost export customs treasury in Custom House, Multan has started functioning w.e.f. 1-1-1993. The Government is contemplating to provide funds for the constructions of Customs Complex in Multan the scheme of which has already been approved. Customs Dryport at Multan is insufficient to handle the import and export cargo. Similarly there are no proper arrangements in the Air Freight Unit at Multan Airport. The proposals of shifting of Customs Dryport, Multan in comparatively wider space and construction of Air Freight Unit at Multan Airport is underway and efforts are being made to get the work completed withing the shortest time in collaboration with Paakistan Railway, Civil aviation Authority and Chamber of Commerce & Industry, Multan. In order to minimize the taxation dispute and contacts between the tax collectors and tax payers and to maximize the revenue collection the scheme fixed capacity taxation has been introuduced for the various commodities being manufactured in this region. The studies for bringing the remaining commodities in the net-work of fixed capacity taxation are also being conducted. In the years to come, the work of Customs, Central Excise & Sales Tax will increase with the expansion of Industry and trade in this area.

ذرائع ابلاغ میں کمپیوٹر کا کردار۔

کمپیوٹر نے جہاں زندگی کے دیگر شعبوں کو متاثر کیا ہے وہاں اخبارات' جرائد و رسائل اور میگزین وغیرہ مطبوعات پر بھی گہرا اثر ڈالا ہے گویا جدید ابلاغ کے فروغ میں کمپیوٹر کا کردار ایک کلیدی حیثیت سے سامنے آیا ہے۔ ایک زمانہ میں اخبارات کی طباعت میں میکانکی انداز HOT TYPE پریس استعمال ہوتے تھے اب ان کی جگہ .BASED ELECTRONIC PRESSES COMPUTER کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جو ویڈیو کی عملی نمائش سے اخبار کے صفحات کی کمپوزنگ کا کام بہت جلد مکمل کر لیتا ہے۔ کمپیوٹر ٹیکنالوجی نے نہ صرف اخبارات کے لئے کام کو آسان کر دیا ہے بلکہ ریڈیو کے پروگرام پہلے سے قدرے اور بہتر ہو گئے ہیں اس طرح کیمرہ پر ELECTRONIC EXPOSURE کو اس کی کارکردگی کو سہل کر دیا ہے۔ سافٹ ویر کو ایک اہم حیثیت ہے کہ اس نے پرسنل کمپیوٹر کو طباعت کے لئے اور نشریات کے لئے مفید بنا دیا ہے۔ اور ذرائع ابلاغ کمپیوٹر کی مدد سے دور دراز سے حوالہ جات' ریفرنس اور لائبریری ریسرچ حاصل کر لیتے ہیں ۔ ایک رپورٹر اپنے ڈیسک پر بیٹھ کر اپنے پرسنل کمپیوٹر کی مدد سے اپنے فیچر' کالم یا ادارتی نوٹ کو اس کے متعلقہ موزوں معلومات سے کسب فیض کر لیتا ہے۔ اور اس میں وہ تمام مواد شامل کر لیتا ہے۔ جو اس سے پہلے ڈیسک پر ممکن نہ تھا یا اس کے لئے خاصی ریاضت اور کاوش مطلوب تھی مگر اب کمپیوٹر کی مدد سے ایسا حصول نہ صرف سہل بلکہ بروقت ہو گیا ہے۔

کمونی کیشن کی دنیا میں جن تین باتوں کو اہم سمجھا جاتا ہے اور جن کی بدولت کمونی کیشن کا عمل رونما ہوتا ہے ان میں

1 TRANSFERENCE پیغام

2 UNDERSTANDING

پیغام کے معانی سے آگہی

3 AGREEMNET

اتفاق رائے

لیکن ان تین امور کے تعین میں درج ذیل پہلو بھی ذرائع ابلاغ کی اثر پذیری کا حوالہ بنتے ہیں۔

ذرائع ابلاغ کے ڈیموگرافک اثرات

Audience Demographics کا تعلق کسی چیز کے حصول میں اس اہلیت کا تعین کرنا ہوتا ہے جس کے تحت ایک گروپ' ایک طبقہ وجود میں آجاتا ہے۔ جو اس کو خریدنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ مثلاً ماضی کی شہو آفاق گاڑی رولز رائیس (Rolls - Rocyce) کی خرید کے لئے ایک گروپ سامنے آئیگا جو اس کی خرید کی سطح کی اہلیت رکھتا ہو گا۔ اس لئے Demographic کا اثر ذرائع ابلاغ پر اور ذرائع ابلاغ کا اثر عوام پر پڑتا ہے کسی امر کے تعین میں عمر' جنس' تعلیم' سطح اور آمدنی کا خیال رکھنا ہی در اصل ڈیموگرافک عمل ہے جس کا عوام پر گہرا اثر ہوتا ہے۔

ذرائع ابلاغ کے عوام پر نفسیاتی اثرات

نفسیاتی سطح پر دیکھا جائے تو ذرائع ابلاغ کی اہمیت اس امر سے بھی ہو جاتی ہے کہ یہ ذرائع عوام کے ازہان پر اس طرح اثر انداز ہوتے ہیں کہ وہ کسی بھی مسئلہ پر اپنی ایک رائے بناتے ہیں اپنی اقدار کا تعین کرتے ہیں۔ اور اپنی خود داری سالمیت اور اپنے حقوق اور زندگہ رہنے کا حق مانگتے ہیں ان تمام پہلوؤں کو دیکھنے کے لئے PSYCHOGRPHICS کا بڑا گہرا تعلق ہے HOW WE REACT TO MEDIAہم ذرائع ابلاغ کے اثرات پر کس قدر کام کرتے ہیں اور انھیں کس طرح اور بہتر بناتے ہیں اس موضوع کا تعلق ہماری اس نفسیاتی سوچ سے ہے جو ہمیں مشکل مسائل کے حل میں مدد دیتی ہے اور ایک راستے کے تعین کی نشان دہی کرتی ہے۔ اس سلسلے میں اشیاء کے چناؤ انتخاب اور پسند میں میڈیا ہماری رہنمائی کرتا ہے اور خاص طور پر اس کا ایک شعبہ جسے ایڈوارٹائزنگ کہتے ہیں یہ اشیاء کے استعمال اس کے انتخاب میں معاونت کرتا ہے نئی PRODUCTS جو مارکیٹ میں آتی ہیں ان کے بارے بھی ذرائع ابلاغ کا یہی شعبہ بتاتا ہے کہ وہ کس معیار اور وقار کی ہیں علاوہ ازیں سروسز کے بارے بھی ذرائع ابلاغ رہنمائی کرتے ہیں اگرچہ بعض ناقدین کا یہ بھی خیال ہے کہ ذرائع ابلاغ نے نوجوان نسل پر مثبت اثرات کے منفی رجحانات کو جنم دیا ہے ان میں تشدد' قتل و غارت' دہشت گردی جنسی بے راہ روی' اخلاقی انحطاط' شوروغوغا' بے

مقصدیت شامل ہے۔ اس کا جواب مائیکل سی ایمری اور ٹیڈ سی ممتحن نے الفاظ میں دیا ہے۔

"Certainly your profession subjects you to a great pleasure of accountability – Accountability to God to the community and before the witness of history and yet at times it seems that every thing is bft in your hands. Precisely because your responsibility is so great and your accountability to the community is not earily readered juridically society relise so much on your good will

(15)

ان اعتراضات کا جواب یہی ہے کہ نوجوان نسل میں خود اعتمادی، نفع و نقصان کا عملی ادراک پیدا کیا جائے تاکہ نسلیں تشدد، نفرت، اور جنگی رجحانات سے بچ سکیں۔ ابلاغ کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ امن پسند شہری پیدا کرے۔ قانون کی بالادستی، جمہوری اقدار سے لگاؤ اور بین الاقوامی امور میں امن کو اولیت دینے والے افراد تیار کرے۔ یونیورسٹی آف ساورن کیلیفورنیا کے جیک نائیلز (Jack Niles) کے الفاظ میں

If you read even a little history you soon relize that lack of communication has been the greatest single lause of war"

ذرائع ابلاغ دراصل امن، سلامتی اور خیر سگالی کے جذبات، احساسات کو فروغ دیتے ہیں۔ اور بین الاقوامی امن کے فروغ میں ان کا کردار درخشندہ روایات کا امین ہوتا ہے۔ ذرائع ابلاغ کا کوئی بھی قوم جنگی رجحانات کا باعث نہیں بنتا۔ ان کا مزاج عمومی انسان دوستی اور بنی نوع کی فلاح اور رفاہ کا ہوتا ہے۔ اور اگر کہیں سرد جنگ اور یا فی الواقعہ جنگ جاری ہو جائے تو ذرائع ابلاغ کا پروپیگنڈہ اس بات پر ہوتا ہے کہ انسانی ہلاکت کو اور دنیا کی بربادی کے عمل کو روکا جائے۔ نفرتوں اور دوریوں کو ختم کیا

جائے اور اشتعال اور جوش جنون کی جگہ عقل و خرد سے کام لیا جائے ذرائع ابلاغ کا یہ کردار کہ آج تک دوسری جنگ عظیم کے بعد کوئی عالمی جنگ نہیں ہوئی اور دنیا مجموعی طور پر امن کی برکات سے محفوظ ہو رہی ہے۔

ذرائع ابلاغ کا نفسیاتی جنگ میں کردار

نفسیاتی جنگ میں ہتھیار' آلات استعمال نہیں ہوتے صرف نفسیاتی دباو سے یا لفظوں کے اثر و نفوذ سے مخالف یا دشمن کو اس قدر کمزور کر دیا جاتا ہے کہ وہ جنگ کے قابل نہ رہے اگر جنگ کے قابل رہ بھی جائے تو اپنے حوصلے پست کر بیٹھے اس میں وہ سکت باقی نہ رہے کہ سر اٹھا سکے فوجی اصطلاح میں جسے مورال کہا جاتا ہے اس مورال کو ختم کرنا ہی نفسیاتی جنگ کا اصل مقصد ہوتا ہے۔

عصر حاضر میں نفسیاتی جنگ ذرائع ابلاغ کا ایک موثر ہتھیار ہے جس کی بدولت دشمن کی سوچ' اس کی عسکری برتری' اس کا دفاعی نظام اور اس کی افرادی قوت کو ذہنی طور پر مغلوب کیا جاتا ہے۔ اقوام عالم اور خاص طور پر غالب اقوام محکوم' کمزور' عوام کے لئے اس ہتھیار سے حملہ کرتی ہیں محکوم اقوام کی ثقافت کلچر' تہذیب اور اس کی دفاعی حکمت عملی کو مغلوب کرنے کے لئے ذرائع ابلاغ کی معرفت نفسیاتی حملے روا رکھے جاتے ہیں۔ مربوط اور مبسوط پروپیگنڈہ سے دشمن کو اس نقطہ نظر پر آمادہ کیا جاتا ہے کہ وہ زیر بار رہے اور کبھی اس قابل نہ ہو کہ وہ مخالف کا سامنا کر سکے۔ روس' امریکہ' چین' بھارت' اس فلسفہ کے حامی ہیں یہ ممالک نفسیاتی اثر سے مخالفوں کو دباتے ہیں اور انھیں اپنے ماتحت کرنے اور ان سے اپنی پالیساں منوانے کے لئے نفسیاتی محاذ پر کیا کیا کارنامے سرانجام دیتے ہیں کہ دنیا حیران ہو جاتی ہے یہ نفسیاتی جنگ صرف سیاسی چالوں اور دفاعی نظام تک محدود نہیں ہوتی بلکہ معاشرتی معاشی میدانوں میں بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے مصنوعات' برآمدات اور اشیاء و سروسز پر بھی اس کے اثرات قائم ہوتے ہیں نفسیاتی جنگ زمانہ امن اور زمانہ جنگ دونوں میں دشمن کو شکست دینے کا بہترین ذریعہ ہے اور آجکل اس طریقے کو دنیا کا تقریبا ہر ملک استعمال کر رہا ہے۔ جس کی وجہ سے دنیا میں جہاں مہلک اور جان لیوا جنگ نہیں ہو رہی وہاں بھی سرد جنگ ضرور موجود ہے جس میں شامل ممالک ایک دوسرے کے خلاف بظاہر غیر مہلک حقیقتاً انتہائی مہلک ہتھیار جیسے

پروپیگنڈہ کہا جاتا ہے اس سے برسرپیکار ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا' ریڈیو' ٹیلی ویژن دشمن کے لئے نفسیاتی جنگ میں موثر ہتھیار ہے جب کہ پرنٹ میڈیا میں اخبارات رسائل بھی نفسیاتی جنگ میں برابر کے شریک رہتے ہیں۔ جو صحافی بظاہر غیر جانبدار اپنے آپ کو کہتا ہے رپورٹنگ کے وقت وہی جانبدار بن جاتا ہے۔

اخبارات کے ذریعے اس نفسیات جنگ کو جاری رکھنے کے دعوی کی تقویت کے لئے معروف صحافی اور پروفیسر مہدی حسن لکھتے ہیں۔

"پاکستان کے اخبارات میں پبلسٹی یا پروپیگنڈہ کی بے شمار مثالیں دستیاب ہو سکتی ہیں اخبارات' روزانہ ایسا مواقع شائع کرتے ہیں جس کی اہمیت بطور خبر کے بالکل نہیں ہوتی یا پبلسٹی کے بوجھ تلے دب جاتی ہے ہمارے اخبارات میں آجکل ثقافتی' معاشرتی اور سماجی بہبود کی خبروں کے طور پر مختلف طبقوں اور افراد کے مفاد کو مشتہر کیا جاتا ہے ان میں سے بیشتر خبریں ایسی ہوتی ہیں جو بطور اشتہار شائع ہونی چاہیں۔ مثال کے طور پر ہمارے روزناموں میں ایسی خبریں عام شائع ہوتی ہیں کہ فلاں صاحب یا صاحبہ نے غریب طالب علموں کو دس کتابوں کا تحفہ دیا ہے اس خبر کے ساتھ عطیہ دینے والے یا صاحبہ کی تصویر بھی ہوتی ہے۔ یہاں یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ اس خبر کی اشاعت سے دوسرے لوگوں کو اس قسم کے عطیے دینے کے لئے محرکات مہیا ہو سکتے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ تحفہ دینے والے کا نام اور تصویر چھاپنے سے خبر کی اہمیت کم اور اس شخصیت کی پبلسٹی زیادہ ہو گئی ہے۔ (17)

یہ بھی حقیقت ہے کہ جہاں اخبارات نفسیاتی جنگ اور پروپیگنڈہ میں بطور موثر ذریعہ کہ کردار ادا کرتے ہیں وہاں یہ اخبارات اشتہارات کی مجبوری کی وجہ سے یا حکومتی پالیسیوں یا مہربانیوں کی وجہ سے پروپیگنڈہ کا آسانی سے شکار بھی ہو جاتے ہیں کیونکہ کسی بھی اخبار کے لئے ناممکن ہے کہ وہ تمام انسانی سرگرمیوں کی کاروائی کو اپنے عملے کے ذریعے رپورٹ کر سکے لہذا اخبارات خبریں مہیا کرنے والے اداروں' افراد' ایجنسیوں پر انحصار کرنے کے لئے مجبور ہیں اس طرح ملکی اور غیر ملکی پروپیگنڈہ کرنے کا موجب بنتے ہیں۔

PERSUASIVE ARTS تعریف دینے یا رائے عامہ کو ابھارنے والے یا تشکیل دینے والے افراد۔ ادارے۔

ان اداروں میں سرفہرست Adverstising ادارے شامل ہیں جو کسی شئے کا یا زندگی کے کسی پہلو کا IMAGE پیدا کرتے ہیں یا اس کا نقشہ ذہنوں میں ابھارتے ہیں یا اس حد تک ترغیب دیتے ہیں کہ افراد بالاخر مجبور ہو جاتے ہیں کہ اس شئے کو حاصل کریں۔

دوسرے نمبر پر تعلقات عامہ یا Public Relations ہے لیکن اس اصطلاح کو بعض حضرات نے ایڈورٹائزنگ کے معنوں میں لیا ہے اور اسے بھی اشیاء کی خرید فروخت سے منسوب کر دیا ہے۔ حالانکہ پبلک ریلیشن ایک ایسا شعبہ حیات ہے جس کا کام اداروں اور افراد کے درمیان روابط کو فروغ دینا مستحکم کرنا اور بہتر کارکردگی کو جنم دینا ہے۔

رابرٹ ۔ ای ۔ رے۔ فیلڈ (Robert-E-Ray Field) کے مطابق تعلقات عامہ کا مفہوم کچھ یوں ہے۔

" As a function public relations attempts to build and maintain an understanding between an organization and the people it affected by. The term organization indicates the nature of function" (18)

کسی تنظیم کی بہتر کارکردگی اور اس کا پبلک میں اعتماد بحال کرنے اور Good Will تیار کرنے کے لئے پبلک ریلیشن کا شعبہ فعال رہتا ہے۔

تعلقات عامہ کا یہ شعبہ دراصل ابلاغ عام کی بنیادی کلید ہے۔

میڈیا میں خواتین کی شمولیت

موجودہ عہد کے ذرائع ابلاغ میں خواتین کی شمولیت بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ انگریزی اردو اخبارات و جرائد اور علاقائی جریدوں کے علاوہ الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا میں خواتین کی خاصی تعداد موجود ہے جو کمپوزنگ' ڈیزائننگ اور

رپورٹنگ میں فعال ہیں۔ اس کے علاوہ خواتین فیچر' کالم' اور اوارتی سیکشنوں میں بھی بڑی مہارت سے اپنے فرائض سرانجام دے رہی ہیں ۔ اور بڑی تعداد ان کی شعبہ صحافت سے بھی بطور معلم اور بطور متعلم وابستہ ہیں جس تیزی سے خواتین صحافت کی تعلیم اور صحافتی اداروں سے وابستہ ہو رہی ہیں اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ذرائع ابلاغ نے خواتین میں بھی مقبولیت پائی ہے۔

اس طرح قلم کے میدان میں بھی خواتین کی تعداد اکثریت میں بدل رہی ہے۔ اور وہ دن دور نہیں کہ خواتین ریڈیو' ٹیلی ویژن' فلم اور اخبارات میں مردوں سے بھی آگے نکل جائیں اور انتظامی عہدوں پر بھی فائز ہوں۔

عدلیہ اور میڈیا

کورٹس کی پروسیڈنگز' کاروائی اور مختلف مقدمات کی سماعت اور فیصلوں کے بارے میڈیا کا رویہ ہمیشہ محتاط رہا ہے۔ لیکن میڈیا کے اثرات مختلف مقدمات کے فیصلوں اور زیر سماعت مقدمات کی کاروائیوں سے عوام پر پڑتے ہیں عوام میں بیداری' قانون سے آگہی اور جرم و سزا سے باخبر ہونے کی صورت میں قانون کا احترام' عدلیہ کا احترام مجرموں کی گھناؤنی سرگرمیوں سے آگہی جیسے اثرات سے بلاشبہ معاشرے پر مثبت اثرات پیدا ہوتے ہیں اس ضمن میں ذرائع ابلاغ کا کردار جرائم کی وارداتوں کو بے نقاب کرنا' مجرموں سے نفرت پیدا کرنا اور قانون کا احترام سکھانا شامل رہا ہے۔ ان اقدامات سے جانکاری کا فریضہ ابلاغ عام نے اس محتاط طریقے سے دیا ہے کہ معاشرہ زیادہ مہذب ہو گیا ہے۔ اور حقوق و فرائض سے بخوبی آگاہ ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ذرائع ابلاغ نے جرائم کا خاتمہ کر دیا ہے جرائم کا خاتمہ کرنا حکومتوں اور اس کے دیگر اداروں کا کام ہے ابلاغ کا کام صرف مجرموں سے عوام کو آگاہ کرنا ہے اور ان کے کیفر کردار تک پہنچنے اور مقاقات عمل کے واقعات کو اجاگر کرنا ہے۔ تاکہ سوسائٹی ان مجرموں کی حرکتوں سے آگاہ رہے غرضیکہ ابلاغ عام میں بے شمار موضعات آجاتے ہیں ایک موضوع افواہ بھی ہے۔

افواہ کا تعلق بھی ابلاغ سے ہے

افواہ کا تعلق بھی کسی اطلاع سے ہوتا ہے افواہیں بھی ابلاغ میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں افواہ کیونکہ عوام کی لاعلمی سے

تعلق رکھتی ہیں اس لئے بعض اوقات سنگین صورت حال کا باعث بن جاتی ہیں۔ خاص طور پر جب مصدقہ اطلاعات پر پابندی ہو یا حقائق تک رسائی ممکن نہ ہو یا حکومت کے کنٹرول میں میڈیا صحیح صورت حال سے عوام کو آگاہ نہ کر رہا ہو ان حالات میں یہ افواہیں بذات خود ابلاغ بن جاتی ہیں اور ان افواہوں پر کان نہ دھریں' حکومت کے سارے اعلانات بیکار ہو جاتے ہیں۔

افواہوں کی اقسام

افواہوں کی اقسام بیان کرتے ہوئے مہدی حسن لکھتے ہیں۔ افواہیں عموماً تین قسم کی ہوتی ہیں ۔

1 ایسی افواہیں جن میں کسی کے خلاف نفرت یا غصہ کا اظہار کیا جائے۔

2 ایسی افواہیں جن میں لوگوں کی خوش فہمی کا عنصر شامل ہو۔

3 ایسی افواہیں جن سے عوام کی تشویش اور خوف ظاہر ہوتا ہو۔

مذکورہ بالا افواہوں کی اقسام کا جہاں تک تعلق ہے یہ زمانہ جنگ میں موجود ہوتی ہیں۔ جنگ میں عموماً خوش فہمی بھی ہوتی ہے کہ ہم دشمن پر برتری حاصل کر رہے ہیں دشمن کا اگر کوئی حملہ ایسا ہو جس میں مقدس مقامات کی توہین ہو یا ان کا کوئی حصہ گرادیا جائے تو عوام کی دشمن کے بارے شدید نفرت' غصہ بھی شامل ہو جاتا ہے۔ یا کوئی دشمن کا ایجنٹ پکڑا جائے یا کوئی اپنا باشندہ دشمن کے بارے شدیش نفرت' غصہ بھی شامل ہو جاتا ہے۔ یا کوئی دشمن کا ایجنٹ پکڑا جائے یا کوئی اپنا باشندہ دشمن کے ساتھ ملا ہوا ہو تو ان حالات میں نفرت اور غصہ بڑھ جاتا ہے۔

بعض اوقات دشمن کی یلغار سے بچنے یا اس کے خوف کو دور کرنے کے لئے ایسی افواہیں گھڑلی جاتی ہیں جن سے عوام میں حوصلہ بڑھ جاتا ہے مثلاً 1965ء کی جنگ میں "سبز عمامے والی سرکار" بڑے بڑے بموں کو ہاتھ میں پکڑ لیتے تھے اور ان کو ناکارہ کر دیتے تھے یا اس طرح فرشتوں کو محاذ جنگ میں ٹینکوں کی مدد کرنے اور افواج میں ٹینکوں کی مدد کرنے اور افواج پاکستان کا ساتھ دینے کا ذکر عوام میں پھیل گیا یہ افواہیں ایک شخص سے دوسرے شخص تک بڑی تیزی سے سفر کرتی ہیں اور ان میں اضافے اور من پسند حصے بھی شامل کر لیئے جاتے ہیں سنانے والا اور سننے والا ان افواہوں کو بڑے غور سے تجزیہ کرتے ہیں

اور پھر ان میں اضافہ کر کے دوسرے مقامات تک منتقل کر دیتے ہیں غرضیکہ ابلاغ کا افواہ سے بھی گہرا تعلق ہے اگرچہ یہ ایک خام اور غیر مستند حوالہ بنتا ہے مگر اسے ابلاغ سے نکالا نہیں جاسکتا۔

غرضیکہ ماس میڈیا جب جس دور میں داخل ہو رہا ہے اس دور میں اس کی ذمہ داریاں اور صورتیں بڑھ رہی ہیں اسے عصر حاضر کے نئے چیلنج در پیش ہیں اس کا معاشرے سے اور معاشرہ کا ابلاغ سے گہرا تعلق ہے معاشرے کی تمام قوتیں اس بات کی آرزومند ہیں کہ ابلاغ معاشرتی' معاشی اور سیاسی ڈھانچے کو پائیدار بنائے تاکہ عوام جمہوری اقدار سے فائدہ اٹھاتے رہیں

۔

ابلاغ اور رائے عامہ کا تعلق

کسی بھی مسئلہ کے حل کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ ہر شخص اس پر سوچتا ہے اور اپنی رائے یا فیصلہ سے دوسرے کو آگاہ کرتا ہے اس طرح رائے عامہ وجود میں آجاتی ہے اور ابلاغ عام پھیلتا ہے اس پر بحث ہوتی ہے مباحثے ہوتے ہیں عوام اور حکومت کی سطح پر فورم منعقد کیئے جاتے ہیں مسئلہ کا حل کیا ہے۔ غورو خوض ہوتا ہے۔ اخبارات' ریڈیو' ٹیلی ویژن اس نقطہ نظر کو پھیلاتے ہیں۔ ماہرین کا آراء یکجا کی جاتی ہے بروشر' پمفلٹ شائع کیے جاتے ہیں غرضیکہ رائے عامہ اور ابلاغ عامہ ایک ساتھ یک ہیت سے سفر کرتے ہیں مسائل کی نشاندھی کرتے ہیں اور پھر ان کا حل بہترین صلاحیوں سے تلاش کرتے ہیں اس طرح معاشرہ کی معاشی معاشرتی اور سیاستی بنیادیں مظبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جاتی ہیں اور معاشرہ سے یہ عمل پھیل کر ضلعی حدود میں اور ضلعی حددو سے ریاست اور ریاست سے بین الاقوامی استحکام اور ابلاغ یک جا ہو جاتے ہیں۔

ذرائع ابلاغ میں ٹیکنالوجی اور معاشرتی تبدیلی

عہد جدید کو انفارمیشن سوسائٹی کا نام دیا گیا ہے یہ Information

Society کا تعلق وسیع تر ٹیکنالوجی سے ہے یہ تبدیلی گھر' دفتر' پبلک ماحولیات موجود ہے۔ یہ عہد کمپیوٹر کا عہد ہے یہ عہد

سٹیلائٹ

(Video Tapes) (Satellites)

سرکٹ Fiber Optics Compact Disk

Artificial Intelligence Integrated Circuits

اور Robotics کی ایجادات ' اختراعات کا دور ہے اور ان اشیاء کی بدولت ہی ابلاغ کا انقلاب جاری و ساری نظر آتا ہے

انفارمیشن کا World Order

سے دنیا سکڑتی جارہی ہے اور صنعتی اعتبار سے ترقی یافتہ ممالک محکوم اقوام پر اپنا تسلط اور مضبوط کر رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں جب محکوم اقوام کو زندہ رہنے کے لئے اقوام غالب سے ایک نئی معاشرتی تبدیلی کے لئے آواز اٹھانی ہو گی تاکہ وہ بھی زندہ رہ سکیں۔

ذرائع ابلاغ زندگی کے تمام شعبوں میں ایک فکری تبدیلی کے لئے کوشاں ہیں تاکہ معاشی ' معاشرتی اور سیاسی ناہمواریوں اور رکاوٹوں کو دور کر کے زندگی کی تمدنی سہولتوں میں ایک عام آدمی کو بھی خود مختاری اور عزت نفس سے شامل کیا جا سکے۔

اگر آج تیسری دنیا متحرک برابری کا دعوی کرتی ہے یا حصہ لینے کا حق مانگتی ہے یہ اسی وجہ سے ممکن ہوا ہے کہ ابلاغ نے معاشی اور معاشرتی تبدیلیوں سے اسے باخبر کر دیا ہے۔ بڑی طاقتیں جس طرح اپنے فیصلے منواتے ہیں اور ان Conditions Terms and پر حکمرانی کا خواب دیکھتے ہیں اس سے تیسری دنیا باخبر ہو گئی ہے اب اس کی نظر میں ویٹو پاور کی بھی کوئی حیثیت نہیں رہی اور وہ اسے جمہوری انداز فکر کے منافی سمجھتے ہیں اگرچہ صنعتی ممالک ترقی پذیر ممالک پر دباؤ ڈالنے اور ان سے اپنی منشاء کے مطابق ووٹ حاصل کرنے اور بین الاقوامی تنظیموں میں اپنی برتری قائم کرنے کے لئے مختلف حربے استعمال کرتے ہیں اس میں امداد کی بندش' اسلحہ کی فراہمی میں رکاوٹ تعمیرو ترقیاتی منصوبوں میں رکاوٹ' قیمتوں میں اضافہ بجٹ سازی اور منصوبہ بندی میں مداخلت یہ وہ سارے حربے ہیں جو تیسری دنیا کے ممالک کے لئے روا رکھے جاتے ہیں۔ اس کش مکش اور مسلسل پکار

کا نتیجہ ہے کہ تیسری دنیا کے ممالک مجبور ہو گئے ہیں کہ وہ ابلاغ کی قوت سے اپنی مشکلات کو سامنے لائیں۔ خود مختاری، عزت نفس سے اپنے معاملات کو خود چلانے کا عزم کریں۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ ذرائع ابلاغ نے ترقی یافتہ ممالک جن میں روس جرمنی یورپ کے دیگر ممالک شامل ہیں ان کی معشیت لڑکھڑاتے ہوئے جہاز کی طرح ڈوب رہی ہے انہیں خام مواد، افرادی قوت اور وسائل کی فراہمی کا اندیشہ ہے جبکہ تیسری دنیا کے ممالک میں اپنے علیحدہ تشخص سے زندہ رہنے کی آرزو پرواں چڑھ رہی ہے۔ ترقی پذیر ممالک اس بات کی مانگ کر رہے ہیں کہ بین الاقوامی قانون خواہ کچھ بھی ہو اسے گونگا نہیں بنایا جاسکتا۔ چونکہ اس ایک سماجی عمل کو پورا کرنا ہے اس لیے اسے ہماری دنیا میں وقوع پذیر ہونے والی تبدیلیوں سے متعلق ہونا چاہئے باہمی آویزش اور مخصوص طبقے کے افراد پر مبنی حکومتوں کی اس دنیا کا ضبطی کے بین الاقوامی حق پر انحصار ہے یعنی آزادی کی ضلطی اور آزاد ہونے والی ریاستوں کی خود مختاری کی ضبطی اس کے برعکس باہمی اتحاد کی دنیا جو قائم ہو گی وہ حصہ داری کے بین الاقوامی حق پر مشتمل ہو گی یعنی تمام ممالک کا اس نظام کے قیام اور بقاء میں برابر کا حصہ ہو گا۔ یہ بھی دلچسپ حقیقت ہے کہ تیسری دنیا کے ممالک کو یہ تاثر دیا گیا کہ وہ کس طرح ان بڑی طاقتوں کے مقابلے میں برابری کا حق حاصل کریں گے جو ان سے کئی گنا طاقتور اور غالب ہیں مگر ابلاغ کی دنیا میں رونما ہونے والے انقلاب نے انہیں خود مختاری کا وہ فلسفہ دیا ہے جس بدولت وہ دو طریقوں سے اثر انداز ہو سکتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ دنیا کے معاملات میں ان کے مشترکہ عمل اور اتحاد کی قوت ان کی موثر حکمت عملی ہو گی دوسرا ان صنعتی اور ترقی یافتہ ممالک کو خام مال، اور انرجی کی ضرورت ہے جو ان تیسری دنیا کے ممالک کے پاس ہے وہ اسے ہتھیار کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں اور اپنے ان وسائل پر مسلسل مہارت سے قابو پاسکتے ہیں۔ تیسری دنیا کے ممالک کو سب سے شدید خطرہ آبادی میں اضافہ ہے جو غربت افلاس بیروزگاری اور پست معیار زندگی کا تسلسل ہے۔ یونیسف کی رپورٹ برائے سال 1994 کے مطابق بہت سے بچوں میں زمین تقسیم ہو جاتی ہے بیروزگاری بڑھ جاتی ہے جبکہ اجرتیں کم رہتی ہیں والدین کے پاس بچوں کی صحت غذائی حالت اور تعلیم پر خرچ کرنے کے لئے تعلیم اور وسائل کی کمی ہو جاتی ہے حکومت پر صحت اور تعلیم کی خدمات کا بوجھ بڑھ جاتا ہے۔

یونیسیف کی رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے ہمالیہ کے دامن اینڈس کی ڈھلوانوں ہٹی (ڈومیکن ری پبلک کے تباہ شدہ علاقوں وسطی امریکہ کے پہاڑی علاقوں اور ایتھوپیائی گھاٹیوں میں روٹی کمانے کے وسائل بہہ جاتے ہیں۔ مجموعی طور پر 50 کروڑ افراد ان پہاڑی علاقوں میں رہ رہے ہیں اور کاشت کر رہے ہیں جہاں مٹی کے بہہ جانے کا شدید خطرہ منڈلاتا رہتا ہے ان اسباب سے غربت اور افلاس اور آبادی میں اضافہ رہتا ہے جس سے ماحول پر دباؤ بڑھ جاتا ہے جس کی وجہ سے غربت زیادہ شدت اختیار کرلیتی ہے۔ غربت آبادی اور ماحولیات کے اس چکر کو الٹا چلانے کے لیئے بین الاقوامی کاروائی کی ضرورت ہے۔

رپورٹ میں خبردار کیا گیا ہے چند سالوں میں اگر غربت کے بدترین اثرات تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی اور ماحول کی ابتری پر قابو پانے میں ناکامی ہوئی تو اس کا نتیجہ معاشرتی ناہمواری اقتصادی خرابی سیاسی بدامنی میں اضافہ کی صورت میں نکلے گا مزید برآں جمہوریت اور بین الاقوامی استحکام کی طرف پیش رفت کے موجودہ مواقع بتدریج ضائع ہو جائیں گے۔

اگر تاریک براعظم افریقہ کی طرف نگاہ ڈالیں تو صحرائے اعظم کے جنوب میں افریقہ دنیا کا واحد علاقہ ہے جہاں غربت بتدریج شدت اختیار کرتی جارہی ہے دس سال پہلے کے مقابلے میں ایک اوسط شہری 20 فیصد مزید غریب ہو چکا ہے اور 20 کروڑ سے زائد افراد۔ علاقہ کی نصف آبادی اپنی انتہائی بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کے قابل نہیں رہی۔ ایک اندازے کے مطابق تین کروڑ افراد کے سروں پر مسلسل خشک سالی اور فاقوں کا خطرہ منڈلا رہا ہے ہیلتھ کلینک بند ہو چکے ہیں ڈاکٹر اور ان کا سٹاف موجود نہیں تعلیم مفقود ہو رہی ہے زمین کے وسائل معدوم ہو رہے ہیں زیر کاشت رقبہ زمین کے کٹاؤ کا شکار ہے صحرائے صغیر افریقہ میں ایڈز کی وبا نے نہ صرف 40 میں سے ایک شخص کو اس میں مبتلا کر دیا ہے بلکہ ایک کروڑ بچے یا تو یتیم ہو جائیں گے یا بے سہارا ہو جائیں گے افریقہ پر قرضوں کا بوجھ الگ ہے اور بیرونی دنیا کا استحصال ان پر الگ بوجھ ہے یہی حال ایشاء کے غریب ممالک جن میں بنگلا دیش۔ بھوٹان۔ نیپال بھارت۔ سری لنکا۔ برما۔ افغانستان جیسے ممالک شامل ہیں جہاں غربت انتہا کو پہنچ گئی ہے وسائل محدود ہو گئے ہیں اور بدامنی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے ان حالات میں ذرائع ابلاغ کا کیا کردار ہونا چاہیئے۔ اس کا تذکرہ کچھ یوں ہے۔

ذرائع ابلاغ کے مجموعی اثرات

ذرائع ابلاغ کے مجموعی اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے ہمیں اس امر کا بڑی احتیاط سے اور بڑی ذمہ داری سے تعین کرنا ہو گا کہ کیا واقع میڈیا ہماری مجموعی زندگی کے امور کو متاثر کر رہا ہے۔ کیا ٹیلی ویژن کے پروگرام واقعی معلوماتی۔ تعلیمی اور تفریح کے زمرے میں آتے ہیں۔ کیا ریڈیو اور مطبوعہ صحافت فی الواقعہ ہماری سوچ اور فکر کو متاثر کر رہی ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں جس کا مشاہدہ Stephan Lesher محسوس کرتے ہیں

To a Large extent Media unbound does just that. It examines the limitrtions of journalism and in so doing tries to keep it at its proper rank- the Court stenographer not the joudge or jurg the informer not the decision maker journalists too reflect reality imperfectly and without bearing responsibility for resolving the conflicts they delireate Too often however their miss judgements magnified by their media underby influence the out come of events and our understanding of them

اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کی ذمہ داری ہے کہ وہ حقائق کی رپورٹنگ اس نقطہ نظر سے کریں کہ عوام کی کی صحیح فکری تربیت ہو سکے یہ درست نہیں کہ میڈیا بغیر زمام کے ہے اور اس کی کوئی مہار نہیں اس کے لئے ضابطے اصول اور اخلاقی دباو موجود ہیں اس لئے Media unbound نہیں اس پر ذمہ داریاں ہیں اور یہ اپنی ذمہ داریوں کے تحت معاشرہ اور معاشرتی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔

A carefully trained educated and enlightened reporter

ordinarily should be able to make sound and unbiased judgement

(22)

جدید ذرائع ابلاغ کی وسعت اور طاقت اور جدید ترین ٹیکنالوجی کیونکہ بڑی طاقتوں کی اجارہ داری ہے اس لئے اطلاعات کا یک طرفہ بہاؤ دکھائی دیتا ہے وہ جس طرح دنیا کی تصویر دکھانا چاہیں دکھاتے ہیں اس لئے ترقی پذیر ممالک اس بات کو شدت سے محسوس کر رہے ہیں کہ ان اطلاعات پر اعتماد نہ کریں جو ان کے اقتصادی ثقافتی سیاسی اور سماجی ورثہ کے خلاف ہیں یا ان کی سوچ سے ٹکراو کا درجہ رکھتی ہیں۔ اس لئے ترقی پذیر ممالک میں یہ شعور شدت سے بڑھ رہا ہے کہ مغربی ذرائع ابلاغ پر کم سے کم انحصار کیا جائے کیونکہ یہ ذہنی غلامی میں مبتلا کر دیتے ہیں نیوز ویک ٹائم جیسے میگزین ایک مخصوص نقطہ نظر کو اجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہیں دیگر اخبار خبررساں ادارے ریڈیو ٹیلی ویژن پروگرام فلمیں کتابیں رسالے ابلاغ کے وہ ذریعے ہیں جن پر چند ترقی یافتہ ممالک کی چھاپ لگی ہے ذرائع ابلاغ کے اس عدم توازن کے نقصان دہ اثرات کو اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو نے سنجیدگی سے نوٹس لیا ہے اور وہ اس ضمن میں کوشاں ہے کہ ابلاغ عام کے راستے میں رکاوٹوں کو دور کرے مشترکہ معلومات اور مفاہمت کے فروغ میں اپنا کردار ادا کرے۔ اس ضمن میں اطلاعات کے قحط کو دور کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں یونیسکو نے دیہی ترقی کے لئے زرعی صحافت کو فروغ دیا ہے سمعی و بصری سامان کی فراہمی اور مصنوعی سیاروں کے ذریعے نشریات کو دور تک پہنچانے کا اہتمام کیا ہے مگر ابھی تک وہ مطلوبہ مقاصد پورے نہیں ہوئے جو ابلاغ عام کی ضرورتوں کے متعلق ہیں۔ اس وقت صرف غربت۔ افلاس یا بڑھتی ہوئی آبادی یا ماحولیات کے برباد ہونے کے خدشات کافی نہیں اس وقت تیسری دنیا کو ایک انجانے خوف کا بھی سامنا ہے اسلحہ کی دوڑ اور اس کے مصارف ترقی پذیر ممالک کے لئے عذاب جان بن گئے ہیں۔ دنیا بھر کے وسائل صرف اس بات پر صرف ہو رہے ہیں کہ ایٹمی پھیلاؤ اور ایٹمی حملوں میں ہمارا دفاع کن حکمت عملیوں پر منحصر ہو۔ تیسری دنیا جہاں معاشی۔ معاشرتی اور سیاسی اور سماجی استحکام کے لئے کوشاں ہے وہاں اس کی نظر اس بات پر بھی ہے کہ مغربی دنیا نے ابلاغ عام کے سلسلے میں جو پیش رفت کی ہے اور جس ٹیکنالوجی کو متعارف کرایا ہے اس سے کون آگاہ نہیں ٹیلی ویژن کا ٹریج سسٹم

مصنوعی سیاروں۔ تار۔ لیزر اور نقول تیار کرنے والی ترقی یافتہ مشین کمپیوٹر پیکٹ ڈیٹا سسٹم نے ابلاغ کی ترقی میں جو حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا ہے اس سے تیسری دنیا فائدہ تو اٹھانا چاہتی ہے مگر اس کے راستے میں صدیوں کی تہذیب۔ ثقافت اور کلچر کی روایات بھی شامل ہیں جو ان ایجادات سے متاثر ہو سکتی ہیں اس لئے ابلاغ عام کے استعمال میں ذمہ داری اور عوام کی سوچ کو مسب بنانے کا اہم ترین فریضہ بھی شامل ہے۔ صرف شیمپو کے اشتہار کی چمک سے متاثر ہو کر سرسوں کے تیل فراموش کر دینا کوئی عقل مندی نہیں۔ اس لئے بین الاقوامی اداروں اور تنظیموں کی ذمہ داری ہے کہ اس جدید ترین ابلاغ کے استعمال میں اور اس سے حاصل کردہ قواعد میں امیر اور غریب ترقی یافتہ اور ترقی پذیر اقوام کو برابر شامل کیا جائے اور یک طرفہ اطلاعات کے بہاؤ کو روکا جائے تاکہ امیر اور غریب کا فرق بتدریج کم ہو سکے اور ابلاغ پر بڑی طاقتوں کا کنٹرول بھی کم ہو سکے اور اس میں غریب اقوام بھی اپنی معاشرتی اور معاشی اقدار کو تحفظ دے سکیں اور مستقبل کی تعمیر و ترقی کے اہداف کی ترجیحات کا تعین کر سکیں۔

کتابیات و حوالہ جات

1 ایم ایس ناز اخبار نویس کی مختصر ترین تاریخ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور

By prentice Hall new jersey John-R-Biltner Mass Communication 2

3 جدید ابلاغ عامہ 1990 مہدی حسن مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد۔

4 پاکستان میں ابلاغیات ترقی اور مسائل مسکین علی حجازی صفحہ نمبر14 1990 سنگ میل پبلی کیشنز لاہور۔

5 ابلاغ عامہ کے نظریات از ڈاکٹر محمد شمس الدین سلسلہ مطبوعات طبع اول جون 1990 مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد۔

Mass Communication an introduction 4th edition By John-R-Bettner 6

prentice Hall engle wood clitts new jersey 07632

Gaue-F-Jankowski president CBS/Broadcast group speech before the Radio 7

and Television Communications of the Southern Baptist convention fort worth

teeseas Feb 171983.

8 فیچر نگاری از شفیق جالندھری اشاعت اول مئی 1983ء علمی کتاب خانہ لاہور۔

9 شفیق جالندھری ڈاکٹر' صحافت اور صحافی اشاعت اول جنوری 1990ء اے ون پبلشرز' لاہور۔

10 جدید ابلاغ عام مہدی حسن 1990ء مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد۔

Reading in mass communication seventh edition by Michael- C-Emery 11

FED-C-Symth win-C-Brown publishers 1989 page 128.

Mass Communication second Edition by James D-Harless 12

Win-C-Brown Publishers 1990.

James Curran Michael Gurevitech Janet woolacott 13

Mass Communication and Society.

14 احمد نسیم سندیلوی خبر نگاری دسمبر1992ء صفحات 69.68 اور 70 مقتدرہ قومی زبان' اسلام آباد۔

15 مائیکل سی ایمری ٹیڈ سی سمتھی' ماس کمونی کیشن ساتویں جلد 1989ء ڈبلیو۔ سی بی۔ وم۔ سی۔ براؤن۔ پبلشرز

Rise in Efforts to foster Us- Soviet Peace" The Christians 16

Science Monitor (December 121984)

17 ابلاغ عام 1974 مہدی حسن صفحہ 163 مطبع کارواں پریس لاہور۔

18 جہاں تک رابرٹ۔ ای ۔ اے فیلڈ کا تعلق ہے کے لئے فورینا سٹیٹ یونیورسٹی میں پروفیسر رہے ہیں اور پبلک ریلیشن

سوسائٹی کے اہم رکن رہے ہیں نیز تعلقات عامہ اور ماس کمونی کیشن پر ان کی شاندار تصانیف موجود ہیں

Mass communication 7th Edition by Michael -E-Wa-C-Brown

Publishers Emery page 177.

Frederick willians The 19 New Communications Second Edition 19

1989. Wardsworth Publishing company california.

20 معاشرہ اور ابلاغ عام مترجم محمد سعید شیخ 1986 اسلامک بک سنٹر لاہور

Lsher Stephan Media inbound 1982 page 2 Houghton mifflin 21

Company Boston.

Harriss Julian The complete Reporter 5th Edition Page 70 22

Macmillan Publishing company New Yark

باب سوم

ملتان کی سیاسی اور معاشرتی زندگی میں جرائد اور اخبارات کا کردار

ملتان کی سیاسی اور معاشرتی زندگی میں جرائد و اخبارات کے کردار کا جائزہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ملتان میں ابلاغ عام کی روایت خاصی پرانی ہے جہاں ایک طرف جرائد و رسائل اور اخبارات نے عوام کے شعور کی پختگی میں کردار ادا کیا ہے وہاں اہل علم اور اہل قلم نے بھی اپنی حریت فکر سے ذہنوں میں ادراک کے نئے دیپ فروزاں کئے ہیں ملتان میں سیاسی بیداری اور معاشرتی زندگی مین تبدیلی کا سب سے بڑا ابلاغ صوفیا کرام نے پیدا کیا ان کے کردار کی شائستگی اور اعمال کی پاکیزگی افراد پر گہرا اثر ڈالتی تھی' ان کی فکر اور ذکر کی محفلیں سماع کی وجد آفریں محافل ان کے مدرسے اور مکتب ان کے کتب خانے سبھی افراد کی ذہنی پختگی کے لئے وقف تھے ان اولیائے عظام نے شعر و سخن کی صورت میں وجد اور کال کی صورت میں اظہار کے نئے نئے وسیلے تلاش کئے کبھی شعر و ادب کو وسیلہ بنایا کبھی سنگ وحشت سے کبھی سنگ تراشی کبھی مصوری کبھی خطاطی' کبھی ظروف سازی' کبھی کاشی گری اور کبھی نقش گری' کبھی فن تعمیر کے دل آویز نقش کبھی منبر و محراب کے خطوط ان سب اشکال سے ابلاغ عام پیدا ہوا مساجد کی تعمیر خانقاہوں کا منفرد انداز ان کے گنبد ان کے دروازے ان کی کھڑکیاں ان کے غلاف ان سب کی تیاری میں افراد کی دلچسپی اور روز گار کی فراہمی دراصل معاشی اسودگی کی علامت تھی سیاسی اعتبار سے جو ان مساجد اور خانقاہوں سے دور ہو جاتا وہ عوام کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ان سے محبت کرنے والوں کے ہمیشہ ووٹ بڑھتے رہے اولیائے کرام سے محبت ان کا اصل منشور رہا جو عوام کے لئے وجہ کشش رہا کوزہ گری قالین بانی و پارچہ بافی۔ طب سبھی موثر روزگار کا حصول رہے ہیں نہ صرف روزگار کا ان سے تحفظ ملا ہے بلکہ ذہنی اختراعات اور ایجادات اور فکری اضافے بھی ممکن ہوئے ہیں۔

ملتان میں صحافت کا آغاز

ملتان میں صحافت کا کیسے آغاز ہوا اور کس طرح یہاں سے پرچے جاری ہوئے پرنٹنگ پریس کی کیا سہولت تھی۔ رپورٹر مدیر کون تھے اور ملتان میں اخباری دنیا کس نہج پر اور کس سمت میں گامزن تھی یہ وہ سوالات ہیں جو عموماً ملتان میں صحافت کی تاریخ اور اجراء کے بارے پوچھے جاتے ہیں

ملتان میں جرائداور اخبارات کی روایت

صحافت کا ملتان میں سفر بعض محققین کی متفقہ رائے ہے کہ 1853ء میں اردو کے مائیہ ناز انشاپرداز منشی مہدی حسن خان نے صحافت کا آغاز کیا "ریاض نور" کے نام سے پہلا باقاعدہ عوامی اخبار شائع کرنا شروع کیا یہ ہفتہ روزہ تھا اور بہت مقبول ہوا بلکہ اپنی نوعیت کا منفرد ہونے کی وجہ سے ملتان اور اس کے مضافات میں کامیاب ہوا ۔

ایم ایس ناز کے مطابق

سیالکوٹ کے بعد ملتان بڑا شہر تھا جہاں اردو صحافت کا غلغلہ برپا ہوا 1952 میں یہاں سے ریاض نور جاری ہوا اس کے مدیر منشی محمد مہدی حسین خاں تھے جنہوں نے دریائے نور میں کام کرکے نام پایا 1856ء میں انہوں نے ریاض نور میں تحصیل داروں کے خلاف ایک توہین آمیز مضمون شائع کیا جس کے نتیجے میں انہیں سات سال قید کی سزا ہوئی کچھ عرصہ بعد ان کی سزا معاف ہوگئی اور منشی محمد مہدی حسین خاں ۔ منشی نو لکشور کے اودھ اخبار سے وابستہ ہوگئے اور ریاض نور 1857ء کے انقلاب کی نذر ہوگیا (1)

" ریاض نور " کو جاری ہوئے ابھی ڈیڑھ سال کا عرصہ بھی نہیں ہوا تھا کہ ملتان سے ایک اور اخبار جاری ہوا جس کا نام شعاع الشمس تھا

شعاع الشمس اس اخبار کے بارے ایم ایس ناز رقمطراز ہیں یہ اخبار ریاض نور کا ہمعصر تھا اور اپنے پیش رو کے تقریبا سوا سال بعد منظر عام پر آیا ۔ فقیر غلام نصیرالدین اس کے مدیر تھے جنکی منشی مہدی حسین خاں سے چشمک رہتی تھی شعاعِ الشمس میں ریاض نور کے خلاف اور ریاض نور میں شعاعِ الشمس کی مخالفت میں چھپتے تھے کچھ عرصہ بعد شعاعِ الشمس کو یہ صحافتی چشمکیں راس نہ آئی اور یہ اخبار بند ہوگیا۔ فقیر غلام نصیرالدین کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ عجیب و غریب طبیعت کے مالک تھے سنویت ان پر غالب رہی بہاول پور کے رہنے والے تھے شعاعِ الشمس بند ہوا تو کچھ عرصہ بے روز گار رہے پھر نواب آف بہاولپور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے زاہد و تقوی سے انہیں متاثر کیا میر منشی کا عہدہ پایااور نواب صاحب کی تعریف میں رطب اللسان رہے پھر ایک روز اچانک رو پوش ہو گئے اور بعد میں نواب کے خلاف باغیانہ سرگرمیوں کے الزام میں اشتعال انگیز تقریریں کرتے ہوئے انہیں پکڑ لیا گیا اپریل 1866ء میں انہیں جیل ڈال دیا گیا اور اس کے بعد کچھ پتہ نہیں چلتا۔ ممکن ہے جیل ہی میں جہان فانی سے رخصت ہو گئے ہوں (2)

جہاں تک میر منشی مہدی حسین خاں کا تعلق ہے وہ بلند پایہ صحافی تھے ریاض نور کے مدیر کے علاوہ وہ بعد میں دریائے نور لاہور کے پرچے میں بھی مدیر رہے اور اپنی صحافتی عظمتوں کو اجاگر کیا۔

پیس (Peace)

ملتان میں پہلا ہفت وار تبلیغی اخبار Peace جاری ہوا جس کے مدیر ملک رگھناتھ رائے تھے یہ اخبار افریقہ ملایا۔ برما۔ اور جاپان تک جاتا تھا۔ یہ ہفت روزہ ریاض نور اور شعاع الشم کا ہم عصر تھا۔

نو بہار

یہ ہفت روزہ ملتان کے اندرونی محلہ کڑی افغان چوک فوارہ کے قریب سے نکلتا تھا اس ہفت روزہ کے سولہ

صفحات ہوئے تھے اس کا سالانہ چندہ بارہ روپے تھا۔ اس کا مالک منشی محمد حسین اور ایڈیٹر امین الدین تھے یہ نو بہار پرنٹنگ پریس بوہڑگیٹ سے چھپتا تھا(3)

دانش ہند

تاریخ اور صحافت کے مصنف امداد صابری کے مطابق یہ اخبار 1884ء میں ملتان سے جاری ہوا کچھ عرصہ اس کی اشاعت جاری رہی۔ یہ ہفت روزہ تھا اور اس ہفتہ روزہ نے اہل ملتان کی نمائندگی بڑے موثر انداز سے کی مگر یہ جاری نہ رہ سکا اور بالاخر یہ بھی بند ہو گیا۔

ملتان کے نامور ادیب دانشور صحافی اسد ملتانی کے برادر خورد محمد اکرم خاں جنہوں نے ملتان سے 1934 میں روز نامہ شمس جاری کیا اور جو 1954 تک باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا پھر اس کی حالت یہ ہوئی کہ کبھی شائع ہو گیا اور کبھی نہ ہوا۔ لیکن محمد اکرم خان بہت سے ہفت روزوں اور روزناموں کے اجراء اور اختتام کی داستانوں کے چشم دید گواہ ہیں ان کی یاد داشتیں سینہ بہ سینہ چلتی رہیں ان کے بیان کے مطابق ملتان سے جن پرچوں نے نام بنایا ان میں

مشیر گورنمنٹ

یہ 1912ء میں محمد شریف شیخ نے جاری کیا اور پرچہ کچھ دیر چلنے کے بعد ختم ہو گیا۔

اخبار القاط

یہ ہفت روزہ 1922ء میں ملتان سے جاری ہوا اس اخبار کے مدیر خورشید جیلانی تھے یہ اخبار بہت تھوڑے عرصہ میں منصہ شہود سے غائب ہو گیا

الشمس

اس اخبار کا آغاز 1922ء میں ہوا یہ ہفت روزہ اخبار تھا اس اخبار کے نکالنے والے ملتان کے عظیم دانشور شاعر اسد ملتانی تھے۔ محمد اسد خان اسد ملتان کے محلہ کڑی افغاناں کے رہنے والے تھے۔ آپ دسمبر 1902ء میں پیدا ہوئے آپ مادر زاد شاعر تھے مشن ہائی سکول ملتان سے میٹرک کیا اور گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا 1924 میں بی اے وہیں سے کیا 1926 میں مرکزی حکومت ہند میں ملازم ہو گئے تقسیم ملک کے بعد پاکستان آگئے اور اسلام آباد ملازم ہو گئے۔ لیکن اسلام آباد میں طبیعت ناساز ہو گئی اور وہیں 17 نومبر 1959 میں اس دور فانی سے رخصت ہو گئے۔

پشاوری پگڑی قمیض شلوار آپ کا لباس تھا ہاتھ میں چھڑی رکھتے باتیں بہت کم کرتے لیکن ان کی سوچ ایک مدبر کی تھی آپ اس اعتبار سے خوش نصیب تھے کہ آپ اس اعتبار سے خوش نصیب تھے کہ آپ کو شاعری اور صحافت کی بنیاد پر بڑی شہرت ملی آپ ابو الکلام آزاد سید سلیمان ندوی۔ علامہ اقبال سے گہر مراسم رکھتے تھے ملتان کی صحافت کا اگر کوئی بانی ہے تو اسد ملتانی ہے الشمس اخبار کا سائز 20x26 انچ تھا اور یہ آٹھ صفحات پر مشتمل تھا ہر صفحہ تین کالموں پر منقسم تھا جناب اسد ملتانی نے ایک ماہنامہ انعام بھی جاری کیا یہ دونوں اخبار کرشنا سیم پرس میں چھپتے تھے ان کا ماہانہ تو جلد ختم ہو گیا مگر الشمس کا سلسلہ جار رہا

اگر ملتان میں صحافت کے آغاز کا تعین کیا جائے تو یہ قیام پاکستان سے پہلے 1922 سے جاری تھی 1922 اور 1930 جب علامہ محمد اقبال نے اپنا تاریخ ساز خطبہ الہ آباد میں پیش کیا۔ 29 دسمبر 1930 کو علامہ محمد اقبال نے انگریزی میں خطبہ آلہ آباد دیا جس کے آخری حصے کچھ یوں تھے " مسلمانوں کی تاریخ سے میں نے ایک سبق سیکھا ہے تاریخ کے آڑے وقت میں مسلمانوں کو اسلام نے بچایا ہے مسلمانوں نے اسلام کی حفاظت نہیں کی اگر آج آپ اپنی نظریں اسلام پر گاڑ دیں اور اس میں جو حیات آفریں قوت پنہاں ہے اس سے متاثر ہو جائیں تو آپ اپنی پراگندہ قوتوں کو پھر سے اکٹھا کر

سکیں گے اپنی کھوئی صلاحیت کردار دوبارہ حاصل کر لیں گے قرآن کریم کی ایک بڑی معنی خیز آیت یہ ہے کہ پوری انسانیت کی موت اور پیدائش بھی فرد واحد کی موت اور پیدائش کی مانند ہے کوئی وجہ نہیں کہ آپ جو انسانیت کے اس ارفعی و اعلی تصور کے اولیں باعمل شارح ہونیکا دعوی کر سکتے ہیں اسی اصول پر جئیں اور ایک نفس واحدہ کی طرح آگے قدم بڑھائیں میں جب یہ کہتا ہوں کہ ہندوستان میں صورت حال وہ نہیں جو بظاہر نظر آتی ہے تو میرا مقصد کسی کو فریب دینا نہیں ہے لیکن بہر حال اس کا مطلب آپ پر اس وقت روشن ہو جائے گا جب آپ صورتحال کو دیکھنے کے لئے ایک صحیح اجتماعی خودی پیدا کر لیں گے " علامہ محمد اقبال کے اس ابلاغ اور متحدہ ہندوستان میں بیدار کی لہرنے ملتان میں بھی اس کے اثرات پیدا کئے 1930 کے بعد ملتان میں بہت سے روزنامہ۔ ہفت روزے۔ سہ روزے اور پندرہ ہوزے نکلنے شروع ہو گئے ان اخبارات اور رسائل نے کچھ عرصہ صحافت کے میدان میں ڈٹے رہے کچھ ان میں سے آگے نہ چل سکے لیکن ملتان کے بزرگ صحافیوں کے مطابق اس وقت ڈیکلریشن پر کوئی پابندیاں نہیں تھیں صرف ایک سادہ کاغذ پر درخواست لکھ کر دینے سے اجازت مل جاتی تھی ۔ منشی عبدالرحمن۔ محمد اکرم خاں اور عبدالکریم قاصف اس عہد کے باخبر صحافی اور جذبہ آزادی اور تحریک پاکستان کے مشن کے مجاہد تھے۔

روزنامہ شمس

اس روز نامہ کا اجراء 1934ء میں ہوا اس کے مدیر خاں محمد اکرم تھے یہ ہفت روزہ شمس کو روز نامہ کرنے پر شروع ہوا اس کے صفحات کی تعداد چار تھی لیکن یہ اخبار قیام پاکستان کے بعد بند ہو گیا۔ 1930 میں ملتان سے دیوی داس برنانے بھی روزنامہ نکالا جو اردو زبان میں تھا لیکن یہ بھی زیادہ دیر تک نہ چل سکا

روزنامہ آواز

ملک غلام جیلانی کھوکھر نے یہ اخبار جنوری 1934 میں جاری کیا یہ ملتان الیکٹرک پریس سے چھپتا تھا

روزنامہ الیکشن

یہ روزنامہ سید ولایت شاہ بخاری نے جاری کیا یہ بھی ملتان الیکٹرک پریس سے چھپتا تھا یہ اخبار 1934 میں شروع ہوا اور 1935 میں بند ہو گیا

روزنامہ زمزم

یہ روزنامہ 1934 میں شروع ہوا اس کو نکالنے والے شیخ کریم بخش صدیقی تھے اس میں ملتان کی خبریں زیادہ ہوتی تھیں یہ اخبار 1940 میں بند ہو گیا تھا

ہفت روزہ خیر خواہ ہند

ملتان کی تاریخ میں 1930 کا عرصہ اس اعتبار سے اہم ہے کہ اس عہد میں کئی ہفت روزہ منظر شہود پر آئے جن میں ایک ہفت روزہ خیر خواہ ہند بھی شامل ہے جو یکم مارچ 1930 ء میں جاری ہوا یہ ہفت روزہ اردو زبان میں تھا اور ملتان الیکٹرک پریس بیرون حرم گیٹ سے شائع ہوتا تھا اس کے پرنٹر اور پبلشر سکھ دیالسی تھے

بیدار

یہ ہفت روزہ دسمبر 1932ء میں شائع ہوا اس کے پرنٹر اور پبلشر بھی ایک ہندو ایشور دتا دیوان تھے یہ ہفت روزہ محنت کشوں کا نمائندہ تھا ۔ کیونکہ اس کی اشاعت میں ایسے مضامین ۔ خبریں شائع ہوتی تھی جو حکومت کے خلاف تھیں اس لئے یہ اخبار 1933ء میں بند ہوگیا یہ اخبار دوبارہ 1935ء میں جاری ہوا اور 1936ء میں کچھ عرصہ یہ روز نامہ بھی رہا یہ اخبار بھی اردو میں شائع ہوتا تھا اور حریت فکر کا علمبردار تھا ہمیشہ اس نے ریاستی تشدد کے خلاف آواز اٹھائی یہ ہفت روزہ

قیام پاکستان سے ایک سال قبل بند ہو گیا۔

مجاہد اسلام

یہ ہفت روزہ مارچ 1929ء میں جاری ہوا اس کا سائز 20 x 36/20 انچ تھا۔ اس مدیر اور پرنٹر منشی عبدالرحمن مرحوم تھے منشی عبدالرحمن کیونکہ دینی تعلیمات اور افکار میں گہری دلچسپی رکھتے تھے وہ اسے ہندوؤں اور دیگر کانگریسی جماعتوں کے خلاف ایک موثر آواز کے طور پر سامنے لائے اور اس مقصد میں خاصے کامیاب ہوئے

بے دھڑک یہ ہفت روزہ تھا جو نواب مشتاق احمد خاکوانی کی سرپرستی میں نکلتا تھا اس کے پرنٹر اور پبلشر کریم بخش صدیقی تھے اس کا سائز 20 x 30/4 تھا اس کے نکالنے کا مقصد اپنے مخالف حریف کو زچ کرنا اور اس کی کردار کشی تھا

ملتان پنچ

یہ اخبار اودھ پنچ سے متاثر ہو کر نکالا گیا۔ پیرزادہ کشفی الاسدی اس کے محرک تھے

محسن

اس ہفت روزہ کے پرنٹر اور پبلشر مولوی محبوب احمد اویسی تھے یہ اخبار بھی اردو میں شائع ہوتا تھا اقبال برقی پرنٹنگ پریس سے چھپتا تھا

طوفان

طوفان کے پرنٹر اور پبلشر شیخ غلام علی تھے یہ ہفت روزہ اردو اخبار تھا اور ملتان کی اسماعیلی برانچ کے مسائل اور افکار کا ترجمان تھا

ماہ نامے (Monthly) الفرید یہ ماہ نامہ خواجہ غلام فرید جو سرائیکی کے نامور شاعر تھے ان کی یاد میں نکالا گیا اس کے ایڈیٹر ملتان کے مصنف مولانا نور احمد فریدی تھے جو آج بھی زندہ ہیں ۔ اس رسالے کا اغاز 1934ء میں ہوا تھا۔ یہ رسالہ خالصتا خواجہ فرید کی شاعری اس کے رمزواسرار سے عبارت تھا

گنج شکر

یہ رسالہ مارچ 1933ء میں جاری کیاگیا یہ رسالہ 1934ء میں بند ہوگیا تھا اس کے ایڈیٹر بھی مولانا نوراحمد فریدی تھے یہ رسالہ حضرت بابا فرید گنج شکر کی یاد میں نکالا گیا۔

قیام پاکستان کے بعد ملتان میں صحافت کا فروغ

قیام پاکستان کے بعد ملتان کی صحافت میں بھی زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح بڑی تبدیلی آئی ۔ اگر چہ ملتان میں اس تعداد میں پرچے جاری نہ ہوسکے جو کہ تحریک پاکستان کے دنوں میں تھے مگر یہ حقیقت رہی کہ لاہور اور کراچی کے پرچوں نے یہاں کی ریڈر شپ کو متاثر کیا قومی اخبارات نے ملکی سطح کے مسائل کو اجاگر کیا اور ملتان کے اہل قلم حضرات نے ان میں بھر پور حصہ لیا ان کے رشحات قلم ان قومی اخبارات میں شائع ہوتے رہے۔ علاوہ ازیں ملتان سے جو پرچے اس دور میں کام کرتے رہے ان میں اکثر کا آپس میں صحافتی بگاڑ تھا اور رقیبانہ چشمک رہتی تھی اس عرصہ میں جو اخبارات ملتان کی صحافت پر چھائے رہے ان میں

اداکار

جسے گل محمد جوگی عطار نے 1954 میں جاری کیا

بیوپاری

یہ پرچہ 1956 میں ملتان میں جاری ہوا

محکم

روزنامہ نوائے ملتان کے مالک فاروق احمد اویسی نے 1950 میں یہ اخبار جاری کیا۔

زکریا

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی ملتان کے مزار کے سجادہ نشین مخدوم سجاد حسین قریشی نے یہ 1959 میں جاری کیا جو دو سال بعد بند ہو گیا

ملتان گزٹ

یہ اخبار 1960 میں شروع ہوا

طوفان

تیل کے ڈیلر محمد اختر چلاتے تھے

زلزلہ

نذر محمد اس اخبار کو نکالتے تھے

اس کے علاوہ ہفت روزہ کلیم بشارت گھنٹال گھن چکر آزاد وغیرہ کے نام شام ہیں 1959 میں ملک کے تین بڑے اخبارات نوائے وقت کوہستان اور امروز نے ملتان سے اپنے ایڈیشن شائع کرنا شروع کئے اس سال APP کی ٹیلی پرنٹر سروس بھی ملتان میں کام کرنے لگی ملتان میں سب سے پہلے کوہستان کا اجراء ہوا

روزنامہ کوہستان

روزنامہ کوہستان پہلا قومی اخبار ہے جو ملتان سے 1959 میں شروع ہوا اس کا دفتر حسن پروانہ کالونی میں تھا اس

میں طلباء کے صفحے کے انچارج جلال ربانی نامور صحافی تھا جو الحمد اللہ زندہ ہیں اور بہت سی باتوں کے چشم دید گواہ ہیں راقم الحروف کو روزنامہ کوہستان میں لکھنے کا شرف رہا ہے یہ اخبار ملتان میں خاصا مقبول تھا اور خاص طور پر جناب نسیم حجازی کے اداریئے جو پر مغز اور فکر انگیز ہوتے تھے روزنامہ کوہستان کا سائز 20x30 انچ تھا کوہستان کا پہلا پرچہ ملتان سے 21 اپریل 1959 کو نکلا تھا۔

ابتداء میں یہ لتھو پر چھپتا تھا مگر بعد میں آفسٹ مشین پر اس کی طباعت ہونے لگی روزنامہ مشرق کے سابق ایڈیٹر اقبال زبیری ملتان کے پہلے ریذیڈنٹ ایڈیٹر تھے کوہستان نے ملتان میں خاصی مقبولیت حاصل کی اور اس کی سرکولیشن سترہ اٹھارہ ہزار تک پہنچ گئی یہ اپوزیشن کا حامی پرچہ تھا روزنامہ کوہستان ملتان کے ایڈیشن کے انچارج ملک منظور جو آجکل ملتان میں کمپیوٹر کی کمپوزنگ کے کام میں دلچسپی لے رہے ہیں ملک صاحب نے ایک ملاقات میں بتایا کہ Spot Journalism سپاٹ جنرلزم میں اس پرچہ نے باقی حریفوں پر سبقت حاصل کر لی اخبار کا عملہ خبروں کے حصول اور انتخاب میں مہارت رکھتا تھا اس لئے یہ اخبار اپنے عروج پر رہا مگر اخبار کا زوال اس وقت شروع ہوا جب اس کی ایک اشاعت میں 1964 میں ایک قابل اعتراض مضمون شائع ہوا جس کی پاداش میں حکومت نے دو مہینے کے لئے کوہستان کی اشاعت بند کر دی اس کے علاوہ عنایت اللہ اور نسیم حجازی میں جھگڑا ہو گیا عنایت اللہ نے مشرق نکالا اور اپنے ساتھ بہترین کارکنوں کو ساتھ ملا لیا۔ نسیم حجازی نے 1967 میں کوہستان کو مسلم لیگ کے ہاتھوں فروخت کر دیا مگر اخبار نہ چل سکا اور بالآخر اکتوبر 1969 میں مسلم لیگ نے کوہستان کو بند کر دیا کارکنوں کو بقایا جات کی ادائیگی ایک آرڈی نینس کی صورت میں ہوئی عملہ نے اخبار کو جاری رکھنے کی کوشش کی مگر اخبار پھر بھی نہ چل سکا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔

نوائے وقت

میٹرو پولیٹین اخبارات میں کوہستان کے بعد نوائے وقت ملتان سے شروع ہوا اس کی پیشانی پر درج تھا " لاہور اور ملتان سے بیک وقت شائع ہونے والا اردو اخبار"

نوائے وقت کا پہلا پرچہ 16 جون 1959 کو شائع ہوا اخبار کا سائز 20x30 انچ تھا۔

پنجاب کے کئی مشاق صحافیوں نے جن میں مرحوم ظہور عالم شہید بھی شامل تھے فرہاد زیدی عرفان چغتائی سلطان عارف ہمایوں ادیب اور مقبول احمد صاحبان نے نوائے وقت میں کام کیا۔

صدارتی انتخابات جن میں فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں اور محترم فاطمہ جناح الیکشن لڑ رہے تھے نوائے وقت نے محترم فاطمہ جناح کی لالٹین کی اس قدر (Coverage) کوریج کی کہ پھول عوام کی نظروں میں شکست کھا گیا ویسے بظاہر کامیابی فیلڈ محمد ایوب خاں کی ہوش مگر دل لوگوں کے محترمہ کے ساتھ ساتھ نوائے وقت کی سرکولیشن پچاس ہزار تک پہنچ گئی یہ بہت بڑی سرکولیشن تھی جو ملتان میں کسی اخبار کو نصیب ہوئی۔

اس وقت نوائے وقت کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ ایک دن میں کئی بار اخبار چھپتا تھا۔ نوائے وقت کے پاس اپنا پریس نہیں تھا سید الیکٹرک پریس اور ہمدرد الیکٹرک پریس میں چھپتا تھا۔

1966 میں یہ اخبار ملتان میں بند ہو گیا مگر ان کا دفتر گلدین کالونی میں قائم رہا اور جس کے انچارج شیخ ریاض پرویز رہے راقم الحروف کے ایک سروے رپورٹ کے بعد جو انہوں نے نوائے وقت کی انتظامیہ کو لاہور پیش کی اور جو نکات اس میں اٹھائے گئے اس کی روشنی میں نوائے وقت دوبارہ ملتان سے 21 جون 1978 سے شروع ہوا اس کے پہلے ریذیڈنٹ ایڈیٹر شیخ ریاض پرویز ہیں جو اب تک اس عہدے پر فائز ہیں شیخ ایک منجھے ہوئے صحافی اور مدبر انسان نوائے وقت کا اپنا پریس موجود ہے اور اب تو کمپیوٹر پر پرنٹنگ کا انتظام کر لیا گیا ہے نوائے وقت اس وقت ملتان کا واحد قومی اخبار ہے

جو کراچی پنڈی لاہور اور ملتان سے شائع ہوتا ہے ملتان میں اس کے مقابلہ کا کوئی اخبار نہیں پہلے امروز تھا مگر امروز بھی بند ہو چکا ہے خبریں ملتان سے اشاعت کا آغاز کرنا چاہتا تھا مگر ابھی تک نہیں کر سکا روزنامہ پاکستان بھی عنقریب ملتان سے اپنی اشاعت کا آغاز کرنا چاہتا ہے مگر دیکھیئے کب تک فی الحال ملتان ڈویژن اور اس کے مضافات بہاولپور ڈیرہ غازی خاں یعنی سکھر سے کشمور اور ملتان سے وہاڑی تک نوائے وقت کی سرکولیشن ہے اور یہی اخبار ملتان کے معاملات تعمیر و ترقی اور معاشی اور معاشرتی ترجیحات کے لئے بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔

روزنامہ امروز

نوائے وقت اور کوہستان کے بعد امروز نے بھی ملتان سے اپنا اجراء کیا یہ اخبار لاہور کراچی اور ملتان سے شائع ہوتا تھا یہ اخبار جولائی 1959 میں ملتان سے شروع ہوا اس کا سائز جہازی تھا شروع میں لتھو پر چھپتا تھا مگر بعد میں امروز نے اپنی آفسٹ مشین منگوا کر پرنٹنگ میں خود کفالت حاصل کر لی امروز ملتان میں خوب بکا اور اس کی اشاعت خاصی رہی مسعود اشعر اس کے ایڈیٹر تھے یہ اخبار ملتان کے افق پر تن تنہا محو پرواز تھا بعد میں اس کے زوال کا دور شروع ہوا اگرچہ اقبال ساغر صدیقی نے اسے کچھ عرصہ سنبھالے رکھا مگر یہ اخبار اپنے ہی کارکنوں کے ہاتھوں شہید ہو گیا اور اب گذشتہ تین سال سے بند ہے اس کے دفاتر میں پاکستان ٹائمز کا عارضی دفتر قائم ہے

جسارت

یہ جماعت اسلامی اخبار تھا 1970 کے انتخابات کے موقع پر ملتان سے جاری ہوا اس میں کتابت کی بڑی اغلاط ہوتی تھی اور غیر ذمہ درانہ صحافت کی وجہ سے یہ بہت جلد بند ہوگیا۔ 1970ء کے انتخابات کے موقع پر جسارت نے ایک ضمیمہ نکالا جس کی شہ سرخی تھی "مولانا حامد علی بھاری اکثریت سے کامیاب ہوجائیں گے "

مگر ووٹوں کی گنتی کی گئی تو جسارت کی پیش گوئی غلط ثابت ہوئی ۔

ملتان میں جسارت کے نمائندے عبدالخالق تھے جو اپنی جانبداری سے بہت جلد صحافتی حلقوں میں غیر مقبول ہو گئے

اسی طرح 1972ء کے بعد اخبارات و رسائل

ان میں ہفت روزہ گریبان اس کے مدیر ایثار راعی ہیں جن کا آجکل روزنامہ قومی آواز چوک ڈیرہ اڈا نکلتا ہے

پندرہ روزہ جلترنگ

اس کے ایڈیٹر اختر صاحب ہیں یہ فلمی رسالہ ہے مگر اس میں سیاسی مضامین بھی شامل ہیں

ماہنامہ قانون ۔ ہفت روزہ نوائے عام ماہنامہ دعوت الحق ۔ ڈیلی بزنس رپورٹ ۔ ٹرانسپورٹ سروس ۔ بزنس ٹائم ۔ زمیندار سدھار ۔ ہفت روزہ اذان ۔ رہبر دیہات ۔ سیرو سفر ۔ پندرہ روزہ افراد ۔ ندائے افغان ۔ صدائے وقت ۔ ماہ نامہ ملک گزٹ ۔ ماہ نامہ بلوچی دنیا ۔ ماہ نامہ سرائیکی دنیا ۔ ماہنامہ وارث شاہ اس کے ایڈیٹر مشکور صابری ایڈوکیٹ ہیں ہمارا اسماعیل آباد کالونی ٹیکسٹائل ملز کا شعبہ تعلقات عامہ نکلتا ہے

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کی طرف سے ہر ماہ یونیورسٹی نیوز بلیٹن کے نام سے 1976ء سے لیکر 1994ء تک یہ رسالہ جو ماہ نامہ ہے باقاعدگی سے جاری ہے ماہ نامہ پاسباں یہ یہ آرمی کا رسالہ ہے جو اس کا شعبہ تعلقات عامہ نکالتا ہے ۔

روزنامہ عدل

ملتان کے سنجیدہ روزناموں میں روزنامہ عدل بھی شامل ہے جسے جناب جلال ربانی نواں شہر سے نکالتے ہیں ۔

روزنامہ آفتاب

یہ ملتان اور لاہور سے یہ بیک وقت نکلتاہے اس کے ایڈیٹر ممتاز احمد طاہر ہیں جو آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی

کے نائب صدر بھی رہے ہیں

روزنامہ سنگ میل

ملتان کے سنجیدہ اخبارات میں شمار ہوتا ہے اس میں امروز کے کہنہ مشق صحافی شامل ہیں جن میں ایم آر روحانی امتیاز روحانی ولی محمد واجد۔ ارشد سلیمی نمایاں ہیں

نوائے ملتان

روزنامہ نوائے ملتان نے اپنا آغاز 1967ء میں کیا یہ ملتان کا علاقائی پرچہ ہے اسکے ایڈیٹر خلیل بھٹی ہیں

ملتان میں طباعت ۔ صحافت کی تاریخ کے مشہور صحافی شبیر حسن اختر لکھتے ہیں

شبیر حسن اختر ملتان میں طباعت کی تاریخ صرف نصف صدی کے مختصر سے عرصہ میں پھیلی ہوئی ہے سب پہلا پریس غالباً ۱۹۲۰ء میں بلدیہ نے اپنے دفتری کام کیلئے لگایا تھا یہ چھاپا خانہ ہاتھ سے چلتا تھا اور اس کی چھپائی خاص مسالہ سے بنے ہوئے بھاری بھرکم پتھروں سے ہوتی تھی جنہیں ادھر سے اٹھاکر ادھر رکھنے کے لئے کم از کم دو مشٹنڈوں کی ضرورت پڑتی تھی یہ ایک عجیب اور مختصر سا لکڑی کا ڈھانچہ ہوتا تھا جس پر دن بھر میں زیادہ سے زیادہ دوسو واب کاغذ چھپ سکتے تھے ۔ بلدیہ کے بعد ایک ہندوطابع سونورام نے پل شوالہ پر اسی طرح کا ایک دستی پریس لگایا تھا ۔ اس پریس کا نام وکٹوریہ پریس تھا چھاونی میں ایک اور ہندو طابع بدھورام نے ایڈورڈپریس کے نام سے انگریزی کا ایک چھاپہ خانہ لگایاتھا چوتھا دستی پریس مول چند مدان نے بوہڑگیٹ کے باہر نوبہار پریس کے نام سے لگایا تھا یہ تمام چھاپہ خانے اب ناپید ہو چکے ہیں۔

بھاپ کے انجن سے چلنے والا سب سے پہلا پریس حسین آگاہی میں کرشنا سٹیم پریس کے نام سے قائم ہوا اب اس جگہ پریس کی بجائے برف خانہ چل رہا اس پریس کے مالک رام کشن تھے اس پر 22x9 کا کاغذ چھپتا تھا اس پریس کے مشین

مین شیخ نور حسن تھے ملتان میں اس وقت جتنے بھی مشین مین ہیں تقریباً سبھی انہیں کے شاگرد ہیں شیخ نور حسن اعظم گڑھ (یو پی) کے رہنے والے تھے 1922ء میں یہاں آئے اور یہیں کے ہو رہے آخری عمر میں ان کی بینائی جاتی رہی تھی جناب اسد ملتانی نے ان کی سرپرستی کی اور وہ ان کے پریس و مطبع شمس میں آخری دم تک رہائش پذیر ہے انہوں نے 1967 میں وفات پائی۔ مسلمانوں میں سب سے پہلا پریس مولوی فیض احمد اویسی نے 1921 میں فخر مجتبیٰ کے نام سے قائم کیا۔ یہ دستی پریس تھا جو اس حالت میں ختم ہوا۔ 1922 میں مولوی عبدالسلام قادری نے مسلم حمیدیہ کے نام سے موسوم ہوا اور پھر مولوی محبوب احمد اویسی نے 1928ء میں پریس کو خرید کر اقبال برقی پریس کے نام سے جاری کیا 20x30 کی پہلی مشین اس میں نصب کی یہ پرس بعد میں ہندو مسلم فسادات کے دوران بحق سرکار ضبط ہوا قیام پاکستان سے پہلے شیخ مظفر الدین نے بھی چوک شہیداں میں زمیندار سدھار پریس کے نام سے ایک چھاپہ خانہ قائم کیا تھا جو اس وقت تک چل رہا ہے۔

قیام پاکستان کے ساتھ ملتان بھر کی طباعت میں حیرت انگیز ترقی ہوئی اور بیسیوں پریس قائم ہوئے ان میں سے یونین پرنٹنگ پریس پرویز پرنٹنگ پریس سیدالیکٹرک پریس صدیقی پرنٹنگ پریس ہمدرد پرنٹنگ پریس الہلال پرنٹنگ پریس سجاد آرٹ پریس فدا آرٹ پریس اور کوہستان پریس قابل ذکر ہیں ہندوؤں کے چھوڑ ہوئے چھاپہ خانے بھی نئی مشینوں سے مزین ہوئے ملتان میں روزنامہ امروز کی اشاعت سے یہاں کی طباعت انقلابی دور میں داخل ہوئی یہ پہلا پریس ہے جس نے لیتھو روٹری مشین نصب کی اور اب اس چھاپہ خانہ میں جدید ترین آفسٹ مشین نصب کر دی گئی ہے۔

حال ہی میں ایک صنعت کار نے یہاں ٹن پرنٹنگ کا کارخانہ لگایا جو جدید ترین مشینوں سے آراستہ ہے یہ کارخانہ پاکستان کے معدودے چند کارخانوں میں سے ہے جو ٹین پر چھپائی کا کام کرتا ہے اس کارخانے کے قیام سے ملک صنعت میں

بیش بہا اضافہ ہوا ہے

اسد ملتانی مرحوم کے قول کے مطابق ملتان میں صحافت کی ابتداء اردو کے مایہ ناز انشاء پرداز میر مہدی مجروح نے کی تھی انہوں نے ایک ہفت روزہ اخبار یہاں سے نکالا جو کچھ عرصہ چل کر ختم ہو گیا ایک ہندو پروہت ملک دگناتھ رائے نے Peace کے نام سے انگریزی میں ایک ہفتہ وار اخبار نکالا۔ یہ اخبار تبلیغ نوعیت کا تھا جو افریقہ' ملایا' برما اور جاپان تک جاتا تھا اس کے بعد ملتان کی صحافت کا باقاعدہ آغاز یہاں کے مائیہ ناز شاعر جناب اسد ملتانی کے ہاتھوں ہوا۔ انہوں نے 28 نومبر ۱۹۲۲ کو الشمس کے نام سے ہفتہ وار اخبار اور انعام کے نام سے ماہنامہ نکالا۔ دونوں اخبارات کرشنا سٹیم پریس میں چھپتے تھے۔ ہفتہ وارالشمس کچھ عرصہ بعد بند ہو گیا۔ ہفتہ وار الشمس کی لوح پر جناب اسد ملتانی کا نام طابع و ناشر کی حیثیت سے لکھا ہوتا تھا مدیر کی جگہ تہور حسین تہور کا نام لکھا ہوا ہوتا تھا۔ جو محض برائے نام تھا ادارت کے تمام فرائض اسد مرحوم ہی سرانجام دیتے تھے ہفتہ وار الشمس ملتان کا پہلا باقاعدہ اخبار تھا جو اس قدر مقبول ہوا کہ ہندوستان کے طول و عرض کو عبور کر کے جاوا عراق' اور مشرقی افریقہ تک پہنچتا تھا

ہفتہ وار الشمس ہندو مسلم کشاکش کی وجہ سے 1922 کے وسط میں بند کر دیا گیا لیکن اس نے اس تھوڑے سے عرصہ میں یہاں کی صحافت میں ایک ایسی روح پھونک دی کہ اس کے بعد بہتیرے اخبارات منظر عام پر آنے لگے اور بالآخر یہ سلسلہ روزنامہ اخبار کے اجراء پر منتج ہوا ۱۹۳۴ء میں حضرت اسد ملتانی کے بھائی خان محمد اکرم خاں نے روزنامہ شمس جاری کیا جو 1954 تک پوری آب و تاب سے شائع ہوتا رہا یہ اخبارا اس وقت جاری ہوا جب مغربی پنجاب میں اردو روزناموں کی تعد صرف پانچ تھی ان کے نام یہ ہیں روزنامہ زمیندار لاہور روزنامہ سیاست لاہور روزنامہ احسان لاہور اور روزنامہ شمس ملتان خبروں تبصروں ازہان و ادب اور سیاسی شعور کے اعتبار سے روزنامہ شمس ملک کے بڑے اخباروں میں سے کسی

طور بھی کم تر نہیں تھا اسد مرحوم کی نظموں اس اخبار کو اور بھی جاذبیت بخشی ابتداء میں یہ اخبار کرشنا سٹیم پریس میں چھپتا تھا 1935 میں اخبار نے اپنا پریس مطبع شمس کے نام سے قائم کیا یہ پریس اب بھی موجود ہے

سیاسی بیداری کا زمانہ آیا تو ملتان کی صحافت نے ایک اور کروٹ لی کانگریس اور مسلم لیگ کی کشاکش اور ہندو اور مسلمانوں کا جذبہ مسابقت ملتان کی صحافت میں نشاۃ الثانیہ کا پیامبر ثابت ہوا اس وقت کے میدان صحافت میں مسلمانوں کا پلہ زیادہ بھاری تھا اور یہاں اسد ملتانی محمد اکرم خاں (شمس) حامد ندوی ۔ شیخ مظفرالدین (زمیندار سدھار) منشی عبدالرحمن خاں (مجاہد اسلام) اور پیرزادہ کشفی الا سدی اور مولانا نور احمد خان فریدی کے قلم کا سکہ چلتا تھا جناب واحد ندوی نے اسلام کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار بھی نکالا جو ان کے زور تحریر کی منہ بولتی تصویر تھی ندوی صاحب کا انداز نگارش منفرد تھا ملتان کی صحافت میں ہندو اہل قلم خال خال نظر آتے ہیں ان میں مظفر گڑھ کے پنڈت اشیوردت مدیر ویر کسیری اور کھمن چکر) ملتان کے ہندو تارج دیوان ایشوردت (مدیر بیدار) معروف سیاسی کارکن ہمت رائے مدیر مسافر کے نام قابل ذکر ہیں ایک قوم پرست ہندوودیا پرکاش نے بھی شان ہند کے نام سے اخبار جاری کیا تھا اس طرح قیام پاکستان سے قبل تک مل ملا کر تقریبا گیارہ پرچے ملتان سے باقاعدگی سے شائع ہوتے تھے۔

اس عہد کے مقامی اخبارات کے مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ عہد ملتان کی مقامی صحافت کازوین عہد تھا۔ جاندار اداریے' سیاسی مقالات پرمغز مراسلات اور ادبی اور علمی شہ پاروں کی اشاعت ان کا طرہ امتیاز تھا حتی کہ اس وقت کے اخبارات میں انگریزی فرانسیسی اور روسی زبانوں کی کلاسیکی ادب کے تراجم بھی مل جاتے ہیں اور یہ تراجم یہیں کے ادیبوں کی ذہانت کا نتیجہ ہوتے تھے برصغیر کے دیگر مائیہ ناز ادیب اور انشاء پردازوں کی تحریریں ملتان کے اخبارات میں برابر چھپتی رہی ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد ملتان کی مقامی صحافت متعدد وجوہ کی بنا پر انحطاط پذیر ہو گئی اور اس کی جگہ لاہور اور کراچی کے اخبارات یہاں کے قارئین کی توجہ کا مرکز بن گئے روزنامہ شمس 1954 سے آگے نہ چل سکا اس طرح روزنامہ زمیندار سدھار بھی بالا خردم توڑ بیٹھا قیام پاکستان کے وقت روزنامہ کارزار بڑی اب و تاب سے نکلا لیکن وہ بھی زیادہ دیر سے نئے حالات کی تاب نہ لا سکا بالاخر جب امروز نوائے وقت اور کوہستان ملتان سے چھپنا شروع ہوئے تو ملتان میں اکا دکا ہفتہ وار اخبارات کے سوامقامی صحافت کے باقیات کا کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا

ملتان وقتاً فوقتاً چھپنے والے باقاعدہ اور بے قاعدہ اخبارات کے اجراء میں زمانۂ ماسبق کے علاوہ ارشد ملتانی (صدائے حق) میر حسان الحیدری (آستانہ زکریا) عاشق حسین حسینی (قانون) عتیق فکری (قائد) طاہر کپور تھلوی (طلوع) صالح محمد جمالی (جرس) احمد خاں درانی (سیر و سفر) اطہر سلیم مسعودی (تریک) رشید ترین و تقاضے زاہد و رفعت (حاشیئے) فاروق احمد اویسی (نوائے ملتان) اور قادر بخش قادری (رہبردیہات) وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں کئی سال یہاں سے پاک کھلاڑی کے نام سے ایک ماہنامہ نکلتا رہا لیکن اسے فلم ڈائجسٹ کر کے لاہور منتقل کر دیا گیا ہے۔ ایک اور ماہنامہ بلوچی دنیا کے نام سے چاکر خاں بلوچ نکال رہے ہیں جو مولانا نور احمد خان فریدی کے صاحبزادے ہیں

ملتان میں طباعت اور صحافت کی ارتقاء کے پیش نظر یہاں پر نشرو اشاعت کا کام انتہائی مایوس کن حد تک محدود رہا ہے قدیم ترین ناشرین میں حافظ شمس الدین نور الدین کا نام آتا ہے جنھوں نے ملتانی زبان کے ادب کی نشرو اشاعت تک اکتفا کیا ہے یہ فرم عرصہ چالیس سال سے موجود ہے۔ مولوی خیر الدین صابر اور مولوی خدایا فیض احمد نے بھی ملتانی زبان کی تصانیف شائع کی ہیں یہ لوگ مذہبی کتب شائع کرتے رہے۔ مولوی کاظم علی غلام اصغر چوکبازار اور ملتان سے اہل شعی کی مذہبی کتب شائع کرتے رہے قیام پاکستان کے بعد ڈیرہ غازی خان کے صدیقی حضرات نے بھی یہاں صدیقہ کتب

گھر کے نام سے ایک اشاعت گھر قائم کیا ہے انہوں نےحدیث تاریخ فقہ اور دیگر مذہبی علوم کی بہت سی کتابیں چھاپی ہیں گھٹیا ناول شائع کرنے والوں کی تعداد اتفاق سے یہاں خاصی زیادہ ہے لیکن ادبی اور علمی کتب کی اشاعت کا کام یہاں قریب قریب ناپید ہے۔ بزم ثقافت ملتان نے البتہ ملتانی زبان کے کلاسیکی ادب کی اشاعت کا کام شروع کیا تھا ملتان میں اشاعت کے خاطر خواہ بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے یہاں کے مصنفین کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا کلام پاک کی اشاعت بھی ملتان میں قریب قریب مفقود رہی ہے حال ہی میں مفتی محمد عبد اللہ صاحب نے یہ کار خیر شروع کیا ادارہ اشاعت اسلامیہ نے ماہوار کتابچے چھاپنے کا سلسلہ بھی شروع کیا ہے اس علاوہ منشی عبدالرحمن خان کئی علمی کتابیں شائع کر چکے ہیں !

کتابت کا فن طباعت سے بھی زیادہ قدیم ہے ملتان علمی گہوارہ ہونے کے اعتبار سے اس فن میں کسی شہر سے پیچھے نہیں رہا اور اس سرزمین نے بڑے بڑے مایہ ناز خوش نویس پیدا کئے ہیں جہاں تک پریس کی کتاب کا تعلق ہے اس فن کا آغاز منشی نور الدین انصاری مرحوم نے کیا آپ بوہڑ گیٹ کے رہنے والے تھے ان کے بعد استاد بدر الدین مرحوم لاہور سے آئے اور نو بہار پریس میں ملازم ہوئے مولوی عبد اللہ انہی کے شاگرد ہیں جو ملتان میں برس ہا برس تک اس فن کی خدمت کرتے رہے اس وقت وہ بہاول پور کے سرکاری پرس میں ملازم ہیں انکے ہمعصر شیخ محمد عبد اللہ المعروف گز بھر بھی قدیم کاتبوں میں سے ہیں وہ بھی بہاولپور کے سرکاری پریس میں کام کرتے ہیں کرشنا سٹیم پریس میں جب مشینی چھاپہ خانہ قائم ہوا تو منشی غلام جیلانی صاحب یہاں تشریف لائے انہوں نے ملتان میں فن کتابت اور فن مصوری دونوں کو ساتھ ساتھ فروغ دیا فن کتابت میں ان کے بہت سے شاگرد اب بھی یہاں موجود ہیں ملتان کے معروف مصور اور ڈیزائنر منشی عاشق محمد اور منشی فدا حسین انہی کے شاگرد ہیں منشی عاشق محمد اس وقت کراچی میں اور منشی فدا حسین ملتان موجود ہیں یہ دونوں سگے بھائی ہیں

بزرگان کتابت کی آخری نشانی اس وقت استاد شیر محمد ہیں جو عرصہ چالیس سال سے کتابت کر رہے ہیں بہاول پور

میں شائع شدہ خواجہ فرید کا باترجمہ دیوان کشفی صاحب کی روح اسلام اور مولانا نور احمد خان فریدی کی اکثر تاریخی کتابیں انہی کے حسن قلم کا نتیجہ ہیں استاد شیر محمد کے بعد کی پود میں منشی نذر حسین منشی محمد سلیم منشی طفیل احمد قادری منشی نزر محمد منشی عبدالغفار شاد منشی صالح محمد جمالی تاثیرنقوی اور منشی عبدالمجید قابل ذکر ہیں اس وقت کے نوجوان خوشنویسوں میں منشی خلیل الرحمن منشی محمد اسلم اور یوسف طاہر فن کی جدید تکنیک میں نمایاں نظر آتے ہیں۔

طباعت کے ساتھ جہاں صحافت کتابت اور نشرو اشاعت کا چولی دامن کا ساتھ ہے وہاں جلد سازی کا فن بھی اس کے ساتھ ملزوم اور مربوط ہے اندرون بوہڑ دروازہ کا بازار جو زمانہ قدیم سے کتب فروشی کا مرکز چلا آیا ہے فن جلد سازی کا گہوارہ رہا ہے استاد غلام مرتضیٰ مرحوم یہاں کے فن جلد سازی میں کلاسیکی حیثیت رکھتے ہیں انہوں نے بہت سی ایسی جلدیں باندھی ہیں جو بلا شبہ اس فن کا شاہکار سمجھی جاتی ہیں قدیم جلد سازوں میں جو بزرگ اس وقت زندہ ہیں ان میں مولوی شہاب الدین اندرون بوہڑگیٹ اور مولوی عبد الرحمن کا نام باقی رہ گیا ہے۔ مولوی شہاب الدین قیمتی اور نادر کتب کی جلدی بندی اور آرائش کے ماہر ہیں مولوی عبدالرحمن نے جلد بندی کے کام کو بھی اگے بڑھایا ہے اور اس وقت بہت بڑے کاپی گھر کے مالک ہیں !

ملتان کی معاشرتی اور معاشی ترقی میں قومی پریس کا کردار

قومی پریس جس میں نوائے وقت جنگ کراچی جنگ لاہور پاکستان ٹائمز نیشن دی مسلم فرنٹیر پوسٹ نیوز آفتاب امروز مشرق خبر رساں ایجنسیاں جن میں PPI APP اور دیگر اخبارات خواہ ان کا تعلق دیگر شہروں سے ہے یا ملتان کے علاقائی اخبار ہیں انہوں نے ملتان کی معیشیت اور معاشرت کو بے حد متاثر کیا ہے یہ علاقہ خالصتاً دیہی اور زرعی علاقہ ہونے کی وجہ سے ان اشیاء کا متحمل نہیں تھا جو آج کے ماڈرن شہروں کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہیں مثلاً ڈبل روٹی پرائم دہی (یوگٹ) دودھ مکھن پیکٹ مربع جات اچار فیشن میں پاؤڈر سرخی پرفیوم شیمپو ان تمام اشیاء کی خرید کے پیچھے ایک نئی سوچ ہے جو پریس میڈیا نے اشتہارات کی صورت میں پیش کی غریب سے غریب خاندان میں دیسی دلیہ کی بجائے کھیر مکس بلکہ گھروں میں تیار ہونے والی سویاں کی بجائے جھٹ پٹ سویاں خریدتے ہیں اسی طرح ایک عام آدمی جسے کبھی وقت سے زیادہ سرو کار نہ تھا اب وہ راہ چلتے آدمی سے ٹائم پوچھتا ہے اور لفظ ٹائم کا استعمال کرتا ہے اسی طرح انسانی زندگی کی ترجیحات کا تعین بھی پریس میڈیا کر رہا ہے ملتان میں کس قسم کے ادارے ہوں۔ کن اداروں کی ضرورت ہے اور کونسے شعبہ ہائے زندگی اس خطے کی معاشی اور معاشرتی بھلائی کے لئے مفید ہیں اس کا تعین تمامتر پریس میڈیا نے سنبھال لیا ہے۔ ذرائع ابلاغ جس طرح انسانی معاشروں کو متاثر کر رہے ہیں اور ان کی بدولت نئے سے نئے معاشرتی رجحانات پیدا ہو رہے ہیں اس کا سہرا صرف قومی پریس کا مرہون منت ہے

آج سے بیس سال پہلے ملتان کے بزرگ صحافی دانشور ڈاکٹر سید مقصود زاہدی نے امروز ملتانی کی خدمات پر ایک مضمون تحریر کیا تھا جو مجموعی طور پر ملتان کی جدید تعمیر و ترقی اور ذرائع ابلاغ کے کردار کی تشریح کرتا ہے ذیل کے سطور میں درج ہے

امروز ملتان کی خدمات

ملتان جنوبی پنجاب کا قدیم ترین شہر ہونے کا فخر رکھتا ہے ساتھ ہی وہ اس علاقے کی روایات تہذیب اور ثقافت کا بھی آئینہ دار ہے لیکن بہت سے پہلو اس شہری کی زندگی کے ایسے رہے جن کا احساس ہر کسی کو رہا ہے

جب میں نے پشاور سے ملتان نقل مکانی کی تھی یہ ۵۰ء کے اوائل کی بات ہو تو ملتان کا واحد اخبار زمیندار سدھار تھا اگر چہ اس زمانے میں بھی ملتان آبادی کے لحاظ سے پشاور اور پنڈی کا ہم پلہ تھا لیکن اس میں نہ پنڈی کی سی رونق اور زیب و زن کی نہ پشاور کی سے چہل پہل پنڈی جی ایچ کیو اور ایک بڑی چھاؤنی ہونے کے اعتبار سے اور پشاور صوبہ سرحد کا مرکزی شہر ہونے کے ناتے زیادہ ترقی یافتہ تھے پشاور میں صحافت کا بھی مرکز تھا اور وہاں زیادہ گہما گہمی اور شہرت کے آثار موجود تھے جبکہ ملتان باوجودیکہ جنوبی پنجاب کا مرکزی شہر تھا پھر بھی اس پر قصبائیت کی چھاپ تھی نہ یہاں پنڈی جیس لندن بک شاپ نظر آتی تھی اور نہ پشاور کی مال روڈ کینٹ جیسی کتابوں کی بڑی دوکانیں یہاں کی صحافت بھی انہیں معیار پر تھی اور ست رفتار یوں پڑھے لکھے باہر سے آنے والے اخبار نویسوں کے لے بڑی مایوسی کا مقام تھا سننے میں آتا تھا کہ شاید ملتان میں امروز اخبار کی ایک مقامی شاخ قائم ہو جاے گی یہی کچھ کوہستان اور نوائے وقت کے بارے میں بھی سنتے تھے لیکن ان امکانات نے حقیقت کا روپ بہت انتظار کے بعد دھارا صحافت کے علاوہ ملتان میں ادبی اور ثقافتی ہنگامے بھی برائے نام تھے یہاں سے کوئی ماہنامہ نہیں نکلتا تھا ان حالات میں جب امروز کا اجراء ملتان سے ہوا تو امروز اپنے ہمراہ زندگی کی ایک نئی روح لیکر آیا کہتے ہیں کہ کسی ملک یا علاقے کی تہذیبی طور پر تیز رفتاری کا اندازہ وہاں کی صحافت سے لگایا جا سکتا ہے اور واقعی ملتان میں امروز کا دفتر قائم ہوتے ہی پڑھے لکھے حلقوں میں ایک طرف اور کاروباری اداروں میں دوسری سمت خوشی کی لہریں دوڑ گئی کاروباری حضرات نے سمجھ لیاکے اب ان کے مال کی کھپت اور ترقی کی راہیں ان پر کھل گئیں تھی اور

سرکاری ادارے یوں چوکنے ہو گئے کہ امروز جیسا بیباک پرچہ ملتان سے بھی نکلے گا تو ان پر نکتہ چینی اور تنقید کے راستے کھل جائیں گے یوں شہر اور پورا علاقہ ایڈ ہٹزم سے نجات حاصل کر لے گا سب سرکاری اہلکار اور دفتروں کے سربراہ متحد ہو گئے اور یوں خواہ مخواہ زندگی کے معمولات میں تیزی پیدا ہو گئی

امروز بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوا پھر کوہستان نوائے وقت اور جسارت نے بھی اپنے مقامی دفاتر قائم کیے لیکن وہ امروز کے مقابلے میں نہ ہوسکے البتہ نوائے وقت ڈوبتا اور ابھرتا رہا مشرق اخبار کی اور دوسری نیوز ایجنسیاں بھی قائم ہوئیں یوں صحافت کی گوناگونی اور مسابقت سے ہر نوع کی شہری زندگی پہیے کی رگوں میں خون دوڑنے لگا ادبی ہنگامے شروع ہو گئے لسانی اور تہذیبی مسائل آنکھیں جھپکانے لگے۔ ملتان کے علاقے کے مطالبات امروز کے توسل سے مرکز کے ایوانوں سے ٹکرانے لگے یہ امروز ہی کا کارنامہ تصور تھا کہ اس اخبار نے شروع ہی سے ملتان میں ریڈیو اسٹیشن اور ایک یونیورسٹی کے قیام کے لئے آواز اٹھانا شروع کر دی تھی ملتان سے امروز ہی کے کالموں میں اور خبروں میں ہائی کورٹ کی برانچ کے قیام کا مطالبہ بھی کیا گیا اور ٹی وی کے نیوز بیوروکی طلب بھی اسی اخبار کی چیخ پکار کا نتیجہ تھی چنانچہ وہی فنکار جو ریڈیو کی آواز سن سن کر ترسا کرتے تھے کہ نہ جانے انہیں ایسا موقع کب ملے گا کہ ان کی آواز بھی ہوا کے دوش پر سوار دوسرے شہروں میں سنی جا سکے گی ملتان میں ریڈیو اسٹیشن کے قیام سے ان کی یہ حسرت پوری ہو گئی اور ملتان کے گلوکاروں اور فنکاروں کی فنکارانہ صلاحیتوں سے بھرپور صدائیں دور و نزدیک گونجنے لگیں اور یونیورسٹی کے قیام سے ملتان میں علم و ہنر سائنس و حکمت کی شعاعیں پھیلنے لگیں اور ملتان کے نونہال بہ حصول تعلیم کے دور دراز جانے کی زحمت سے اور ان کے والدین ان پر زرکثیر کے اخراجات کے بار سے بچ گئے وہ رونقیں جو علم و ادب اور فکر ودانش کے طلبگاروں کے باعث دوسرے بڑے شہروں میں ہوتی ہیں اب ملتان ہی کے حصے میں آگئیں امروز اخبار میں ابتدا ہی سے لکھتا رہتا تھا چنانچہ میرے سنجیدہ مضامین

اور مزاحیہ تحریریں اکثر امروز کے صفحات پر آتی رہتی تھیں اس لئے ظاہر ہے کہ امروز کے ملتان میں آنے سے میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا پاکستان ٹائمز اور امروز کے پہلے رپورٹر حشمت وفا مرحوم میرے عزیز دوست اسی طرح امروز کے ریزیڈنٹ ایڈیٹر مسعود شعر صاحب سے بھی تعلقات تھے اور سبھی حضرات سے مراسم تھے امروز کے منیجر راجہ اقبال مرحوم اور امروز کے کم و بیش سبھی حضرات سے بڑے مراسم تھے آہستہ آہستہ ملتان کے قلمکار امروز ان کی پہچان بنتے گئے نہ صرف میری بلکہ ملتان کے ہر قلمکار شاعر اور نقاد کی کیونکہ اب ان سب کی آوازیں اور خیالات امروز کے صفحات میں سمانے لگے

امروز کے دفتر میں شہر کے دانشوروں اور قلمکاروں کے بہم مل بیٹھنے سے ملتان بھی اکیڈمی اور ادارہ فکرو فن اور رائٹرز گلڈز جیسی ادبی تنظیموں کے ذکر اذکار سے ادبی زندگی کو فروغ حاصل ہوا آغا شیر احمد خاموش عرش صدیقی ریاض انوار زوار آرٹسٹ عاصی کرنالی رفیق خاور جسکانی ارشد ملتانی اور ڈاکٹر مہر عبدالحق اور عزیز حاصل پوری کے نام اور کام شہر سے دور سننے اور پڑھے گئے اور یہ سب کے سب بہر حال امروز کے ادارے سے ہے ہم رشتہ تھے امروز پر سے عوامی امنگوں اور آرزوں کا ترجمان تھے مزدوروں کسانون اور محنت کشوں کی خبریں اس پرچے میں بطور خاص نمایاں طور پر شائع ہوتیں اور سبھی جانتے تھے کہ مظلوم عوام کی حمایت میں کوئی اخبار بولے یا نہ بولے امروز کی طرف سے پیش رفت ضرور ہو گی امروز اخبار کی رسائی ہر معاملے میں ترقی پسند اور دانشورانہ تھی اپنے سیٹ اپ گیٹ اپ اور اندرونی مواد ہر اعتبار سے اور ہر پہلو سے خاص و عام کی توجہات کا مرکز تھا۔ اگر کمی تھی تو صرف ایک یہ کہ لاہور کا فکاہی کالم نہ ہوتا تو ملتان شام کی طرف سے شائع ہونے والی طنزو مزاح سے ۱۹۶۱ء میں امروز کراچی سے اقبال ساغر صدیقی صاحب کا تبادلہ امروز ملتان برانچ میں ہو گیا اور دیکھتے دیکھتے (چشم گنہگار کا ایک مختصر مگر جامع کالم قارئین کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے میں کامیاب ہو گیا کالم نہ تو بلیک میل کرتا تھا اور نہ خواہ مخواہ فسانے کا سامان فراہم کرتا بلکہ آنکھ جو کچھ دیکھتی تھی وہ نوک قلم پر بیباکانہ آجاتا تھا اس

وقت کے حکام نے اخبار کی اس روش کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا کیونکہ یوں انہیں اپنے اداروں اور اپنے اہلکاروں کے لوپ ہومز نظر آجاتے تھے اور اصلاح احوال کی صورت بن جاتی تھی لیکن آہستہ آہستہ طرز حکومت بدلا اور حکام وقت کے تیور بھی بدلے اور اس قسم کی تحریر کو ایک جسارت بے جا تصور کیا جانے لگا کہیں ۶۴ یا ۶۵ سے یہ کالم بند ہو گیا بہرحال اس کالم نے یہ تو ضرور کیا کہ اس کالم نگار کی تخلیقی صلاحیت بیدار ہوں اور ایک مزاح نگار کی چھپی ہوئی جس نے اپنی جذبات و خیالات کے اظہار کے لئے ایک اچھی تخلیقی کاوش شوخی تحریر کی صورت میں پیش کر دی ایسے ہی امروز کے ادارے میں مسود اشعر سابق ریزیڈنٹ ایڈیٹر نے اپنی افسانہ نگاری کو آنکھوں پر دونوں ہاتھ کے عنوان کے تحت کتابی شکل میں پیش کر دیا اب حنیف نہ جانے کہاں کہاں سے عہد عتیق کے قصہ کے بانی یہ لیکر نکلے اور اب تک متعدد ضمیمہ کتابیں ادبی دنیا کے حوالے کر چکے ہیں نہ صرف اتنا بلکہ امروز کے ادارے کے کم و بیش سارے ہی کارکن نہ صرف صحافتی صلاحیتوں بلکہ ادبی شعور سے بھی بہرہ ور تھے اور آج تک چلے آتے ہیں چنانچہ اقبال ساغر صدیقی اور سلطان احمد سے لیکر ابن حنیف ولی محمد واحد اور حنیف چوہدری مشہور شاعر کیفی جام پوری کے صاحبزادے شبیر حسن اختر اور ایم اے شمشاد سبھی قلمکار ہیں اور ذوق و شوق کے اعتبار سے شعروادب کے دلدادگان میں شمار ہوتے رہے امروز میں دو پروف ریڈرز ہیں اور دونوں ہی عرش صدیقی اور سلیمان غنی معروف شاعر شمار ہوتے ہیں امروز ملتان کی واحد نمائندہ خاتون صحافی نوشابہ نرگس صاحب طرز شاعرہ اور اچھی فسانہ نگار ہیں ان کا کلام بھی طباعت کے مراحل سے گزرنے والا ہے ۔ ایسے ہی وہ گروپ جو امروز سے اپنی قلمی کاوشوں کے تحت نزدیک اور اس کے تمام افراد صاحب کتاب ہوتے ان میں سے بیشتر خلاق ذہن کے حامل تھے جن کی خداداد صلاحیتوں کی امروز کے ذریعے تشہیر ہوئی امروز شہر ملتان کا نہیں بلکہ سارے علاقے کی پہچان بنتا گیا تمام وادی چناں شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک امرز کی ممنون ہوں اور پنجابی ادب کے صفحات نے امروز

کے قارین میں پنجابی فنکاروں سے الہام و تفہیم کے رشتے پیدا کئے

امروز اخبار کا شروع ہی سے عوام میں حب الوطنی کا جذبہ ابھارنا زبان و ادب سے محبت پیدا کرنا علم و آگہی سے لیکر تنقید و تحقیق تک تمام راہوں کو منور کرنا شعار رہا یہ تمام خدمات ایسی ہیں جو اس علاقے کی نہ صرف صحافتی بلکہ تہذیبی زندگی کا ایک روشن باب کہلائیں گی خاد کرے امروز ملتان یونہی اپنے ارتقائی سفر کی منازل طے کرتا رہے اور اور اس علاقے کی توانائی اور پہچان بنا رہے آمین!

(ج) ملتان کی اہمیت بحیثیت اخباری مارکیٹ کے

ملتان آج کے 1994 میں ایک اخباری مارکیٹ کے طورپر مشہور نہیں بلکہ منشی عبدالرحمن مرحوم کے مطابق لاہور سے روزنامہ سیاست روز نامہ احسان شائع ہوتے تھے اور ملتان ان کی منڈی تھا (15)

لیکن آج کے ملتان میں کراچی سے جنگ کراچی "ملویک " میگ امن' انجام' جسارت' ڈان' بزنس' ریکارڈر' مارننگ نیوز' حریت کراچی امن کراچی لاہور سے نوائے وقت ' مشرق ' جنگ لاہور' امروز ' پاکستان ٹائمز' لاہور دی نیشن' دی نیوز' فرنٹیر پوسٹ ' اسلام آباد سے جنگ' نوائے وقت ' دی مسلم پاکستان آبزرور اور اسی طرح پشاور اور بلوچستان جنگ کوئٹہ مشرق کوئٹہ مشرق پشاور بلوچستان ٹائمز خیبر میل پشاور سے ملتان آتے ہیں اسی طرح لاہور سے دیو پوئنٹ برابر ملتان آتا ہے جبکہ کراچی سے اخبار جہاں اخبار خواتین ہیرالڈ (Herald) پاکستان اینڈ گلف اکانومسٹ ٹی وی ٹائمز جبکہ لاہور سے اردو ڈائجسٹ قومی ڈائجسٹ آتے ہیں اور اسی مناسبت سے ملتان میں ان اخبارات کے نمائندے موجود ہیں جو یہاں سے بروقت خبریں اپنے شہروں کو بھیجتے ہیں اس کے لئے Fax Machines ٹیلی پرنٹر موجود ہیں اس کے علاوہ ٹیلیفون کالز کا انتظام کوریر سروس کی سہولت اور ایر سروس میں پی۔ آئی۔ اے کی فلائیٹ سے فلم خبریں بروقت ترسیل ہو جاتے ہیں ملتان میں پریس

کلب پریس کانفرنس کے انتظامات پاکستان انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ دفتر تعلقات عامہ جو ڈاکٹریٹ کی سطح کی حیثیت رکھتا ہے ریڈیو اور ٹی وی نیوز بیرو ملتان کو ایک اہم خبر مارکیٹ بناتا ہے اور پنجاب کے دیگر شہروں پر فوقیت رکھتا ہے اس قدر جرائد رسائل کی فراہمی اور ان کے نمائندہ کی موجودگی نیوز ایجنسیاں ایجنٹ اور ہاکر اس کی اخباری مارکیٹ کا ثبوت ہیں

(د) ملتان کی معاشرتی معاشی ترقی میں مقامی جرائد و اخبارات کا کردار

ملتان میں آج پاکستان سطح کے ادارے موجود ہیں جن میں ایم ڈی اے واسا پاکستان آرٹس کونسل بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان ائیر پورٹ کاٹن اسٹیوٹ کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن کسٹم ڈرائی پورٹ فیکٹریاں کارخانے چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے دفاتر ٹرانسپورٹ کی سہولتیں جدید ترین مشینیں دنیا بھر سے رابطے کے ذرائع ٹیلی ویژن سٹیشن کے قیام کے امکانات روزگار کے وسائل نشتر میڈیکل کالج لاء کالج ٹیکنالوجی کالج کامرس کالج زرعی کالج' انجینئرنگ کالج' پاکستان اٹامک انرجی کے دفاتر (ڈی جی خان) پاور سٹیشن کھاد فیکٹری ٹیکسٹائل ملز اسٹیوٹ آف بلیو پاٹری ان تمام محکموں دفاتر اور اداروں کا نام اس بات کا ثبوت ہے کہ مقامی جرائد اور اخبارات کا کردار ملتان کی معاشی اور معاشرتی ترقی کی ضمانت ہے مقامی اخبارات کی خبریں اداریئے فیچر کالم جن کی ضمیمہ میں ذکر آئے گا اس بات کا ثبوت ہیں کہ ملتان کے اخبارات Watch Dogrole کا کردار ادا کرتے ہیں۔

کتابیات باب سوم

۱۔ ناز ایم ایس — اخبار نویسی مختصر ترین تاریخ صفحہ 17-171 ایڈیشن 1988 سنگ میل پبلیکیشنر لاہور

۲۔

۳۔ عبدالرحمن خاں منشی — آئینہ ملتان صفحہ 405 ادارہ اشاعت اسلام ملتان

۴۔ امداد صابری — تاریخ اور صحافت تحقیقی مقالہ ملتان میں صحافت صفحات 79-80

۷۔ ثمینہ نزیر — شعبہ صحافت پنجاب یونیورسٹی

۸۔ کوہستان اور موجود روزنامہ عدل کے چیف ایڈیٹر جناب جلال ربانی نے معلومات فراہم کیں

۹۔ نوائے وقت کے شمس ملک مرحوم سے معلومات حاصل کیں

۱۰۔ منشی عبدالرحمن خان مرحوم سے معلومات حاصل کیں

۱۱۔ امروز کے سابق ایڈیٹر اقبال ساغر صدیقی سے معلومات حاصل کیں

۱۲۔ کوہستان کے جناب منظور ملک سے معلومات حاصل کیں

۱۳۔ شبیر حسن اختر کی نادر تحریر کے اقتباسات

۱۴۔ ڈاکٹر سید مقصود زاہدی کا بیس سالہ پرانا مضمون جو غیر مطبوع ہے

۱۵۔ خان منشی عبدالرحمن تاریخ ملتان ذیشان صفحہ 642 ملتان

۱۶۔ دفتر تعلقات عامہ ملتان کی فراہم کردہ معلومات

۱۷۔ انٹرویو ڈاکٹر انوار احمد شعبہ اردو بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان ایم اے صحافت کے ایک پرچے کے تناظر میں

۱۸۔ شعبہ ماس کمیونیکیشن بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کی سروے رپورٹ

۱۹۔ روزنامہ آفتاب کے چیف ایڈیٹر ممتاز احمد طاہر سے انٹرویو

۲۰۔ شیخ ریاض پرویز ریذیڈنٹ روزنامہ نوائے وقت ملتان

۲۱۔ خان رضوانی چیف بیورو روزنامہ جنگ کراچی و لاہور کی فراہم کردہ معلومات

۲۲۔ پریس کلب کے صدر جبار مفتی کا پریس کلب کے حوالہ سے ترجیحات

باب چہارم

ملتان کی سیاسی معاشرتی و معاشی ترقی میں ریڈیو ٹیلی ویژن اور دیگر جدید ذرائع کی نشریات

الف) ملتان میں ریڈیو سٹیشن کا قیام

ریڈیو پاکستان ملتان کا آغاز 21 نومبر 1970 میں ہوا آغاز کے ساتھ ہی اردو سرائیکی پنجابی کے پروگرام نشر ہونے شروع ہو گئے اردو کے لئے پروگراموں کی تخصیص 60 فیصد تھی جبکہ سرائیکی اور پنجاب کے لئے 40 فیصد تھی ریڈیو پاکستان کا افتتاح 21 نومبر 1970 کو وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات نوابزادہ جنرل شیر علی خاں نے کیا ریڈیو پاکستان ملتان کو افتتاحی تقریب کے لئے میجر جنرل نوابزادہ شیر علی خان ملتان آئے تو ہوائی اڈہ پر ان کا استقبال محمد سجاد حسین قریشی سید محمد قاسم رضوی کمیشنر ملتان مجاہد کاظمی سیکرٹری وزیر نشریات و اطلاعات شامل تھے ملتان میں ریڈیو اسٹیشن قائم کرنے کی تحریک 1936 سے چل رہی تھی پورے تیس سال بعد 1966ء میں اس کے لئے ملتان بہاول پور روڈ پر زمین حاصل کی گئی چار سال بعد 1970 میں اس نے اپنی نشریات کا آغاز کیا

ریڈیو پاکستان ملتان کی 21 نومبر کی افتتاحی تقریب میں نوابزادہ شیر علی خاں نے خطاب کرتے ہوئے کہا ریڈیو پاکستان قوم کی آواز ہے یہ ان بارہ کروڑ عوام کی آواز ہے جنہوں نے اپنے دین اپنی تاریخ اور اپنے تمدن اور اپنے مخصوص نظریے کی حفاظت کے لئے ایک آزاد اور خود مختار سر زمین کا مطالبہ کیا اور اس مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے لاکھوں انسانوں کی قربانی دی محض اس لئے کہ وہ اس خطہ زمین میں آزادی کے ساتھ اپنی قومی معاشرتی اور اجتماعی زندگی کو اپنے مخصوص نظریات کے مطابق ڈھال سکیں پاکستان کو قائم کرنیکا مقصد اس ملک اپنے کو خاص طریقہ زندگی کو اختیار کر کے چلانا تھا مگر آج تک صحیح طریقہ سے اس کی بنیادیں بھی نہ ڈالی جاسکیں جس کے نتائج ہم آج بھگت رہے ہیں

ریڈیو پاکستان ملتان ایک نظر میں

ٹرانسمیٹر	120 کلو واٹ میڈیم ویو
فریکوئیسی	1035 کلو ہرٹز
اوقات نشریات	صبح 5.45 تا 11.8 رات
پاکستان میں احاطہ سماعت	31400 مربع میل
پاکستان آبادی کا احاطہ	12.95 ملین
روزانہ نشریات	15.23 گھنٹے
پروگراموں کا تناسب	اردو 60 فیصد
	پنجابی سرائیکی 40 فیصد

پروگراموں کی سماعت

کل سماعت	78.32 فیصد
شہری آبادی	85.60 فیصد
دیہی آبادی	76.01 فیصد
مرد	92 فیصد
خواتین	69.06 فیصد
سامعین کے خطوط کی اوسط تعداد	170

1500 تا 1800 فیصد ریڈیو کے ملازمین

ریڈیو پاکستان ملتان نے جس بنیادی کام کا آغاز کیا وہ ملتان کی قدیم تہذیب ثقافت اور ورثہ کو تحفظ دینے کے لئے معلومات اور تعلیمی پرگرام پیش کئے تاکہ علاقہ اپنے ورثہ سے باخبر رہے دوسرا ریڈیو کا کردار قومی یک جہتی نظریاتی وابستگی جمہوری سوچ کو فروغ دینے میں بھرپور سعی کی ملتان بنیادی طور پر زرعی خطہ ہے اور گندم کپاس اس خطے کی اہم پیداوار ہے اس کے لئے ایسے زرعی اور معلومات پروگرام نشر کئے جس سے کاشتکاروں کو بے حد فائدہ ہوا 1989 کے سروے کے مطابق تقریبا 91 فیصد عوام نے ریڈیو پاکستان کے پروگراموں کو پسند کیا۔ سامعین کی دلچسپی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ روزانہ 4 ۔ 5 سو خطوط موصول ہوتے ہیں ان خطوط کی بڑھتی ہوئی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے سوالوں اور جوابوں کا ایک خصوصی پروگرام ترتیب دیا گیا ہے غرضیکہ ریڈیو پاکستان ملتان اس خطے کی تہذیب و ثقافت کلچر اور فنون لطیفہ اور علوم کی سرپرستی کر رہا ہے دوسری طرف اس خطے کے دانشوروں عالموں اور فنکاروں کے علم اور ہنر کو بھی محفوظ کر رہا ہے۔

تیسری طرف اس خطے کی معاشی اور معاشرتی ترجیحات کے لئے ایک پختہ اور سنجیدہ سوچ کو تیار کر رہا چوتھی سطح پر اس خطے کے مادی معدنی زرعی اور افرادی وسائل پر نہایت موثر انداز سے تدبر تفکر کی راہ ہموار کر رہا ہے کہ ناخواندگی بے روزگاری اور پست معیار زندگی کے خلاف اس کا جہاد انتہائی موثر ہے

ب) ریڈیو پاکستان اور دیگر اداروں کی نشریات کے اثرات

ریڈیو پاکستان کا نام آتا ہے تو بلا شبہ ریڈیو پاکستان لاہور آنکھوں کے سامنے آتا ہے قیام پاکستان سے تقریبا نو سال قبل یعنی دسمبر 1937 کو لاہور ریڈیو کی نشریات کا آغاز ہوا میڈیم ویو پانچ کلو واٹ کے ٹرانسمیٹر نشر ہونے والے پروگراموں کا دائرہ ساعت صرف 35 میل تک محدود تھا' نشریات ابتدا میں ایک مجلس اور تین مجالس پر مشتمل ہوتی نشریات

صبح دوپہر شام اور رات کی مجلس جس میں خبریں حالات حاضرہ کے پروگرام تقاریر فیچر ڈرامے غرض ریڈیو کی اکثر مروجہ اصناف شامل تھیں

ڈرامہ

ریڈیو پاکستان لاہور سے ڈرامہ کی شخصیات میں راجندر سنگھ بیدی امتیاز علی عابد علی عابد اقبال سنگھ مرزا ادیب امرتا پرتم کرشن چندر سجاد حیدر جیسی عہد ساز شخصیات شامل تھیں

ادیب اور مقررین

اس عہد میں ریڈیو سے وابستہ ادیبوں اور مقررین میں دیوان چند شرما عبدالمجید سالک سید نذیر نیازی سر عبدالقادر خلیفہ عبدالحکیم اودے شنکر ڈاکٹر تاثیر مولانا صلاح الدین احمد ڈاکٹر سر علامہ محمد اقبال چراغ حسن حسرت مولانا غلام رسول مہر وقار انبالوی صوفی تبسم فیض احمد فیض

پاکستان براڈ کاسٹنگ سروس

14 اگست 1947 کو پاکستان معرض وجود میں آیا اور اس وقت ریڈیو لاہور اس نئی مملکت اسلامی کی آواز بن کر فضاؤں میں ابھرا آزادی کے وقت پاکستان کے حصہ میں تین ریڈیو سٹیشن آئے جن میں لاہور ۔ پشاور اور ڈھاکہ لیکن ان سب میں مرکزی کردار ریڈیو پاکستان لاہور کا رہا اس نے تقریبا پورے پاکستان کے عوام اور ان کی امنگوں ضرورتوں کو اجاگر کیا۔

قوم کی نبض کے ساتھ دھڑکنے کا یہ ہنر لاہور اسٹیشن نے ازخود اختیار کیا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس ہنر میں پختگی اور بالیدگی آتی گئی اور ملک کی تعمیرو ترقی کے ہر مرحلہ اور ہر منزل پر لاہور سٹیشن نے اہم کردار ادا کیا۔ ریڈیو

کی نشریات کا برصغیر میں جب آغاز ہوا اس وقت ریڈیو اتنا اہم نہ تھا چند مخصوص متمول گھروں میں ریڈیو کی نشریات سنی جاتی تھیں اور اب یہ عالم ہے کہ کسان کھیت جوت رہا ہے اور ٹرانسسٹر ہل کے ساتھ بندھا ہوا ہے مزدور اور راجہ اینٹیں چن رہے ہیں اور ریڈیو ان کے قریب چل رہا ہے ریڑی والا سودا بیچ رہا ہے اور اس کے خوانچے میں ریڈیو پڑا ہوا ہے

ریڈیو پاکستان لاہور اور دیگر پاکستان کے علاقوں میں ریڈیو کی نشریات کے اثرات

ریڈیو تعلیم اطلاع اور تفریح کے ساتھ ساتھ بچے خواتین طلباء مزدور کسان دیہاتی بھائی تجارت پیشہ لوگوں کی ضرورتوں اور امنگوں کا خیال بھی رکھتا ہے جنگوں اور آفات سماوی و ارضی کے دنوں میں قوم کے حوصلوں کو بلند کرنا بھی اس کی ذمہ داری ہے لاہور سٹیشن کا اب دائرہ نشریات تقریبا ڈیڑھ سو میل پر محیط ہے ان علاقوں میں ریڈیو کی نشریات کا یہ عالم ہے کہ سننے والے یہ محسوس کرتے ہیں کہ ریڈیو ان کا ایک گھر کا فرد ہے یہ قربت یگانگت اور محبت کا احساس دلاتا ہے

پاکستان کے علاوہ وائس آف امریکہ بی۔ بی۔ سی۔ وائس آف جرمنی۔ وائس آف رشیاء۔ چین یورپ کے ریڈیو کی نشریات ملتان میں بھی سنی جاتی ہیں اور اس کے اثرات اس خطہ کے عوام پر بھی پڑتے ہیں جب بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے ایم اے ایم ایس سی کے نتائج بروقت نکلتے ہیں تو بی۔ بی۔ سی جیسا ادارہ اس کا ذکر اپنی نشریات میں کرتا ہے اگر نواب پور میں خواتین کی بے حرمتی کا واقعہ ہوتا ہے تو بی بی سی اور دنیا کے دیگر ریڈیو سٹیشن اس کا ذکر کرتے ہیں ملتان کے سیلاب اور ان سے پیدا شدہ تباہیوں کا ذکر بھی دنیا بھر کے ریڈیو کرتے ہیں اس طرح جب اس خطہ کے عوام کے مسائل مطالبات افکار اور نظریات دنیا بھر کے ریڈیو میں ذکر آتا ہے تو یہ ایک منطقی نتیجہ ہے کہ ان کی نشریات کا ان علاقوں میں بھی اثر پڑتا ہے اور ملتان میں بی بی سی اور وائس آف امریکہ اور ریڈیو پکینگ کی نشریات بڑے شوق سے سنی جاتی ہیں اس کے علاوہ عوام میں یہ تاثر بھی عام ہے غیر ملکی ریڈیو زیادہ سچائی سے بات کرتے ہیں اس لئے ان کا اعتماد ان پر زیادہ ہے

البتہ آل انڈیا ریڈیو کو سیاسی خبروں اور تبصروں پر ملتان کے عوام کو اعتماد نہیں مگر اس کے علاوہ انڈین گانے فیچر اور تفریحی پروگرام پسند ہیں ملتان میں آل انڈیا ریڈیو کی اردو سروس خاص مقبول ہے مگر اس مقبولیت سے انڈیا فائدہ بھی اٹھا رہا ہے اور وہ نفسیاتی اور نظریات جنگ کے دائرہ کو بڑھا رہا ہے ۔

پاکستان ٹیلی ویژن کے اثرات نیوز بیورو کا قیام

پاکستان کے پانچ ٹیلی ویژن مراکز میں سے چار مراکز کا تعلق ملک کے چاروں صوبوں اور پانچواں وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں قائم ہے ٹی وی کو چاروں صوبوں میں پہنچانے کا مقصد یہ بھی ہے کہ کسی صوبے کو احساس محرومی نہ ہو کہ وہ دور جدید کے موثر ترین ابلاغ سے محروم ہے دوسرا مقصد عوام کو تفریح مہیا کرنے کے علاوہ حکومت اور عوام کے درمیان ابلاغ کا موثر نظام قائم کرنا ہے چاروں صوبوں کے عوام کو ایک دوسرے کی زبان ادب موسیقی رسم و رواج اور تہذیب و تمدن لباس اور خوراک سے متعارف کرانا بھی شامل ہے اور سیاسی مقصد یہ بھی ہے کہ بین الصوبائی یک جہتی اور وحدت کا تصور اجاگر کیا جائے ٹیلی ویژن کس قدر موثر ذریعہ ہے اس کا اندازہ کرکٹ کے کھیلوں کی کوریج (Coverage) ہے جس میں ناظرین کو اس شے کی خرید پر اکساتے ہیں ٹیلی ویژن نے بچوں کی مصروفیات اور عادات کو اس حد تک متاثر کیا ہے کہ ان کی آوٹ ڈور سرگرمیاں متاثر ہوئی ہیں یا کسی حد تک تعلیم بھی لیکن اس کے مقابلے میں حالات حاضرہ سائنسی فلم اور کارٹون ان کے علم کی اساس بنتے ہیں بزرگوں کا علم جہاں اڑن کھٹولے تک محدود تھا آج وہاں کے ۔ بچے کا بچہ راکٹ میزائیل روبوٹ کی باتیں کرتا ہے کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور ابلاغ ہو سکتا ہے

اخبار : رسالے کیلئے پڑھا لکھا ہونا ضروری ہے جبکہ ٹیلی ویژن پروگرام ایک ان پڑھ آدمی بھی مزے سے دیکھ لیتا ہے اور ایسی سوچ میں تبدیلی لاتا ہے

پی ٹی وی نیوز بیورو ملتان

پورے ملک میں پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن لمیٹڈ نے مختلف مراحل میں چھ نیوز بیورو قائم کئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے

صوبہ پنجاب ملتان نیوز بیورو

فیصل آباد نیوز بیورو

صوبہ سندھ حیدر آباد نیوز بیورو

سکھر نیوز بیورو

صوبہ سرحد ایبٹ آباد نیوز بیورو

ڈیرہ اسماعیل خاں نیوز بیورو

آزاد کشمیر میں مظفر آباد میں بھی ایک نیوز بیورو کام کر رہا ہے صوبہ بلوچستان میں ابھی تک کوئی نیوز بیورو قائم نہیں کیا پنجاب کے نیوز بیورو لاہور ٹیلی ویژن کی زیر نگرانی کام کرتے ہیں سندھ کے نیوز بیورو کراچی ٹی وی سٹیشن کے تحت کام کرتے ہیں سرحد کے نیوز بیورو پشاور ٹی وی سٹیشن کی زیر نگرانی کام کرتے ہیں اور مظفر آباد (آزاد کشمیر) کا نیوز بیورو اسلام آباد ٹی وی سٹیشن کی زیر نگران کام آرہا ہے تمام نیوز بیورو اپنے اپنے حلقہ کار کی خبریں اور تمام اقسام کا دوسرا صحافتی مواد خواہ وہ Spoken Word یا Visual ہو ٹیلی کاسٹنگ کے لئے متعلقہ ٹی وی سٹیشنوں کو فراہم کرتا ہے ملتان نیوز بیورو کارکردگی اور دائرہ کار کے لحاظ سے ملک میں سب سے بڑا اور آزاد کشمیر کے بعد دوسرے نمبر پہ ہے

ملتان نیوز بیورو کا قیام

ملتان نیوز بیورو کا قیام 1980 میں ہوا اس کا دائرہ کار شمال میں ساہیوال سے لیکر جنوب میں صوبہ سندھ کی سرحد تک اور مشرق میں بھارت کی سرحد سے لیکر مغرب میں صوبہ بلوچستان کہ سرحد تک پھیلا ہوا ہے یہ تین ڈویژن پر مشتمل ہے جس میں ملتان ڈویژن ڈیرہ غازی خان ڈویژن بہاولپور ڈویژن شامل ہیں

نیوز بیورو ملتان کا سربراہ یا نگران ایک سنئر نیوز پروڈیوسر ہے اب تک اس نیوز بیورو چار نیوز پروڈیوسر انچارج کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دے چکے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے

الف)

۱۔ سرور منیر راؤ — مدت قیام 1980-2-18 تا 81-6-27

۲۔ محمد رفیق گواریہ — 81 - 6 - 28 تا 1983-2-20

(ب)

۱۔ سرور منیر راؤ — 1983-2-21 تا 1984-6-21

۲۔ محمد اسلم غوری — 1984-6-22 تا 1990-12-31

۳۔ ایم ارشد چوہدری مدت قیام 1991-1-1

موجودہ انچارج پروڈیوسر ہیں

(ج) نیوز بیورو کے قیام کے اثرات

جنوبی پنجاب میں رونما ہونے والے تمام واقعات کی بصری رپورٹیں دوسرے ٹیلی کاسٹنگ سٹیشنوں خصوصا لاہور ٹی وی سٹیشن کو نیوز اور دستاویزی فلم بھیجنا نیوز بیورو ملتان کے اولین فرائض میں شامل ہے اس خطے کی سیاسی ثقافتی تاریخی

اقتصادی زرعی معاشرتی اور سیاسی ثقافتی تاریخی اقتصادی زرعی معاشرتی اور سیاسی اہمیت اظہر من الشمس ہے صوبہ پنجاب کی کوئی حکومت یا اسمبلی یا پاکستان کی کوئی حکومت یا قومی اسمبلی یا وفاقی کابینہ اس خطے کی نمائندگی کے بغیر مکمل نہیں ہوتی اس اہمیت کے پیش نظر جنوبی پنجاب میں رونما ہونے والی تمام سرگرمیوں کو میرٹ کی بنیاد پر Cover کرنا اس نیوز بیورو کی ذمہ داری ہے بصری مواد زیادہ تر خبروں اور دستاویزی رپورٹوں کی صورت میں تیار کیا جاتا ہے جس میں اس علاقے کی بھرپور نمائندگی ہوتی ہے اور منطقی طور پر اس کے اثرات بھی Feed Back کی صورت میں مرتب ہوتے ہیں چنانچہ ایک محتاط اندازہ کے مطابق گذشتہ دس سال کے دوران جنوبی پنجاب میں پاکستان ٹیلی ویژن کے پروگراموں کے نتیجے میں مجموعی عوامی شعور میں سو فیصد اضافہ ہوا ہے

(د) مواصلاتی سیاروں سے ٹیلی کاسٹ پروگراموں کے اثرات

بین الاقوامی ابلاغ کے لئے ایسے مصنوعی سیارے استعمال کئے جاتے ہیں جو مواصلات کے مقاصد کے لئے زمین کے مدار میں پہنچا دیئے جاتے ہیں اور وہ اپنے مقررہ راستے پر مقرر رفتار سے گردش کرنے کی بنا پر ایک انتہائی بلند بوسٹر کا کام سرانجام دیتے ہیں ان مواصلاتی سیاروں کی وجہ سے اب ٹیلی ویژن کے پروگرام دنیا میں کسی ایک مقام سے دنیا کے کسی بھی کونے میں موصول کئے جا سکتے ہیں جس کی وجہ سے یہ ممکن ہو گیا ہے کہ تمام دنیا میں ہونے والے واقعات براہ راست ساری دنیا کو دکھائے جائیں چنانچہ اب کھیلوں کے اہم مقابلے ہاکی کرکٹ ٹینس باکسنگ کے عالمی مقابلے ٹیلی ویژن پر براہ راست دکھائے جاتے ہیں اقوام متحدہ کے اداروں کے خاص پروگرام حج بیت اللہ ٹیلی ویژن پر براہ راست دکھائے جاتے ہیں ان پروگراموں کی بدولت عوام کا شعور بین الاقوامی سطح پر لانے کا موقع ملتا ہے اس کے اثرات زندگی کے ہر شعبہ پر مثبت انداز سے مرتب ہوتے ہیں گذشتہ سال شارجہ میں کرکٹ کے میچ کے موقع پر دو خواتین کی پر تاثیر دعائیں جو وہ پاکستان کی

کامیاب کے لئے مانگ رہی تھیں ان کی تاثراتی جھلکیاں اور پھر کامیاب پر ان کے تاثرات نے پورے ملک میں شائقین کو متاثر کیا حتی کہ پرنٹ میڈیا کو مواصلاتی سیارے کی مدد سے خبری مواد میسر آیا 22 اپریل 1994 کے پاکستان اور بھارت کے درمیان کرکٹ میچ میں ایک پاکستانی کا اپنے سر کو اس طرح Paint کرنا جس سے قومی پرچم دکھائی دے اس سے نہ صرف حب الوطنی کے جذبہ کو تقویت ملی بلکہ پوری دنیا کو یہ تاثر ملا کہ پاکستانی اپنے وطن اور ملت کے لئے کس قدر جذبہ سے سر شار ہیں مواصلاتی سیاروں سے سائنس اور ٹیکنالوجی کی جدید ترین معلومات میسر آتی ہیں ایک دوسرے کے ملکوں کے حالات سے آگہی ہوتی ہے اور دنیا ایک Global Village کی صورت میں نظر آتی ہے

ملتان نیوز بیورو کا قیام 1980 میں ہوا اس کا دائرہ کار شمال میں ساہیوال سے لیکر جنوب میں صوبہ سندھ کی سرحد تک اور مشرق میں بھارت کی سرحد سے لیکر مغرب میں صوبہ بلوچستان کی سرحد تک پھیلا ہوا ہے یہ تین ڈویژن پر مشتمل ہے جس میں ملتان ڈویژن ڈیرہ غازی خان ڈویژن بہاولپور ڈویژن شامل ہیں

نیوز بیورو ملتان کا سربراہ یا نگران ایک سنئر نیوز پروڈیوسر ہے اب تک اس نیوز بیورو چار نیوز پروڈیوسر انچارج کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دے چکے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے

الف)

ا۔ سرور منیر راؤ	مدت قیام 1980-2-18 تا 81-6-27
۲۔ محمد رفیق گواریہ	81 - 6 - 28 تا 1983-2-20

(ب)

ا۔ سرور منیر راؤ	1983-2-21 تا 1984-6-21
۲۔ محمد اسلم غوری	1984-6-22 تا 1990-12-31

۳۔ ایم ارشد چوہدری مدت قیام 1991-1-1

موجودہ انچارج پروڈیوسر ہیں

(ج) نیوز بیورو کے قیام کے اثرات

جنوبی پنجاب میں رونما ہونے والے تمام واقعات کی بصری رپورٹیں دوسرے ٹیلی کاسٹنگ سٹیشنوں خصوصا لاہور ٹی وی سٹیشن کو نیوز اور دستاویزی فلم بھیجنا نیوز بیورو ملتان کے اولین فرائض میں شامل ہے اس خطے کی سیاسی ثقافتی تاریخی

اقتصادی زرعی معاشرتی اور سیاسی ثقافتی تاریخی اقتصادی زرعی معاشرتی اور سیاسی اہمیت اظہر من الشمس ہے صوبہ پنجاب کی کوئی حکومت یا اسمبلی یا پاکستان کی کوئی حکومت یا قومی اسمبلی یا وفاقی کابینہ اس خطے کی نمائندگی کے بغیر مکمل نہیں ہوتی اس اہمیت کے پیش نظر جنوبی پنجاب میں رونما ہونے والی تمام سرگرمیوں کو میرٹ کی بنیاد پر Cover کرنا اس نیوز بیورو کی ذمہ داری ہے بصری مواد زیادہ تر خبروں اور دستاویزی رپورٹوں کی صورت میں تیار کیا جاتا ہے جس میں اس علاقے کی بھرپور نمائندگی ہوتی ہے اور منطقی طور پر اس کے اثرات بھی Feed Back کی صورت میں مرتب ہوتے ہیں چنانچہ ایک محتاط اندازہ کے مطابق گذشتہ دس سال کے دوران جنوبی پنجاب میں پاکستان ٹیلی ویژن کے پروگراموں کے نتیجے میں مجموعی عوامی شعور میں سو فیصد اضافہ ہوا ہے

(د) مواصلاتی سیاروں سے ٹیلی کاسٹ پروگراموں کے اثرات

بین الاقوامی ابلاغ کے لئے ایسے معنوی سیارے استعمال کئے جاتے ہیں جو مواصلات کے مقاصد کے لئے زمین کے مدار میں پہنچا دیئے جاتے ہیں اور وہ اپنے مقررہ راستے پر مقرر رفتار سے گردش کرنے کی بنا پر ایک انتہائی بلند بوسٹر کا کام سرانجام دیتے ہیں ان مواصلاتی سیاروں کی وجہ سے اب ٹیلی ویژن کے پروگرام دنیا میں کسی ایک مقام سے دنیا کے کسی بھی کونے میں موصول کئے جا سکتے ہیں جس کی وجہ سے یہ ممکن ہوگیا ہے کہ تمام دنیا میں ہونے والے واقعات براہ راست ساری دنیا کو دکھائے جائیں چنانچہ اب کھیلوں کے اہم مقابلے ہاکی کرکٹ ٹینس باکسنگ کے عالمی مقابلے ٹیلی ویژن پر براہ راست دکھائے جاتے ہیں اقوام متحدہ کے اداروں کے خاص پروگرام حج بیت اللہ ٹیلی ویژن پر براہ راست دکھائے جاتے ہیں ان پروگراموں کی بدولت عوام کا شعور بین الاقوامی سطح پر لانے کا موقع ملتا ہے اس کے اثرات زندگی کے ہر شعبہ پر مثبت انداز سے مرتب ہوتے ہیں گذشتہ سال شارجہ میں کرکٹ کے میچ کے موقع پر دو خواتین کی پرتاثیر دعائیں جو وہ پاکستان کی

کامیاب کے لئے مانگ رہی تھیں ان کی تاثراتی جھلکیاں اور پھر کامیاب پر ان کے تاثرات نے پورے ملک میں شائقین کو متاثر کیا حتی کہ پرنٹ میڈیا کو مواصلاتی سیارے کی مدد سے خبری مواد میسر آیا 22 اپریل 1994 کے پاکستان اور بھارت کے درمیان کرکٹ میچ میں ایک پاکستانی کا اپنے سر کو اس طرح Paint کرنا جس سے قومی پرچم دکھائی دے اس سے نہ صرف حب الوطنی کے جذبہ کو تقویت ملی بلکہ پوری دنیا کو یہ تاثر ملا کہ پاکستانی اپنے وطن اور ملت کے لئے کس قدر جذبہ سے سر شار ہیں مواصلاتی سیاروں سے سائنس اور ٹیکنالوجی کی جدید ترین معلومات میسر آتی ہیں ایک دوسرے کے ملکوں کے حالات سے آگہی ہوتی ہے اور دنیا ایک Global Village کی صورت میں نظر آتی ہے

کتابیات باب چہارم

۱۔ عبدالرحمن خان منشی بہادر رفتہ یکم مئی 1975 ملتان صفحہ 77۔276

۲۔

۳۔ شیخ اکرام الحق ارض ملتان

۴ مہدی حسن جدید ابلاغ عام صفحہ 108 مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد

۵۔ ریڈیو پاکستان لاہور 16 دسمبر 1987

۶۔ Mass Communication 7th Edition Michacl - C- Emery Pag 69

۷۔ ڈاکٹر شفیق جالندھری صحافت اور صحافی صفحات 362 273۔363 اے ون پبلشرز جنوری 1990

۸۔ john Mass communication 4th Edition Chapter Impact of New communication

Biltner

technologies Page 301 by Prentice Hall U.S.A.

۹۔ عتیق فکری نقش ملتان مطبوع فکری اکیڈمی طبع اول جنوری 1982

باب پنجم

ملتان آرٹس کونسل پاکستان نیشنل سنٹر وفاقی دفتر اطلاعات صوبائی دفتر اطلاعات و تعلقات عامہ اور دیگر مراکز ابلاغ کا کردار

ملتان آرٹس کونسل

ملتان آرٹس کونسل کو قائم ہوئے تقریباً اٹھارہ سال ہو گئے ہیں یہ ادارہ جنوری 1976ء میں ملتان میں قائم ہوا اس کا دفتر پرانے گلڈ ہوٹل کے سامنے ہے اس کی نئی عمارت پل موج دریا کے قریب تیزی سے مکمل ہو رہی ہے یقیناً یہ الحمرا آرٹس کونسل لاہور کی طرح زیادہ موثر ڈرامے اور کلچر پروگرام پیش کر سکے گی۔

ملتان آرٹس کونسل کا سنگ بنیاد صوبائی وزیر برائے اطلاعات شوکت حسین مزاری نے کیا اس کونسل کا بیادی کام علاقائی ثقافت کو فروغ دینا صوبے اور ریجن کی سطح پر ابلاغ عام کو موثر کرنا شامل ہے۔

ملتان آرٹس کونسل کے مقاصد

مقامی آرٹسوں فنکاروں شاعروں ادیبوں گلوکاروں اور ڈرامہ نگاروں کو متعارف کرانا دوران فنون مفیدہ کے ہنر کاروں کو مراعات دلانا جو کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے ہیں جن میں کاشی گر مصور کڑھائی سلائی ماہر خواتین خطاطی اور مجسمہ سازی کے ماہرین شامل ہیں اس کے علاوہ مقامی فنکاروں کو قومی یک جہتی یگانگت اور مجموعی ثقافت کے فروغ کے لئے مختلف شہروں اور ملکوں میں بھیجنے کا اہتمام کرنا شامل ہے اس کے علاوہ ڈراموں کی صورت میں ایک ایسے ابلاغ کو جنم دینا ہے جو معاشرتی اور معاشی خرابیوں کے ازالہ کا باعث بنیں نیز خواندگی علم او نور آگہی اور شعور کا حوالہ نہیں معاشرتی ناسوروں کے خلاف جہاد جن میں منشیات رشوت سفارش کرپشن جہیز وٹہ سٹہ کی شادیاں گھریلو الجھنیں خاندانی جھگڑے زر و زن اور زمین کے تنازعے

سوشل سیس جیسے موضوعات پر ڈرامے در اصل ملتان کے خطے میں نوجوان نسل اور بزرگ نسل کے درمیان بہتر اشتراک اور احترام کا جذبہ ابھارنا شامل ہے

پاکستان نیشنل سنٹر

پاکستان نیشنل سنٹر ایک ایسا فورم ہے جہاں ہر شخص اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کر سکتا ہے حق اور سچ کی بات کر سکتا ہے علاقائی مسائل سے لیکر ملکی سطح کے اور بین الاقوامی مسائل کو موضوع سخن بنا سکتا ہے

پاکستان نیشنل سنٹر ملتان گیارہ اگست 1973 کو قائم ہوا اس وقت کے وفاقی وزیر اطلاعات مولانا کوثر نیازی نے اس کا افتتاح کیا اس کے پہلے ریذیڈنٹ ڈائریکٹر غضنفر مہدی مقرر ہوئے۔

نیشنل سنٹر ملتان اس وقت تک تقریبا ہزاروں کی تعداد میں با مقصد تقریبات کا اہتمام کر چکا ہے اور اس فورم پر کئی مقرروں کی تربیت ابلاغ اور فن خطابت کی عملی تربیت کر چکا ہے اس سنٹر کی لائبریری میں تقریبا دس ہزار کے قریب کتب موجود ہیں نیشنل سنٹر ابلاغ عام کی بہترین عملی مثال ہے۔

ریجنل انفارمیشن آفس

وفاقی دفتر اطلاعات Press Information Department PID

وزارت اطلاعات و نشریات اسلام آباد

پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کا ملتان میں آغاز 25 ستمبر 1986 سے ہوا اس کے پہلے ڈپٹی ڈائریکٹر اسلام الدین تھے جبکہ بعد میں سید عاصم حسین انفارمیشن آفیسر رہے ان کے بعد سات جنوری 1989 کو آصف علی رائے نے چارج سنبھالا ان کے بعد احمد حسنین حیدر قریشی انفارمیشن آفیسر مقرر

ہوئے اپریل 1994 سے ان کے تبادلہ ہو جانے صورت میں سید عاصم حسین نے قائم مقام ڈپٹی ڈائریکٹر کے فرائض سرانجام دینے شروع کر دیئے ہیں

پریس انفارمیشن ڈیپاٹمنٹ کے مقاصد

یہ شعبہ وفاقی حکومت کی پالیسوں کی مناسب کوریج کا اہتمام کرتا ہے بجٹ قومی اسمبلی کے اجلاس سینٹ کے اجلاس اور ان کی کاروائیوں کو عوام تک لے جاتا ہے تاکہ عوام میں ملک کے اعلی ترین اداروں کا اعتماد بحال رکھا جائے ان کے علاوہ پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ وفاقی وزراء کی ملتان میں آمد عوامی مسائل معاشرتی الجھنوں اور معاشی بگاڑ کے مسائل پر وزیر موصوف کے نقطہ نظر کو اجاگر کرتا ہے اور عوام کو درپیش مسائل کے بارے میں سیمنار مذاکرے جلسہ عام تقریبات کی صحیح رپورٹنگ کرتا ہے

یہ شعبہ اخبارات ذرائع ابلاغ کے نمائندوں جن میں خبر رساں ایجنسیاں بھی شامل ہیں ان کو معلومات فراہم کرتا ہے اور ان کی بروقت کوریج Coverage میں سہولت کے لئے اپنی فوری Despatch روانہ کرتا ہے

اس کے علاوہ غیر ملکی وفود کے مطالعاتی دوروں کا اہتمام کرتا ہے اور ان کی مناسب پریس کوریج کا فریضہ بھی سرانجام دیتا ہے

ریجنل انفارمیشن آفس کا دائرہ کار ملتان بہاولپور ڈیرہ غازیخان ڈویژنوں پر مشتمل ہے

دفتر تعلقات عامہ ●

حکومت پنجاب

ڈائریکٹوریٹ آف پبلک ریلشیز گورنمنٹ آف پنجاب اس دفتر کا ملتان میں آغاز بہت پرانا ہے اس کا قیام 16 مئی 1958

میں ہوا اس کا ابتدائی دفتر حسن پروانہ روڈ پر تھا جسے بعد میں کئی مقامات پر تبدیل کیا جاتا رہا ہمیشہ یہ دفتر کرایہ کی عمارت میں رہا اس لئے اس کی کوئی مستقل عمارت نہیں بن سکی اس کے اسسٹنٹ ڈائریکٹروں میں اشتیاق اظہر سینئر (ایم کیو۔ ایم۔ کراچی) بھی شامل ہیں اس کے پہلے انفارمیشن آفیسر سید اختر حسین شاہ تھے اس کے پہلے اسسٹنٹ ڈائریکٹ محمد کریم خان تونسوی تھے اور اس کے پہلے ڈائریکٹر جمیل الزماں تھے اور پہلے ڈپٹی ڈائریکٹر سید آفتاب احمد شاہ تھے بعد میں اس کے ڈائریکٹر سید ظہر الحسن رضوی مقرر ہوئے جن کا ملتان میں قیام میں ایک طویل عرصہ پر مشتمل ہے تقریبا 1982 سے لیکر 1994 کے آوائل تک وہ کسی نہ کسی حیثیت میں ملتان میں رہے گاہے بگاہے ان کا تبادلہ ہوا لیکن اپنے تعلقات کو بروئے کار لاتے ہوئے پھر دوبارہ ملتان آگئے

شعبہ تعلقات عامہ اخبارات اور حکومت کے درمیان ایک رابطہ کا کام کرتا ہے صحافیوں کے مسائل مشکلات سے حکومت کو آگاہ کرتا ہے اور صحافیوں میں ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے سہولتوں کا انتظام کرتا ہے اس کے علاوہ صوبائی وزراء گورنر وزیر اعلی کی آمد پر ان مناسب اور موثر کوریج کا انتظام بھی اس کی ذمہ داری ہے

ملتان پریس کلب کو اس کے مکمل ڈائریکٹوریٹ بننے پر خوشی ہے لیکن اسے اشتہارات کے اجراء اور صحافیوں کو ایکریڈیشن کارڈ جاری کرنے کا جو اختیار نہیں اس پر ان کا مطالبہ ہے کہ اسے یہ بھی سہولت ملنی چاہیے شعبہ تعلقات عامہ حکام کو عوام کے مسائل سے بھی آگاہ کرتا ہے اور خاص طور پر ذرائع ابلاغ کے ان اداریوں فیچروں کالموں اور خبروں سے بھی پریس کلپنگ (تراشوں) کی صورت میں آگاہ رکھتا ہے جس سے حکام عوام کے مسائل مطالبات اور امنگوں سے آگاہ رہتے ہیں اس طرح یہ شعبہ ملتان کی جدید تعمیر و ترقی میں فعال کردار ادا کر رہا ہے۔

مجموع طور پر یہ ادارے جن کے پاس علم ہے جن کے پاس ہنر ہے اور جن کے پاس ابلاغ کے وسائل ہیں یہ ملتان

اور اس کے مضافات میں بسنے والے عوام کے لئے شعور آگہی کا باعث بنتے ہیں ان سے تفریح جمالیاتی ذوق کی تشکیل کے ساتھ ساتھ رائے عامہ پختہ سوچ اور حکومت پر اعتماد اور اپنی مدد آپ سے زندگی گزارنے کا سلیقہ بھی ملتا ہے

کتابیات باب پنجم

۱۔ دفتر تعلقات عامہ ملتان کی فراہم کردہ معلومات

۲۔ ریجنل پریس انفارمیشن کی فراہم کردہ معلومات

۳۔ پاکستان نیشنل سنٹر ملتان کا ریکارڈ لائبریری

۴۔ ملتان آرٹس کونسل کا ریکارڈ اور فائلیں

۵۔ مرکزی حکومت کے مراسلے اور ہدایات (ضمیمہ جات منسلک ہیں

باب ششم

خلاصہ اور مجموعی تحقیق کے نتائج

ملتان کے ذرائع ابلاغ کا معاشرتی اقتصادی اور سیاسی کردار (1947 سے لیکر 1994 تک) مجموعی جائزہ

اب ہم بحیثیت مجموعی ملتان کے ذرائع ابلاغ کا معاشرتی اقتصادی اور سیاسی کردار کا جائزہ لیتے ہیں مجموعی تحقیق پانچ ابواب پر مشتمل ہے باب ششم جس میں اہم ترین نتائج کے علاوہ ضمیمہ جات اور جدول شامل ہیں تاکہ تحقیق کے تمام گوشے نمایاں طور پر سامنے آسکیں

باب اول

جو ذرائع ا بلاغ اور ان کے معاشرتی سیاسی اور تہذیبی اثرات پر مشتمل ہے اس میں اس نقطہ نظر پر بحث کی گئی ہے کہ آخر ذرائع ابلاغ کیا ہیں اور ان کی وجہ سے دنیا میں کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں اس میں مطبوعہ صحافت جسے پرنٹ میڈیا کہتے ہیں یا پرنٹ ٹیکنالوجی جس میں عمومی طور پر جرائد و رسائل اور اخبارات کی اشاعت سامنے آتی ہے اب یہ صحافت اس حد تک ترقی کر گئی ہے کہ یہ تن تنہا ٹیلی ویژن جیسے موثر ادارہ کا مقابلہ کر رہی ہے اسے جس چیز نے تقویت دی ہے اس میں کمپیوٹر بھی شامل ہے ملتان کے وہ پروجیکٹ جو میڈیا کی عدم توجہی کا شکار ہوئے

ملتان کا دارالحکومت نہ بننا

ملتان کے بزرگ صحافی اور مورخ اور محقق جناب منشی عبدالرحمن نے اپنی کتاب تاریخ ملتان ذیشان میں اس مسئلہ کو بڑی مدلل رائے سے اٹھایا مگر میڈیا سے وابستہ افراد نے اس نظریہ کو اہمیت نہ دی اور ملتان اسی طرح پسماندگی کی گود میں جا چھپا (ا) اسی طرح ملتان میں کراچی کی سٹیل ملز کا قیام سوچا گیا مگر یہ منصوبہ بھی ملتان کی بجائے کراچی میں ٹھٹھہ روڈ پر مکمل ہوا اور ملتان کے ذرائع ابلاغ نے اس مسئلہ کی اہمیت کو نہ سمجھا (1)

اسی طرح Greater Multan کا منصوبہ ایم ڈی اے نے مرتب کیا مگر فنڈز کی عدم فراہمی کے ہاتھوں ملتان عظیم سے

عظیم تر نہ بن سکا ملک کے حکام بالا اکثر لاہور کے بارے بیانات دیتے ہیں کہ لاہور کو پیرس بنا دیں گے لندن جیسی خوبی پیدا ہو جائے گر ملتان کے بارے ایسی کوئی نوید نہیں سنائی جاتی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملتان کہ پہچان کھنڈرات غاریں اور دم توڑتا دمدمہ جس کی دیوار دن بدن ٹوٹ رہی ہیں اور اس آثار قدیمہ کے تحفظ کے لئے نہ فنڈ میں اور پریس میڈیا کا کوئی کردار نظر آتا ہے جو عوام کی توجہ اور حکام کو باخبر کرنے کا جذبہ ابھارے نتیجتاً ملتان اپنی تہذیب کی اس دم توڑتی کیفیت پر نوحہ کناں بھی ہیں۔

ٹاٹے پور کے قریب روسی اشتراک سے قائم ہونے وال تھرمل پاور سٹیشن اس لئے نہ بن سکا کہ اس افادیت اور اہمیت کو پریس نے اجاگر نہ کیا اور یہ کروڑوں کا منصوبہ ملتان سے مظفرگڑھ کی طرف منتقل ہو گیا اور جہاں آئے دن اس منصوبہ کی ناکامی کی اطلاعات موصول ہوتی رہتی ہیں اور بعض ایسے نقائص بھی سامنے آئے ہیں جو ملک میں طویل لوڈ شیڈنگ کا باعث ہیں اس ضمن میں مارچ اپریل 1994 کے قومی اخبارات ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں (2)

چلڈرن ہسپتال

ملتان میں نشتر ہسپتال سے منسلک بچوں کے امراض اور جراحی کے امور کو جدید ترین طریقہ علاج سے نمٹانے کے لئے چلڈرن ہسپتال کا منصوبہ منظور ہوا مگر وہ ابھی تک معرض التواء میں ہے اور بعض حلقوں کے خیال کے مطابق اسے سرے ہی سے ختم کر دیا گیا ہے قومی پریس اور ملتان کے جرائد و رسائل نے اس منصوبہ کی منسوخی تاخیر یا التوی پر کیا نقطہ نظر پیدا کیا ہے اور کیا رائے عام کو ابھارا ہے اس ضمن میں مایوسی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا ملتان صنعتی اعتبار سے پسماندہ خطہ ہے صدیوں سے آباد جیتی جاگتی تہذیب کا امین شہر ملتان کسی زمانے میں ایک صوبائی دارالحکومت تھا اور برس ہا برس سے ایک ڈویژنل صدر مقام ہے ملتان ڈویژن کی حدود اب پہلے کی نسبت خاصی سکڑ گئی ہے تاہم اب بھی اسے جغرافیائی سیاسی ثقافتی اور تاریخی لحاظ سے ملک بھر میں منفرد مقام حاصل ہے ملتان ڈویژن میں ضلع ملتان کے علاوہ ساہیوال پاکپتن خانیوال وہاڑی لودھراں کے اضلاع شامل ہیں۔ مجموعی طور پر ملتان ڈویژن کو ایک خوشحال ڈویژن سمجھا جاتا ہے لیکن اپنی تمام تر سیاسی و اقتصادی اہمیت اور کردار کے باوجود ملتان ڈویژن ابھی تک حقیقی ترقی اور خوشحالی سے محروم ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا نقطۂ آغاز اسی ڈیوژن سے ہوتا ہے ملتان ڈویژن کے رہنے والوں کے ذہنوں میں یہ سوال اٹھتا ہے جب اقتدار کے ایوانوں میں ان کی ہمیشہ نمائندگی رہی ہے اور زرعی پیداوار کے لحاظ سے اس علاقہ نے ہمیشہ ملک کی معاشی ترقی (معیشت) میں اہم کردار ادا کیا ہے تو پھر

کیا وجہ ہے یہ علاقہ پنجاب کے بالائی علاقوں کی نسبت پسماندہ اور ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ گیا ہے اس سوال کا جواب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ملتان ڈویژن کو بیگانوں سے زیادہ اپنوں نے نظر انداز کیا وہ لوگ جو اسمبلیوں کے ایوانوں میں اس علاقے کی نمائندگی کرتے رہے ہیں بدقسمتی سے انہیں اپنے ذاتی مفاد کی زیادہ فکر رہی ہے ان کی فصلیں اچھی ہو جائیں انہیں لمبے چوڑے قرضے مل جائیں تو وہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان کا فرض پورا ہو گیا اور علاقے میں خوشحالی آگئی ہے حالانکہ حقیقت میں خوشحالی ان کی ذات تک محدود ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ملتان ڈویژن میں وہ خوشحالی اور ترقی نظر نہیں آتی جو کراچی لاہور راولپنڈی فیصل آباد جیسے ملتان کہ ہم پلہ شہروں میں موجود ہے ملتان کی صنعتی پسماندگی کا ذکر کرتے ہوئے ایک مقامی ماہر اقتصادیات نے بتایا کہ اس علاقے میں صنعتیں اس لئے قائم نہیں ہو سکیں کہ یہاں صنعتوں کے قیام کے لئے بنیادی ڈھانچہ (انفراسٹرکچر) ہی موجود نہیں لاہور اور فیصل آباد کے گرد و نواح میں صنعتوں کا جال بچھ چکا ہے وہ علاقے مختلف صنعتوں کی پیداوار کی بڑی منڈی بن چکے ہیں تمام غیر ملکی در آمد کنندگان کا رخ اب انہی شہروں میں قائم صنعتوں کی طرف ہوتا ہے اور ملتان میں قائم اسی نوعیت کی چند صنعتیں اس دوڑ میں بہت پیچھے رہ گئی ہیں روزنامہ خبریں اس پسماندگی کو دور کرنے میں اپنا کردار ادا کرے گا

ملتان میں قومی اخبارات کی بندش

اب سوال پیدا ہوتا کہ ملتان سے روزنامہ جسارت بند ہو گیا روزنامہ کوہستان بند ہو گیا روزنامہ امروز بند ہو گیا تین قومی اخبارات کا اس شہر سے خاتمہ کیا میڈیا کی ناکامی کا ثبوت نہیں اور صرف روزنامہ خبریں کیا اکیلا انقلاب لائے گا جس کی ملتان سے اشاعت ہی ممکن نہیں ہو سکی ابھی تک اس کا پریس نہیں لگا اور نہ ہی یہاں سے خبریں نے اس کی طباعت کا انتظام کیا ہو

اس وسیع و عریض ڈویژن میں صرف نوائے وقت رہ گیا ہے جو قومی اخبار ہے روز نامہ پاکستان لاہور کے بعد ملتان سے بھی شروع ہونے کی بھی شنید ہے روز نامہ پاکستان اپنی اشاعت کے لئے یہاں کوشاں ہے لیکن دیکھئے یہ کب ممکن ہوتا ہے

پاکستان ٹیلیویژن سٹیشن کا ملتان میں قیام

یہ بات اخبارات میں کئی بار شائع ہو چکی ہے اور اخبارات کے فائل اس کے گواہ ہیں اور خاص طور پر مارچ اپریل 1994 کے اخبارات پھر نوید مسرت کے شاہد ہیں کہ ملتان میں ٹی وی سٹیشن قائم کیا جارہا ہے یہاں کے دانشور صاحب علم صاحب قلم ادارے شخصیات اس کے قیام کے حق میں ہیں مگر میڈیا نے اس کی ضرورت کو اجاگر نہیں کیا خبروں اور اداریوں کی

ایک مختصر سی مہم اس مسئلہ کو ابھار نہیں سکی اگرچہ ملتان میں پی۔ ٹی۔ وی کا نیوز بیورو کا دفتر موجود ہے جس کا دعویٰ ہے اس نے 100 فیصد ملتان کی کوریج کی ہے ملتان نیوز بیورو کا دائرہ کار ساہیوال سے لیکر بلوچستان کی سرحد اور پنجاب میں صادق آباد تک پھیلا ہوا ہے یہ بیورو آفس میں صرف ایک کیمرہ مین ہے اور ایک سٹاف آفیسر کیا صرف دو حضرات کی موجودگی سے اس وسیع و عریض خطے کی تمام تر علمی ادبی تہذیبی ثقافتی معاشی اور معاشرتی اور سیاسی سرگرمیاں ٹی وی کے کیمرہ میں آسکتی ہیں؟اور سرگرمیوں کو پنجابی اردو اور ۹ بجے شام کے خبرنامہ میں کیا اہمیت دی جاتی ہے اور کتنا وقت ملتا ہے یہ وہ سوالات ہیں جو ٹی وی سٹیشن کے قیام کے متحمل ہیں کیا سرائیکی خبرنامہ کے لئے اور سرائیکی کلچر کے لئے لاہور اسٹیشن سے تمام پروگراموں میں سے ۲ گھنٹے نہیں مل سکتے اس طرح ریڈیو سٹیشن ملتان کی تمام تر نشریات میں صرف ۲۰ فیصد دورانیے کی نشریات سرائیکی کو دی جاتی ہیں کیا اس طرح سے اس خطے کو ضروریات پوری ہو جاتی ہیں ؟ اسی طرح دیگر اداروں میں ملتان آرٹس کونسل بھی شامل ہیں جہاں کتنے ڈرامے تیار کئے جاتے ہیں اور کتنے آرٹسٹ متعارف ہوئے ہیں اور کتنے حضرات کی دل شکنی ہوئی ہے یہ وہ موضوعات ہیں جس کا میڈیا کو نوٹس لینا چاہیے تھا

نشتر میڈیکل کالج ملتان اور طبی سہولتیں

ملتان میں صرف نشتر ہسپتال کوئی معیاری ہسپتال ہے جو 1951 میں قائم ہوا اور جس کے بعد ملتان میں بڑھتی ہوئی آبادی علاقہ کے باوجود کوئی ہسپتال نہیں بنا جبکہ لاہور میں میو ہسپتال کے بعد سروسز ہسپتال جنرل ہسپتال گورنمنٹ منشی ہسپتال شیخ زید ہسپتال اور کئی دیگر جدید تر سہولتوں کے ساتھ ہسپتال تعمیر ہوئے ہیں سرگنگارام ہسپتال اور گلاب دیوی ہسپتال تو خیر پہلے سے موجود تھے مگر ملتان کو ابھی تک کیوں محروم رکھا گیا ہے۔

ملتان ڈویژن میں چار ڈسٹرکٹ ہسپتال اور دو سول ہسپتال کام کر رہے ہیں یہ ہسپتال مجموعی طور پر 730 بستروں پر مشتمل ہیں اور مختلف شعبہ جات میں لوگوں کو علاج معالجے کی سہولتیں بمشکل فراہم کر رہے ہیں بستروں کے اعتبار سے ان کی تعداد درج ذیل ہے

سیریل نمبر	ہسپتال کا نام	بستروں کی تعداد
۱	سول ہسپتال ملتان	61

۲	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال لودھراں	40
۳	سول ہسپتال خانیوال	42
۴	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال وہاڑی	125
۵	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ساہیوال	402
۶	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال پاکپتن	60

(4) ان ہسپتالوں میں کس صلاحیت کے ڈاکٹر اور ان کے آلات اور طبی سہولیات موجود ہیں صرف ملتان میں سول ہسپتال فاطمہ جناح ہسپتال کا جو حال ہے وہ کسی شمار و قطار میں نہیں

میونسپل کارپوریشن اور ضلع کونسل کی تعمیرو ترقی

میونسپل کمیٹی ملتان کے دفاتر کو عام اصطلاح میں گھنٹہ گھر کہا جاتا ہے یہ عمارت لاہوری دروازہ کے باہر 1883ء میں تعمیر ہوئی جسے قائم ہوئے تقریباً ایک سو گیارہ سال ہو گئے ہیں جس کا بجٹ کبھی صرف ہزاروں روپے تک مشتمل تھا اب کروڑوں روپے کی گرانٹ اور ذاتی آمدنی سے مالا مال ہے مگر اس ادارے نے جسے اب کارپوریشن کا درجہ بھی حاصل ہے کس حد تک شہر میں تمدنی سہولتوں میں اضافہ کیا ہے اور اس کی کارکردگی کو کس طرح اخبارات نے دیکھا ہے یہ انتہائی تکلیف دہ صورت حال ہے اس طرح ضلع کونسل ملتان کا بجٹ بھی کروڑوں روپوں کی رقوم پر مشتمل ہوتا ہے لیکن اس قدر اہم ادارے نے اپنی ترجیحات کا تعین نہیں کیا صرف نالے کھالے اور یونین کونسل کے منصوبوں سے زیادہ یہ ملتان میں کوئی پارک کوئی میوزیم اور کلچرل ورثہ تعمیر کرائے تو اس کی اہمیت مسلم ہو لیکن ان امور کی انجام دہی میں اخبارات و رسائل کے کوئی اہم کردار ادا نہیں کیا جو ضلع کونسل کو فی الواقع ملتان کی نمائندہ کونسل کا اعزاز دلاتا زرعی معیشت کے استحکام کے لئے ضلع کونسل اگر کوئی سیمنار سمپوزیم مذاکرہ یا مباحثہ ترتیب دیتی تو زرعی پیداوار صنعت اور افرادی قوت کے وسائل اور مسائل پر کوئی پیش رفت ہو سکتی

ایوان خسرو

ملتان میں پل موج دریا پر ایوان خسرو لاکھوں روپے کی لاگت سے تعمیر کیا گیا جو بعد میں گرادیا گیا پھر اس جگہ کو سٹیٹ بنک کے لئے مختص کیا گیا جہاں سٹیٹ بنک نے اپنی بلڈنگ کی تعمیر شروع کرادی مگر یہ بلڈنگ بنیادوں سے اوپر تک نہیں اٹھ سکی

آخر میڈیا اس بے حسی اور ملتان کی حماں نصیبی پر خاموش کیوں ہے اسے وہ اپنے Featurized News میں کیوں نہیں نمایاں کرتا اگرچہ اخبارات نے گاہے بگاہے اس کا ذکر کیا ہے مگر اسے وہ اہمیت نہیں مل سکی جو اسے فی الواقعہ ملنی چاہئے تھی یہ بھی المیہ ہے کہ ملتان کی ترقیاتی سکیموں کے لئے گرانٹ نہیں ملتی

(5)

روزنامہ نوائے وقت ملتان کا اداریہ

گرانٹ کی منتقلی ملتان کارپوریشن میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے علاوہ مقامی ارکان صوبائی اسمبلی نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ملتان کے ترقیاتی پروگراموں کے لئے مختص رقم دوسرے شہروں کو منتقل کرنے کا فیصلہ واپس لیا جائے (9)

روزنامہ جنگ نے اپنی اشاعت میں گرانٹ کے مسئلہ کو موضوع بنایا (10)

اسی طرح **Multan Zila Council demands**

Funds for City Development (11)

اس مجموعی جائزہ کا ماحصل یہ ہے کہ ملتان کی ترقی میں گزشتہ 46 سالوں میں خاصی پیش رفت ہوئی ہے ذرائع ابلاغ نے اس کے مسائل کو اجاگر کیا ہے اور یہ ان کی مجموعی کارکردگی کا اظہار ہے کہ آج ملتان وہ نہیں جو پہلے تھا ملتان میں میڈیکل کالج اور بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کے قیام سے پہلے شاید کوئی پی ایچ ڈی کی سطح کا شخص اس شہر میں موجود ہو لیکن آج ملتان میں 80 سے بھی زیادہ پی ایچ ڈی کے سطح کے افراد کام کررہے ہیں اس سے شہر کا تشخص بلند ہوا ہے نیز پہلے بمشکل 15'16 کی تعداد میں ملحقہ کالج تھے آج ان کی تعداد 26 50 کے قریب ہے گویا ملتان نے قیام پاکستان کے بعد انتہائی تیزی سے ترقی کی ہے اور اس ترقی کا جو بھی کوئی ثمرہ بنتا ہے اس میں ذرائع ابلاغ کا کلیدی کردار ہے باوجود اس کے کہ وسائل محدود ہیں پرنٹنگ کی سہولتیں مفقود ہیں حکومت کی طرف سے ملتان کے پریس میڈیا کو وہ اہمیت نہیں ملتی جو اسلام آباد لاہور اور کراچی کے صحافی صاحبان کو مراعات کی صورت میں ملتی ہیں لیکن اس محرومی کے باوجود ملتان پھر بھی بڑی خوبیوں کا شہر ہے اس میں چھوٹے شہروں جیسی محبت بھی ہے اور بڑے شہروں جیسی سہولتیں بھی موجود ہیں

کتابیات

۱ خان منشی عبدالرحمن تاریخ ملتان ذیشان صفحہ 40-41-42 دسمبر 1985 عالمی ادار اشاعت علوم اسلامیہ ملتان

۲ نوائے وقت کے فائل 1985 سے 1994 تک

۳ روزنامہ خبریں اشاعت 5 جولائی 1993

۴

۵ روزنامہ فرنٹیر پوسٹ لاہور اشاعت 25 اگست 1993

۶ روزنامہ جنگ لاہور اشاعت 26 اگست 1993

۷ ضلع کونسل ملتان کے اجلاس منعقدہ 27 اگست 1993 کی روئیداد۔ قراردادیں

۸ روزنامہ نوائے وقت ملتان 27 اگست 1993

۹ اداریہ روزنامہ نوائے وقت 27 اگست 1993

۱۰ روزنامہ جنگ لاہور 27 اگست 1993

۱۱ روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور 28 اگست 1993

۱۲ کسٹم ڈائریکٹوریٹ کی مرتب کردہ رپورٹ

۱۳ آرٹس کونسل کی فراہم کردہ معلومات

۱۴ پاکستان ٹیلی ویژن نیوز بیورو ملتان کی فائلیں

۱۵ پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ ملتان کی فائلیں

۱۶ ریڈیو پاکستان ملتان کی فائلیں

۱۷ دفتر تعلقات عامہ پنجاب ملتان کی فائلیں

کمپیوٹر کی دنیا اور صحافت

Walte ـ J ـ Juan وان ـ جے والٹ جو USA TO DAY کے نامور صحافی ہیں کہتے ہیں کمپیوٹر کے انقلاب کی وجہ سے صحافت میں تبدیلی آئی ہے والٹ نے بتایا ہے کہ 1970 کے عشرے کے وسط میں ٹرمیلز پہلی بار منظر عام پر آئے تھے اور آج کے ٹرمیلز کے مقابلے میں ان کی کارکردگی بھی کافی سست تھی آج کل ہمارے ساتھی رپورٹنگ کے لئے جہاں جانا چاہیں سفری کمپیوٹر کندھے پر لٹکا کر لے جاتے ہیں ان مشینوں نے کام کو آسان بنا دیا ہے اب جتنا چاہیں طویل مضمون تحریر کیا جا سکتا ہے جبکہ ٹائپ رائٹر پر آپ ضروری مواد ٹائپ کر سکتے ہیں خلیج فارس سے صومالیہ تک اور جنوبی فلوریڈا سے ماسکو تک جدید صحافی اپنے سفری کمپیوٹر سے ٹیلی فون لائنوں کے ذریعے براہ راست رپورٹنگ کر سکتا ہے اور اپنے ساتھیوں کے کمپیوٹر پیغامات لمحوں میں حاصل کر لیتا ہے اور انہیں لائینوں کے ذریعے اس طرح سے جوابی پیغامات بھی بھیج سکتا ہے وہ اہم خبروں کے حصول کے لئے کمپیوٹر کے ذریعے وائر سروس رپوٹوں تک رسائی حاصل کر سکتا ہے والٹ کے مطابق اب اگر کوئی صحافی ٹیلیفون کے کسی نظام سے دور بھی ہو تو وہ اپنے کمپیوٹر کا رابطہ چھوٹے سے سٹیلائٹ ڈش انٹینا سے جوڑ دیتا ہے اور اس کے ذریعے وہ اپنی رپورٹیں براہ راست سٹیلائٹ کو بھیج دیتا ہے جہاں سے متعلقہ صدر دفتر تک پہنچ جاتی ہیں اخبار کا کام اب لوگوں کو محض خبروں سے آگاہ کرنا نہیں رہا بلکہ ان خبروں کے بارے میں تبصروں یا لوگوں کے تاثرات سے آگاہ کرنا ہے جو وہ لوگ جو ایک دن قبل ٹیلیویژن پر (ملاحظہ کر چکے ہوتے ہیں) ٹیلی ویژن پر سن چکے ہوتے ہیں !

اس طرح باب اول میں الیکٹرانک میڈیا کا ذکر کیا گیا ہے جس کی اثر انگیزی کا یہ عالم ہے کہ شارجہ کرکٹ میچ جو مواصلاتی سیارے کے ذریعے اپریل 1994 کو پاکستان میں دکھایا گیا ملتان شہر میں اخبارات کی رپورٹنگ کے مطابق " ہو" کا عالم تھا۔ (ضمیمہ شامل ہے)

الیکٹرانک میڈیا میں ٹیلی ویژن فلم۔ وی ۔ سی آر اور ریڈیو شامل ہیں جن کی آج کے دور میں اہمیت مسلمہ ہے ٹیلی ویژن اس قدر موثر ذریعہ ہے کہ لوگ ٹی وی کے کیمرہ کے سامنے آنے اور ٹی وی میں اپنی شہرت کو بڑا مقام دیتے ہیں کہیں بھی کوئی فلم عکس بندی ہو رہی ہو لوگ بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ کوئی شارٹ ان کا بھی شامل ہو جائے دوسرا ٹیلی ویژن کے ناظرین کی تعداد بہت زیادہ ہے ریڈیو بھی موثر ذریعہ ابلاغ ہے لیکن اب سٹیلائٹ ٹیلی ویژن فلم اور V.C.R نے بڑی

حد تک اس کے کردار کو متاثر کیا ہے لیکن دیہی زندگی میں ابھی تک اس کی اور دیہی انسان کی دوستی گہری ہے نیز اس باب میں میڈیا پر مسلط ان قوتوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جنہوں نے دنیا بھر کی رائے عامہ پر اطلاعات کی یک طرفہ یلغار مچادی ہے ان ابلاغیاتی قوتوں میں غالب اکثریت مغرب سے تعلق رکھتی ہے جن میں خبر رسان ایجنسیا بھی ہیں مثلاً

ٹائم (Time) (News Week) اکانومسٹ (Economist) ریڈر ڈائجسٹ (Reader Digest)

ان میں نمایاں ہیں جبکہ خبر رساں ایجنسیوں میں " رائٹر" فرانس کی A.F.P وغیرہ کا عمل دخل واضح ہے اور ان کی اشاعت کا دائرہ اثر بیک وقت کئی براعظموں تک پھیلا ہوا ہے

باب دوم

باب دوم میں ملتان کے تاریخی اور تہذیبی ثمرات کا جائزہ لیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ ملتان قدیم الایام سے جنوبی ایشیاء کا منفرد مقام رہا ہے اسلامی تاریخ میں البلاذری کی کتاب فتوح البلدان کے مطابق یہ مسلمانوں کا اولین اہم معسکر اولیں گہوارہ علم اور ممتاز قبتہ الاسلام تھا یہ وسط ایشیاء اور ہند کے درمیان ایک ایسا مقام اتصال رہا ہے جس سے تاریخ کے بہت سے قافلے گزرے اس شہر میں علم و عرفان کی لاتعداد شمعیں روشن ہوئیں اس شہر بے مثال نے جس کشادلی اور خندہ پیشانی سے قدیم اور جدید علوم و فنون کو یکجا کر کے جس شاندار تہذیب کو متعارف کرایا اس کے خدو خال یہاں کی وہ عمارات مساجد مقابر ہیں جنہیں دیکھنے کے لئے دنیا کے کونے کونے سے ماہرین آتے ہیں اور اپنی تحقیق سے اور اپنے جدید پیمانوں سے اندازہ لگاتے ہیں کہ مسلمان علم ریاضی علم فلکیات ٹرگنومیٹری اور جیومیٹری میں کس قدر اعلیٰ مہارت کے مرتبہ پر فائز تھے دنیا کا بلند ترین لاثانی نادر روزگار ہشت پہلو حضرت شاہ رکن العالم کا مزار جسے 1983 میں آغا خان عالمی ایوارڈ برائے تعمیرات مل چکا ہے حضرت شاہ شمس سبزواری کا مزار سبز ا۔یشیوں اور سبز گنبد کی اعلیٰ تراش کا نادر نمونہ ہے اس طرح حضرت سلطان علی اکبر کا مزار جو سورج میانی میں ہے اصفہانی طرز تعمیر کا ایک ایسا شاہکار ہے جو یہاں کے معماروں کے دست بہ کمال کا آئینہ دار ہے اس باب میں مزید ان اداروں کا ذکر ہے جو ملتان کی تعمیر و ترقی کی علامت سمجھے جاتے ہیں مگر ان میں کچھ ایسے ہیں جو تکمیل کے مراحل سے گزر رہے ہیں اور مناسب فنڈ کی عدم دستیابی کی وجہ سے ان کی مزید ترقی نہیں ہو سکی ان میں بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان نشتر میڈیکل کالج سپورٹس کمپلیکس وہاڑی روڈ میوزیم آڈیٹوریم ٹی ۔ وی ۔ سٹیشن کا قیام ڈیرہ غازی خان میں فورٹ منرو کو تفریح مقام

کا درجہ اس طرح دیا جائے کہ وہ کوہ مری کہ ہم پلہ بن جائے اس طرح سر سید یونیورسٹی (ٹیکنیکل یونیورسٹی) کا بھی ڈیرہ غازی خان کا قیام ایک عرصہ کی آواز ہے مگر ابھی تک اس میں پیش رفت نہیں ہوئی صرف تخمینہ جات مرتب کئے جارہے ہیں کہ اس مجوزہ یونیورسٹی کو کتنا رقبہ درکار ہے ملتان میں گورنمنٹ گرلز کالج اس سطح کا ادارہ ہے کہ اسے خواتین یونیورسٹی کا درجہ دیا جانا چاہیے اس طرح انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کا کیمپس راجن پور میں قائم کیا گیا مگر وہ کیمپس ابھی تک صرف ایک افتتاحی تختی تک محدود ہے پریس میڈیا ان منصوبہ جات پر اس طرح دھیاں دے کہ یہ معاملات پایہ تکمیل کو پہنچ جائیں اس طرح ملتان زرعی خطہ بھی ہے یہاں زراعت پر مبنی صنعتیں قائم کی جائیں کاٹن کے حوالے سے ریڈی میڈ گارمنٹس کی صنعت کا قیام ضروری ہے لائیوسٹاک کی وسعت کے اعتبار سے لیدر کی اشیاء اور بوٹ سازی کے کارخانے ضروری ہیں کیونکہ ملتان اور ڈیرہ غازی خان میں اعلی نسل کے جانور موجود ہیں جن میں نیلی بار کی گائے واجل کے علاقہ کا بیل اور ساہیوال کے علاقہ کی بھینس اور ڈیرہ غازیخان میں بھیڑ بکریاں لائیو سٹاک کا ایسا سرمایہ ہیں جن سے کئی صنعتیں ترقی کر سکتی ہیں اور اس علاقہ سے بے روزگاری مفلسی اور پست معیار زندگی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ جس تیزی سے یہ علاقہ تعلیم بلوغت کو پہنچ رہا ہے اس لحاظ سے غربت افلاس کا خاتمہ اور اعلی درجہ کی ملازمتیں اس علاقہ کے لئے بنیادی حق کا درجہ رکھتی ہیں لیکن ترجیحات کی نمایاں انداز میں پیش کش میں ماس میڈیا کو اپنا کلیدی کردار ادا کرنا ہے

باب سوم میں ملتان کی سیاسی معاشرتی زندگی میں جرائد و اخبارات کے کردار کا تعین کیا گیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ ملتان صحافتی اعتبار سے اہم مرکز ہے یہ اس علاقے کی صحافت کا کمال ہے کہ یہاں جدید ادارے قائم کئے گئے ہیں جن میں یونیورسٹی کا قیام سرفہرست ہے ورنہ رحیم یار خاں سرگودھا میانوالی جیسے علاقوں میں ایسی یونیورسٹیاں قائم ہوتیں کیونکہ وہاں کا میڈیا کمزور ہے اس لئے وہ ان علاقوں کی اہمیت کو اجاگر نہیں کر سکا اور ملتان کی صحافی برادری نے اس کے لئے قابل فخر کردار ادا کیا ہے

ملتان اس اعتبار سے خوش نصیب شہر ہے کہ یہاں صحافیوں کی ایک کثیر تعداد موجود ہے جو حضرات پریس کلب کے ممبر ہیں ان کی تعداد 109 کے قریب ہے جبکہ یہی تعداد پریس کلب کا ممبر بننے کی آرزو مند ہے پاکستان بھر کے اخبارات ملتان آتے ہیں ان کے نمائندے ملتان کی معاشی معاشرتی زندگی کی ضرورتوں سرگرمیوں اور امنگوں کو اپنے اخبارات میں پیش کرتے ہیں اور اس

طرح یہ علاقہ ملکی سطح پر ایک اچھی اخباری مارکیٹ کا درجہ رکھتا ہے

باب چہارم میں ملتان کی سیاسی و معاشرتی ترقی میں ریڈیو اور ٹیلیویژن اور دیگر جدید ذرائع ابلاغ کا ذکر کیا گیا ہے جو ملتان کی معاشی معاشرتی تہذیبی اور ثقافتی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں اور یہاں سیاسی کلچر کو مربوط اور مضبوط کرتے ہیں اس طرح قومی یکجہتی کا تصور جنوبی پنجاب کے خطہ سے ابھرتا ہے جو ملکی نظام کے استحکام کا باعث بنتا ہے لیکن یہ امر غور طلب ہے کہ یہاں نیوز بیورو کی سطح کے دفاتر کی بجائے ٹی وی سٹیشن کا قیام ضروری ہے تاکہ پاکستان کا دل جنوبی پنجاب اس قومی فریضہ کو جس کا تعلق تعلیم تفریح اور معلومات ہے یہ احسن طریق سے سرانجام دے سکے

باب پنجم ملتان میں آرٹس کونسل پاکستان نیشنل سنٹر اور صوبائی وفاقی اطلاعات کے مراکز اور دیگر ذرائع ابلاغ

رائے عامہ کی تشکیل مثبت انداز فکر اور صحیح جمہوری سوچ اور قومی شعور کی تشکیل کے لئے ان اداروں کے قیام اور ان کے فعال کردار کی بیحد اہمیت ہے یہ ادارے در حقیقت حکومت پر اعتماد بحال کرنے کا نام ہیں یہ حکومت کی کامیابیوں اور موثر پالیسوں اور عوام کی تجاویز اور افکار کے درمیان ایک رابطے کا پل بناتے ہیں اور ابلاغ عام میں ان کا کردار ایک فورم ایک جائے مذاکرہ اور سمپوزیم کا درجہ رکھتا ہے یہ صرف افکار و کردار کو نئی جہت نہیں دیتے بلکہ نقد و نظر کی صورت میں خوب سے خوب تر کی طرف گامزن کرنے کا عملی جواز بھی پیدا کرتے ہیں ذرائع ابلاغ کے ان اداروں کا ملتان میں قیام بلاشبہ ایک خوش گوار ترقی کی علامت ہے اور اس خطہ کے عوام کی سوچ کو مرکزی اور صوبائی دفاتر تک پہنچانے کا کوئی نہ کوئی پلیٹ فارم تو موجود ہے

باب ششم

باب ششم میں مجموعی تحقیق کا خلاصہ اور نتائج کا احاطہ کیا گیا ہے اور ان افکار کی صداقت اور شہادت کے لئے ضمیمہ جات اور جدول کی مدد لی گئی ہے تاکہ ہم جہت تحقیق سامنے آسکے اور موثر نتائج کی نشان دہی کی جا سکے تحقیق کا مجموعی خلاصہ یہ ہے کہ ملتان جو ماضی میں نشاۃ ثانیہ اور اعظمت پارینہ کا ایک بے مثل خطہ تھا اور جس نے جنوبی ایشا میں علم و فضل اور ہنر کمال کو متعارف کرایا مگر ماضی کی بے رحم قوتوں کے ہاتھوں جس زوال سے دوچار ہوا اس انحطاط اور زبوں حال سے اگر کسی نے اسے نکالا ہے تو وہ اس خطے کے جرائد و رسائل اور اخبارات ہیں یہ وڈیروں مخدوموں پیروں اور وسیع و عریض رقبہ کے زمینداروں کا خطہ جہاں ظلم نواب پور کے سانح کی صورت میں ہوتا رہا مگر کسی کو صدائے احتجاج بلند کرنے کا حوصلہ نہ ہوا اگر

میڈیا موثر نہ ہوتا تو سانحہ نواب پور کا کہیں ذکر ہی نہ ہوتا اور نہ ہی مجرموں کو کوئی سزا ملتی اور نہ ہی بے گناہ خواتین کو انصاف ملتا میڈیا نے عوام میں جرات ہمت پیدا کی ہے اور خاص طور پر ملتان کے عوام میں شعور آگہی کو اس حد تک بڑھایا ہے وہ جابر سے جابر حکمران سے ٹکرانے کے لئے جان کی بازی لگا دیتے ہیں نظام مصطفیٰ کی تحریک اور مولانا حامد علی خان کی قیادت میں عوام کے جذبات کو سمجھا جا سکتا ہے جنہوں نے فوج اور پولیس کی تمام تر رکاوٹوں کو بڑی جرات سے قوت استقلال سے عبور کیا اور صدیوں سے ظلم اور آمریت کے بوجھ تلے دبے لوگوں نے جرات اور سچائی پر ڈٹ جانے کا لطف محسوس کیا

ماس میڈیا کے معاشرتی زندگی پر اثرات

ابلاغ عامہ ملتان میں ماس میڈیا کی ترقی شہر اور دوسرے شہروں سے آنے والے اخبارات رسائل و جرائد اور ٹیلی ویژن ریڈیو پروگراموں نے صدیوں کی پرانی تہذیب کو بڑی حد تک متاثر کیا ہے پہلے گھروں میں عورتیں محلے میں ہونے والی تقریبات کا ذکر کرتیں تھیں اب .T.V ریڈیو کی وجہ سے ملکی سیاست پر بات کرتی ہیں ٹی وی کے پروگرام گفتگو میں شامل ہو گئے ہیں اندروں شہر میں دودھ ' دہی ' نائی کی دکان ' چائے والے' دال منگ بیچنے والے کھوکھے ماسی سداں کا تنور آج بھی معاشرتی زندگی کی دلچسپ تصویر پیش کرتے ہیں یہ دکانیں نہ صرف شہر بھر کی بلکہ ملک اور پوری دنیا میں ہونے والی سرگرمیوں اور تبدیلیوں پر تبادلہ خیال کا مرکز ہوتی ہیں ہنوں کا چھجہ کو ٹلہ تولے ۔ بی شیر خان اور اندرون پاک گیٹ حرم گیٹ اور مسجد ولی محمد کے علاقوں کے سروے اور مشاہدے سے ایسا معلوم ہوا کہ ان علاقوں کے لوگ ہی اصل میں ملک کے حکمران ہیں وہ اس طرح سے ملکی معاملات پر تبصرہ کرتے ہیں جیسے وفاقی کابینہ سے ابھی اٹھ کر آئے ہوں یا قومی صوبائی اسمبلی کا بجٹ سیشن میں شرکت کے بعد گھر لوٹے ہوں۔ ان کی گفتگو سے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہاں نواز شریف یا محترمہ بے نظیر کی حکومتیں انہیں کے مشوروں سے چل رہی ہیں جمعہ کے روز اندرون شہر کے لوگوں کے معمولات بڑے دلچسپ ہوتے ہیں چائے کے کھوکھے اور نائی کی دکان پر بعض لوگ صبح سویرے پہنچ جاتے ہیں اور اس اطمینان سے بیٹھتے ہیں جیسے ان کو کوئی کام ہی نہ ہو صبح صبح وہ نائی کی دکان سے شیو بنوائیں گے اور اخبار بھی یہیں سے پڑھیں گے کشمیر بوسینا فلسطین اور آٹے دودھ دہی گھی اور گوشت کی مہنگائی کا ذکر بھی بڑی تشویش سے کریں گے بعض حضرات شام کو چائے کی دکان پر ٹی وی کی خبریں دیکھیں گے اور پھر رات گئے گپ شپ کے بعد گھر جائیں گے

میں نے محمد رمضان دودھ فروش سے پوچھا جو شام کو عینک والا جن ڈرامہ دیکھ رہا تھا "بابا جی کیا ٹی وی کے آنے سے لوگوں کے معمولات زندگی تبدیل ہو گئے ہیں ؟" اس نے کہا ٹی وی کے آنے سے تو ساری دنیا بدل گئی ہے لوگ پروگرام دیکھنے کے لئے جلدی گھر چلے جاتے ہیں ٹی وی کی وجہ سے شرح خواندگی میں اضافہ ہوا ہے لوگ اب بچوں کو پڑھانا چاہتے ہیں جو تعلیم یافتہ ہیں وہ اپنے گھر گلگشت نشیمن کالونی اور نیوملتان بنانا چاہتے ہیں ان کا خیال ہے کہ ان گلی کوچوں میں ان کے بچوں کا کوئی مستقبل نہیں ٹی وی وی سی آر نے لوگوں کی سرگرمیاں تبدیل کر دی ہیں کئی فلاحی اور رفاہی تنظیمیں معاشرے کو سدھارنے میں مصروف ہو گئیں ہیں شہر کا مزاج اور انداز نئے روپ میں نکھر گیا ہے لوگ اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ مصروف سمجھنے لگے ہیں

ماس میڈیا کے ملتان کے معاشی حالات پر اثرات

ملتان کے وہ گلی کوچے اور محلے جو صرف فنون مفیدہ کے لئے مشہور تھے جیسے محلہ "سوتری وٹ" جہاں سوتر کا کاروبار ہوتا تھا "محلہ کمنگراں" جہاں کمنگری کا کام ہوتا تھا محلہ "خیمہ دوزاں" جہاں خیمے بنائے جاتے تھے محلہ "چم رنگاں" جہاں چمڑے کو رنگا اور پکایا جاتا تھا اس طرح محلہ کاشی گراں محلہ کاٹھ کپ (لکڑی کاٹنے کا محلہ) محلہ پڑولیاں جہاں ریشم یا پٹولی کا کام ہوتا ہے محلہ زین ساز جہاں گھوڑوں کی زین تیار ہوتی تھی محلہ چوڑی گراں محلہ ڈبگراں جہاں کاغذ اور مٹی ملا کر اشیاء بنائی جاتی تھیں اسی طرح پونگر (رنگریز) جیسے پیشے اس علاقے کی معاشی زندگی کو استحکام بخشتے تھے تعمیر خطاطی جلد سازی طب و حکمت قالین بافی ظروف سازی مصوری سنگ تراشی نہ صرف پیشے تھے بلکہ تشکیل جمال اور حسن آفرینی کے مرقع تھے ان سے نہ صرف روزگار کا تحفظ تھا بلکہ معاشی استحکام اور خانوادوں کی معاشرتی اور معاشی زندگی کا نکھار بھی ان سے وابستہ تھا ان پیشوں کو مزید وسعت دینے کے لئے اگرچہ ماس میڈیا نے کوئی کردار ادا نہیں البتہ ان کی جگہ جدید علم اور فنون کو وابستگی کو پیدا کیا تعلیم اور ٹیکنالوجی کے حصول کو ممکن بنایا ہے اور اس طرح قدیم ملتان کی جگہ ایک جدید ملتان سامنے آرہا ہے جو ماس کمونی کیشن کی جدید نزاکتوں سے آگاہ اور معاشی ضرورتوں اور اس کی ترجیحات سے آشنا نظر آتا ہے

ذرائع ابلاغ کے سیاسی اثرات

ذرائع ابلاغ نے سیاسی انداز سے بھی اس خطے کو بہت متاثر کیا ہے اور تبدیلیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوئے ہیں یہاں کے برسوں سے وہ سیاسی خانوادے جو یہاں کی سیاست پر چھائے ہوئے تھے اور ہر بار وزارت سفارت اور اسمبلیوں کی رکنیت جن کا

مقدر بنا کرتی تھی ذرائع ابلاغ نے ان کے سیاسی تشخص کو حقیقی انداز میں عوام کے سامنے پیش کیا ہے یہی وجہ ہے کہ آج ان کا سیاسی مستقبل مخدوش ہو چلا ہے جس علاقے سے خاکوانی گیلانی اور مخدوم کی ذات کے لاحقے لگا کر کچھ لوگ یہاں کے عوام کا مقدر بن بیٹھے تھے اب وہاں سے نئے سیاسی لوگ ابھر کر عوام کے سامنے آرہے ہیں جن میں حاجی بوٹا بابو فیوز انصاری وغیرہ شامل ہیں اب یہاں ذات خاندان اور موروثی سیاست آخری ہچکی لیتی محسوس ہو رہی ہے

ذرائع ابلاغ کا ملتان میں مستقبل روشن ہے

حرف آخر

ذرائع ابلاغ نے جس تیزی سے ملتان کی تہذیبی سماجی معاشی معاشرتی اور سیاسی زندگی میں تبدیلی پیدا کی ہے اور ملتان کو جس سطح کا مرکزی شہر بنایا ہے اس کی نظیر 1947 میں نہ تھی اس وقت کا ملتان صرف گھنٹہ گھر کے ارد گرد کی آبادی اٹنگ تک محدود تھا آج 1994 میں ملتان پل چناب قادرپور راواں مخدوم رشید تک پھیل گیا ہے اس شہر کی صنعت تجارت معیشت ادارے ملازمت کے حالات سبھی اس شہر کو عظیم تر بنانے میں اور اسے پرکشش کرنے میں معروف ہیں

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں شعبہ ماس کمونی کیشن کا ایم اے کی سطح پر تدریس کا ریگولر انتظام ذرائع ابلاغ کی ملتان میں مقبولیت بی اے کی سطح پر ملتان کے ملحقہ کالجوں کے طلباء و طالبات کی بڑھتی ہوئی تعداد پریس سے وابستہ افراد میں اضافہ ملتان میں مربوط اخباری مارکیٹ اور قومی سطح کے دفاتر اداروں کا قیام اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ ملتان میں ذرائع ابلاغ کا کردار موثر ہے اور اس موثر کردار کا نتیجہ یہ ہے کہ اخبارات مذاکرے مباحثے ایوان اور دیگر فورم پر معاشی معاشرتی سیاسی مسائل کو اجاگر کرتے ہیں نوائے وقت کا تازہ ترین ایوان وقت مذاکرہ یکم مئی 1994 اس بات کا ثبوت ہے جس میں ملتان کے تمدنی سیاسی اور اقتصادی امور پر صائب الرائے حضرات کے افکار و خیالات کو یکجا کیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ پریس کا رویہ ملتان کی بہتری اور تمدنی سہولتوں میں اضافہ کرتا ہے (10)

اس امر کا غالب امکان ہے کہ ملتان آج اگر کسی وجہ سے پرنٹنگ اور پریس ہاؤس سے محروم ہے مگر وہ دن دور نہیں جب کراچی لاہور اسلام آباد کے قومی اخبارات اس مدینتہ اولیا سے جاری ہونگے نوائے وقت ملتان کا اداریہ " ملتان میں ٹیلی ویژن سٹیشن " بھی اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے اگر ملتان نیوز بیورو کے دائرہ عمل کو بڑھایا جائے تو یہی سٹوڈیو وقت گزرنے

کے ساتھ ساتھ مکمل ٹیلی ویژن کا درجہ اختیار کر لے گا (11)

اسی شہر میں CNN اور NTM کے پرائم پروگرام جاری ہونگے مواصلات وسائل ڈش انٹینا پہلے سے موجود ہیں اس کے علاوہ ملتان میں اڈیٹوریم میوزیم چڑیا گھر لوک ورثہ جیسے منصوبے جب مکمل ہونگے تو ملتان کا تعلق بین الاقوامی سطح پر بھی ہو جائے گا حج فلائیٹ کا آغاز کیا جارہا ہے اگر ملتان میں بین الاقوامی سطح کا ائیر پورٹ بن جائے تو نہ صرف اقتصادی سیاسی معاشرتی حالات میں تبدیلی ہوگی بلکہ دیگر ممالک کے ذرائع ابلاغ سے متعلق لٹریچر کتب رسائل زیادہ تعداد میں آئیں گے اور اس طرح ملتان کو جدید سے جدید تر انداز میں ترقی دینا زیادہ ممکن ہو جائے گا نیز اس کی زرعی مصنوعات زرعی پیداوار اس کے پھل جس میں آم جسے تقریبا بین الاقوامی سطح کا پھل ہونے کا اعزاز حاصل ہے ملتان کا پوری دنیا میں تعارف کا باعث ہے کھجور کنو وغیرہ ملتان کی مزید شہرت کا باعث بنیں گے کپاس اور اس کی مصنوعات نے ملتان کو نہ صرف ملکی سطح پر بلکہ بین الاقوامی سطح کی تجارت سے مربوط کر رکھا ہے ملتان کی افرادی مادی معدنی وسائل بھی اس شہر کی مزید تعمیر و ترقی کی ضمانت ہیں اور اس میں ماس میڈیا کا کردار درخشندہ مستقبل کی نوید ہے یہ امر بھی خوش آئندہ جو معاشرتی سروے (Social Survey) سوالنامہ کی صورت میں کئے گئے اور جن لوگوں سے جوابات حاصل کئے گئے ان کی 80 فیصد تعداد ذرائع ابلاغ کے موثر کردار کی گواہی دیتی ہے اس کے علاوہ معاشرتی سروے کے لئے ضلع ملتان کو عمومی کائنات General Universe تصور کرتے ہوئے خواتین طلباء مزدور کسان تجارت پیشہ سماجی تنظیموں کے نمائندوں اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں سے جو معلومات یکجا کی گئیں جو Sampling کے ذریعے اکائیوں کا انتخاب کیا گیا نیز کوٹہ نمونہ بندی Quota Sampling کی تکنیک سے جو نتائج مرتب کئے گئے ان کی رو سے ملتان میں بڑھتی ہوئی آبادی کے بارے بے روزگاری پست معیار زندگی تعلیم صحت اور تمدنی شعور جیسے عام مسائل جن سے شہری دوچار رہتے ہیں ان میں ذرائع ابلاغ کا کردار ایک معاون ایک ہمدرد اور ایک بہی خواہ کار ہے اس تحقیق میں ملتان شہر کے تین علاقے منتخب کئے گئے جن میں ہنو کا چھجہ ممتاز آباد اور گلگشت اور نواح ملتان نواب پور اور لاڑ کا علاقہ Universe Research کے طور پر لیا گیا آج یہ علاقے ابلاغ کے اثرات سے اس قدر آسودہ ہیں کہ وہاں ریڈیو اور ٹی وی کی نشریات باقاعدگی سے سنی اور دیکھی جاتی ہیں ملک کے بھراخبارات ان علاقوں میں جاتے ہیں اور روز مرہ کی زندگی میں جدید سے جدید برتن گلاس اور سامان استعمال ہوتا ہے جو ملتان کے مقبول علاقہ گلگشت میں استعمال ہوتا ہے

ہنوں کے چیچہ کے سروے سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں تقریبا آدھی آبادی کے پاس دی ۔ سی ۔ آر رنگین ٹیلی ویژن اور چوتھائی آبادی کے پاس ڈش انٹینا کی سہولت موجود ہے ویڈیو کی بے شمار دکانیں موجود ہیں جہاں ہر قسم کی فلمیں دستیاب ہیں معاشی معاشرتی اور سیاسی شعور اس قدر پختہ ہے کہ اگر کسی اشیائے خوردنی میں ایک دو روپے کا اضافہ ہو جائے تو پوری دکان کو الٹ پلٹ کر رکھ دیتے ہیں اور صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں تھانہ پولیس سے قطعا خوف نہیں کھاتے اور سچ کے لئے جان دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں ا لیکشنوں میں اپنے ووٹ کا بھرپور استعمال کرتے ہیں تقریبا آبادی کا غالب حصہ ووٹرے اور ووٹ دینے اور ووٹ سے اپنی جمہوری حکومت بنانے کا سلیقہ رکھتا ہے " ووٹ قوم کی امانت ہے " اور یہ ملتان کے پسماندہ خطے اس امانت کے امین ہیں

1947 سے لیکر 1994ء تک کے معاشرتی سروے نے بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہے کہ ملتان میں ذرائع ابلاغ کے فروغ متبولیت تعیر اور بتدریج اثر پذیر کا پس منظر ماہ و سال کے ایک طویل سفر پر مشتمل ہے اس میں بہت سی کامیابیاں بھی حاصل ہوئی ہیں اور یہاں علم و ہنر کے حصول کی شرح میں بھی اضافہ ہوا ہے اس ضمن میں ایک فرد سے لیکر معاشرے کے ہراوارے نے کامیاب تعمیری پیش رفت کی ہے مگر ملتان کو بام عروج کی منزلوں سے آشنا کرنے کے لئے ایک اور طویل سفر کا طے کئے جانا باقی ہے اس کے بعد ہی اس شہر کو وہ مقام حاصل پھر ہو سکے گا صدیوں کی طویل تاریخ کی گرد میں گم ہو چکا ہے اب ملتان کا کردار مزید باوقار ہو گا جو کہ محض دفاعی یا عسکری حکمت عملیوں تک محدود نہیں ہو گا بلکہ اس محاذ پر اس کا موثر اور طاقت ور ہتھیار " ذرائع ابلاغ ہونگے " جب ملتان کی موجودہ تعیر و ترقی کی رفتار اور اس میں ذرائع ابلاغ کی اثر پذیری کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اس پسماندہ خطہ میں جہاں خواندگی کی شرح بہت کم رہی ہے جہاں تعلیم اور علم کے ادارے مفلوک الحالی کا شکار ہیں جہاں جدید تعلیم کا فقدان رہا ہے جہاں صنعتی زبوں حال اور معاشی عدم استحکام رہا ہے باوجود ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے

کہ اس خطہ کا ریونیو پنجاب کے دیگر خطوں سے زیادہ ہے یہ زیادہ ریونیو سرکار کو بھیجتا ہے مگر اس خطے کے باسی غربت افلاس اور معاشی اور معاشرتی ناہمواریوں کا شکار ہیں اس علاقے کی بہتری اور تبدیلی میں یہاں کے ذرائع ابلاغ نے شعور و آگہی کے لئے علم و عمل کے کئی چراغ روشن کئے ہیں جس کی وجہ سے جہالت کی تاریکیاں دن بدن چھٹتی جارہی ہیں بے آب وگیاہ ویران بستیوں میں جدید تمدن کی تبدیلیاں آرہی ہیں آج کے صدیوں پرانے ملتان کے علاقوں میں صرف غیر آباد علاقے زیر کاشت نہیں آرہے بلکہ سر سبز و شاداب وادیوں کی شکل میں ملکی تعمیر و ترقی میں بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں یہ مساعی ابھی جاری ہے لیکن اس مساعی کے پیچھے بلاشبہ اخبارات اور ان سے کہیں زیادہ ریڈیو ملتان کی نشریات کا بڑا دخل ہے اور خاص طور پر ریڈیو ملتان نے ڈراموں کی صورت نہ صرف بامقصد تفریح کو متعارف کرایا ہے بلکہ تعلیم اور اطلاع کے عمل کو بھی آگے بڑھایا ہے منیر احمد سومرو سٹیشن ڈائریکٹر ملتان کے الفاظ میں ڈرامہ کیا ہے

" ڈرامہ تخلیقی عمل کی ایک صنف ہے اور یہ ایک ایسی صنف ہے جو پڑھنے اور سننے والوں پر براہ راست تاثر قائم کرتی ہے چونکہ ہمارے لکھنے والے وقت اور عہد کے تابع ہوتے ہیں اور جو کچھ منظر عام پر لاتے ہیں وہ جگ بیتی ہوتی ہے یا آپ بیتی ۔ اس لئے لکھاری کا وقت سے پیوستہ ہونا مشاہدوں کو بیدار کرداروں کا روپ دینا۔ اچھی تحریر کی دلیل ہوتا ہے اچھی تحریر جب کارکردگی اور تخلیقی صنعت کے سانچے میں ڈھلتی ہے تو زندگی کا جیتا جاگتا ایک پہلو سامنے آتا ہے۔

ریڈیو ڈرامے کی صنعت ایک مقبول صنف کے طور پر اب تک قائم ہے اور آنے والے برسوں میں بھی اس کی مقبولیت کو کوئی چیلنج کا سامنا نہیں ہے بات صرف لگن اور محنت کی ہے ان تمام ڈراموں میں معاشرے اور وسیب کے ان موضوعات کا پرتو ملے گا جو معاشرے میں منفی حقائق کے طور پر موجود ہیں "

اس میں کوئی شک نہیں کہ ملتان کا معاشرہ وسیب جن منفی حقائق سے دو چار رہا ہے اس میں جدید تعلیم سے بیزاری

وٹہ سٹہ کی رسوم کی بیماری ذات پات کے بھید بھاؤ غلط فہمیوں کے جالے یہ وہ معاشرتی خرابیوں میں آتے ہیں جو ہماری کم عقلی یا خود غرضی کے ہاتھوں پورے معاشرتی ڈھانچے کو عذاب میں بدل دیتے ہیں خاص طور پر رسم و رواج اور فرسودہ روایات ہماری ہنستی بستی زندگی کو جہنم بنا دیتے ہیں اور یہی وسیب کا دکھ ریڈیو پاکستان ملتان نے اپنے ابلاغ عام سے دور کیا ہے۔ ریڈیو پاکستان ملتان نے اپنے مستند لکھاریوں کی مدد سے جن میں ڈاکٹر انوار احمد اسلم انصاری مشکور صابری طارق شاہ نصرت سند خان جیسے حضرات شامل ہیں انہوں نے ان تلخیوں کو اجاگر کیا ہے جو معاشرتی آسودگی میں زہر گھول رہی ہیں ان ڈرامہ نگاروں کے ڈراموں کا موضوع اس ابلاغ عام سے متعلق ہوتا ہے جو دراصل تعلیم اور اطلاع کے بنیادی مقاصد کو پورا کرتا ہے اور ان سے کہیں کم تفریح کی ضرورت کو پورا کرتا ہے ملتان ریڈیو سے وابستہ لکھاریوں کے موضوع " وسیب دا ڈکھ " " بلدے ڈیوے " پچھتاوا۔ نقش جنوں۔ وی۔ آئی۔ پی۔ ہاؤس " ہیں جن میں اس امر کی کوشش کی جاتی رہی ہے کہ ملتان کے خطے میں ابلاغ کو اثر پذیری مل سکے جس طرح ریڈیو پاکستان لاہور نے 14 اگست 1947 سے (یہ اگرچہ قائم 16 دسمبر 1937 میں ہوا) اس امر کی کوشش کرتا رہا ہے کہ نئی مملکت اسلامیہ کی آواز بن کر فضاؤں میں اپنا اثر پیدا کرے اور ریڈیو پاکستان ملتان سے قبل اس نے ملتان کی فضاؤں کو بھی متاثر کیا اور اس کی نشریات یہ علاقہ بلاشبہ متاثر ہوا خاص طور پر اس کے دو شعبوں نے اس علاقہ کو متاثر کیا ان میں ایک شعبہ موسیقی ہے اور دوسرا زراعتی پروگرام دیگر ذرائع ابلاغ جن میں اخبارات بھی شامل ہیں مگر زراعتی پروگرام کا تناسب بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح ملتان کے خطوں پر پاکستان ٹیلی ویژن کے پروگراموں کا بھی گہرا اثر ہے جدید دور میں ٹیلی ویژن نے معاشرے پر جتنے اثرات مرتب کئے ہیں اتنا کسی اور ایجاد نے معاشرہ کو متاثر نہیں کیا اس کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاتا ہے کہ اگر ریڈیو اخبارات کے نمائندے کسی تقریب میں کوریج کے لئے موجود ہوں تو سب سے زیادہ دلچسپی توجہ اور لگاؤ لوگوں کا ٹیلی ویژن کے کیمرہ کی طرف ہوتا ہے اور ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کس طرح ان کا کوئی شارٹ ٹی۔ وی۔ کیمرہ میں آجائے

تاکہ وہ بعد میں دوستوں کو بتا سکے ۔ پاکستان ٹیلی ویژن لاہور سنٹر نے ملتان کے مضافات پر جو دستاویزی فلم تیار کرائی ہیں جن میں حضرت سلطان علی اکبر (سورج میانی میں مزار ہے) حضرت شاہ رکن عالم حضرت بہاء الدین زکریا ملتان حضرت شاہ شمس سبزواری حضرت خواجہ غلام فرید ساوی میبت اور ملتان پر ان کی ریکارڈنگ کے دوران میں نے عوام کی توجہ اور ان میں بھرپور شرکت کے مناظر کو خود مشاہدہ کیا ہے جس سے ٹیلی ویژن کی اس خطہ میں مقبولیت بہت بڑھ گئی ہے خاص طور پر ٹیلی ویژن سے وابستہ افراد جب کبھی اس خطہ کا رخ کرتے ہیں اور ان کو جو مراعات اور جو فضیلت دی جاتی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دلوں پر ان کی حکمرانی کا سکہ زیادہ مضبوط ہے اور لوگ ان سے روابط کو بڑھانے میں دلچسپی اور محبت سمجھتے ہیں ملتان ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور ڈویژن کے خطوں کی آبادی کم و بیش ڈھائی کروڑ بیان کی جاتی ہے اور اس آبادی کا کم از کم 70 فیصد حصہ ٹیلی ویژن کے پروگراموں کی زد میں رہتا ہے اگرچہ بعض حصہ میں نشریات میں رکاوٹ ہے یا سگنلز کی پہنچ صحیح نہیں ہے یا لوڈ شیڈنگ زیادہ رہتی ہے مگر جو پروگرام بھی اس خطے کے لوگوں کو دیکھنے کو ملتا ہے ان میں ان کی بھرپور دلچسپی شامل ہوتی ہے اگر اس خطے سے کوئی زیادہ محروم طبقہ ہے جو ٹیلی ویژن میں اپنی شرکت سے محروم ہے تو وہ بچوں کا طبقہ ہے پاکستان ٹیلیویژن لاہور سنٹر نے جنوبی پنجاب کے بچوں کو خاصا مایوس کیا ہے اس خطے کے بچے کسی پروگرام میں شریک نہیں ہوتے انہیں اجتماعی طور پر نہیں بلایا جاتا گاہے بگاہے اگر کوئی بچہ اپنے کسی مقتدر بزرگ کی وجہ سے ٹیلی ویژن کے پروگرام میں شریک ہو گیا تو یہ اس خطے کی نمائندگی نہیں بلکہ اس خطے کے مجموعی Talent کی ناقدری ہے

بچے اور ٹیلی ویژن

آج سے قبل پچاس سال پہلے کا معاشرہ بچوں کے معاملے میں مختلف تھا ابلاغ جدید ٹیکنالوجی اور معلومات نے آج کے بچوں کو بے حد متاثر کیا جنوں پریوں اور عام سے جاہلانہ کہانیوں کی جگہ بچے سائنس فکشن ایرپورٹ اور دوسری مہماتی اور

معلوماتی فلمیں اور کہانیاں پڑھنا چاہتے ہیں ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ نے بچوں کے تصورات زندگی کے بارے میں ان کے خیالات اور ان کی ذہانت کی سطح پر بڑی تبدیلی پیدا کردی ہے ان بچوں میں Adventure موضوعات مقبول ہو رہے ہیں انگریزی فلمیں خاص طور کارٹون دیکھنا پسند کرتے ہیں پاکستان ڈرامے ان میں مقبول ہیں مگر جنوبی پنجاب کے بچے اپنے ماحول اور اپنے وسیب کے حوالے سے جب پروگرام نہیں دیکھتے تو انہیں مایوسی ہورتی ہے لاہور سنٹر صرف لاہور تک ہی محدود ہو گیا ہے گھما پھرا کر اور وہی چوبرجی وہی مال روڈ وہی نہر کا پل اور وہی گلبرگ کے علاقے دکھائے جاتے ہیں جبکہ ملتان کے خطہ کا بچہ یا جنوبی پنجاب کا طالب علم چناب کا پل دیکھنا چاہتا ہے پنجند کا پل جہاں پانچ دریاؤں کا سنگم ہے کھجور آم کے درخت دیکھنا چاہتا ہے اکابرین کے مزار اور ان پر معلوماتی پروگرام کاش اور اس کے متعلق ریسرچ سے آگہی چاہتا ہے لیکن جنوبی پنجاب کا یہ معصوم بچہ اپنے ماحول سے اپنے مسائل سے ٹیلی ویژن کی عدم دلچسپی سے آفسردہ ہے اس کے علاوہ اس بچے کو اس بات کا بھی دکھ ہے کہ اس کے سکول کو اس کے کالج کو اور اس کی یونیورسٹی کو اس لئے ٹیلی ویژن اہمیت نہیں دیتا کہ وہ دور ہے حالانکہ تقریبات کے اعتبار ہے خطابت اور حسن کلام کے اعتبار سے خبراور علم کے اعتبار سے خبراور علم کے اعتبار سے کسی طرح وہ کم نہیں ہوتی

جنوبی پنجاب کی خواتین اور ٹیلی ویژن

بچوں اور نوجوانوں کے علاوہ خواتین کی کثیر تعداد کے لئے بھی پروگراموں کے لئے نئے دلچسپ اور اچھوتے خیالات درکار ہیں جو ان کی معاشی اور معاشرتی زندگی میں تبدیلی کا باعث بنیں جو انہیں روز مرہ کے پروگراموں میں زندگی کو نئے رنگ اور امنگ سے گزارنے کا سلیقہ بخشیں لیکن حیرت اس بات کی ہے کہ جنوبی پنجاب کے خطوں کی خواتین کو ان کی ضروریات دلچسپیوں سے محروم رکھا جاتا ہے ان کے معاشرتی اور معاشی حالات کو یکسر نظرانداز کیا جاتا ہے اس لئے ملتان اور اس کے مضافات کی خواتین کی دلچسپی صرف ڈراموں تک رہ گئی ہے اور وہ دیگر پروگراموں کو زیادہ پسندیدگی سے نہیں دیکھتیں خاص طور پر

ٹیلی ویژن کا پروگرام " دستر خواں " جسے کوکب خواجہ پیش کرتی ہیں اور جس میں چینی مغربی طرز زندگی کی ڈیش بنانے اور پیش کرنے کا طریقہ بتایا جاتا ہے اس کا تعلق جنوبی پنجاب کے کھانوں اور مہمانوں سے قطعاً مختلف ہوتا ہے جس کی وجہ سے ملتان کی خواتین صرف شوق کی حد تک سن لیتی ہیں مگر عملاً ان کے لئے مشکل ہوتا ہے کہ وہ ایسے کھانے کس کو کھلائیں کیونکہ اس وسیب کے کلچر سے یہ مختلف ہیں

ملتان اور تفریحی مراکز کا فقدان

تحقیق کے مجموعی جائزہ سے یہ بات بھی خالی از دلچسپی نہیں کہ ملتان کے ذرائع ابلاغ نے جس امر کو نظر انداز کیا ہے وہ شہریوں کی تفریح اور دلچسپی ہے ذرائع ابلاغ نے خاص طور پر ٹیلی ویژن نے اپنے مختلف پروگراموں میں جس چیز کو اجاگر کیا ہے وہ تفریحی مراکز ہیں خاص طور پر گلشن اقبال لارنس گارڈن (جناح پارک) جلو پارک مینار پاکستان۔ ماڈل ٹاؤن پارک ایس کورس پارک وغیرہ شامل ہیں لیکن ملتان میں کتنے پارک ہیں کتنے ان پارکوں کے قیام کے لئے کالم فیچر اداریے شائع ہوتے ہیں کتنے سروے مکمل کئے گئے ہیں کتنے جائزے اور کتنے ترقیاتی منصوبے بنے ہیں اس کے لئے الگ ایک ریسرچ درکار ہے جہاں تک ملتان میں قائم تفریح مراکز ہیں ان کی تاریخی تفصیل درج ذیل ہے

باغ لانگے خان

یہ باغ چوک فوارہ کے قریب سے شروع ہوتا ہے اس باغ کو تقریباً دو سو سال قبل قائم کیا گیا تھا اور اس کی تعمیر لانگے خاں خاکوانی نے کرائی تھی اس وقت ملتان کا گورنر زاہد خان تھا اس نے یہ باغ تقریباً بارہ ہزار میں خرید کر عوامی تفریح کے لئے کھول دیا یہ باغ 29 بیگہ رقبے پر پھیلا ہوا تھا یہ باغ فن تعمیر کا نادر نمونہ بھی تھا اور جو بھی اس کو دیکھتا تھا دنگ رہ جاتا تھا تقسیم ہند سے پہلے انگریزی دور میں اس کا دس بیگہ حصہ علیحدہ کر کے سول ہسپتال کے لئے مخصوص کر دیا گیا بقیہ ۱۹ بیگہ رقبہ بیشتر حصہ

چناب کلب لیڈیز کلب اور امپرومنٹ ٹرسٹ اور ملتان ڈیولپمنٹ اتھارٹی ملتان کے دفاتر کی نظر ہو گیا اور کچھ ڈویژنل گرلز گائیڈ کے پاس چلا گیا اور یوں اس باغ کی تمام رونقیں دم توڑ گئیں یہ باغ ایک جلسہ گاہ کا کام بھی دیتا رہا ہے بڑے بڑے رہنماؤں نے یہاں (منشی عبدالرحمن کے بیان کے مطابق) خطاب کیا مگر اس میں ٹیوب ویل لگا کر اس کی افادیت ختم کر دی گئی ہے اس تمام غفلت کی ذمہ داری بلدیہ ملتان پر آتی ہے اب لے دے کر اس باغ کا چوتھائی حصہ باقی ہے جو نہ ہونے کے برابر ہے

باغ خاص و عام

یہ باغ مشہور مغل شہزادے مراد بخش نے اپنے قیام ملتان میں لگوایا یہ باغ دولت گیٹ کے قریب واقع ہے چغتائی دور کے دوسرے ناظمیں اور صوبیدار جب کبھی ملتان آتے تو اس باغ میں رہائش اختیار کرتے تھے درانی سلاطین کے دور میں یہ باغ اجاڑ دیا گیا مگر نواب مظفر خان نے اس کو دوبارہ آباد کیا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور میں دیوان ساون مل نے اس پر خوب توجہ دی اور اس کی نئے طور پر آبیاری کی جس سے اس باغ میں بہار آگئی ساون مل خود اس باغ میں رہتا تھا اور اس میں کچہری لگاتا تھا اس باغ کا رقبہ 40 بیگہ تھا اس باغ کے ساتھ بھی وہی سلوک جو ملتان کے دیگر باغوں کے ساتھ ہوا اس کا پندرہ بیگہ حصہ تحصیل ملتان کے حصہ میں آتا جہاں اب جمال پورہ کالونی آباد ہے اور ملتان کارپوریشن نے اس میں بھی ٹیوب ویل لگادی ہے اور اس کے چاروں طرف دکانیں بنوا کر اس کی اہمیت اور روحانیت ختم کردی ہے ۔

اب یہ باغ صرف ساڑھے سترہ بیگہ میں عوامی تفریح کے لئے موجود ہے اس قدر وسیع آبادی میں 17.50 بیگہ اراضی پر جو کیفیت باغ کی ہو گی اس کا اندازہ گلشن اقبال کے مکیں کر سکتے ہیں

کمپنی باغ

ملتان کی بہترین تفریح گاہوں میں ایک تفریح گاہ کمپنی باغ بھی ہے اسلامی دور کے بعد ملتان کی پہلی تفریح گاہ کمپنی باغ ہے

یہ باغ انگریز سرکار نے ملتان چھاونی میں قائم کیا یہ باغ آج بھی اس طرح عہد انگلشیہ کی یادگار کے طور پر موجود ہے۔ یہ باغ کانٹونمنٹ بورڈ کے زیر انتظام ہے چھاونی کی مثالی ماحول کی طرح یہ باغ بڑا صاف ستھرا ہے کیاریوں پھولدار پودوں سے ہر وقت لدا پھدا رہتا ہے اور اس میں بہار کے موسم میں جشن بہاراں بھی منایا جاتا ہے

اہل شہر جب کبھی بھی شب و روز کی معروفیت سے بیزار ہوتے ہیں تو کمپنی باغ کا رخ کرتے ہیں یہاں پر خوبصورت درخت اور سبزہ کی موجودگی باعث راحت ہوتی ہے

ابن قاسم باغ

یہ باغ قلعہ کہنہ کے سو سالہ کھنڈرات کو ہموار کر کے بنایا گیا ہے اس کا آغاز مولوی محمد فاروق ناظم بلدیہ نے کیا اور اس کی بعد کی تکمیل میاں محمد شفیع ناظم بلدیہ نے کی اس ویرانے کو گلستان بنانے میں بلدیہ ملتان کا بے پناہ خرچہ آیا اس باغ کے نشیب و فراز ہی اس باغ کی خوبصورتی ہے یہ باغ اپنی بلندی اور وسعت سے ملتان کا مثالی باغ ہے اس باغ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک لائن میں بزرگان دین کے مزارات ہیں اور شام ہوتے ہی یہاں پر کسی جلسہ گاہ کا گمان ہوتا ہے مذہبی اور سیاسی جلسے زیادہ تر اس باغ میں منعقد ہوتے ہیں ویسے بھی اس سیر گاہ میں رونق رہتی ہے۔

فورٹ جھیل Fort Canal

چمن زار عسکری اس کا سرکاری نام ہے یہ ملتان چھاونی کے قریب ایک جھیل تفریح کی غرض تعمیر کی گئی ہے اس جھیل کا قیام ملٹری ملتان کے ذریعے ہوا اس جھیل کا رقبہ تقریبا ۵ ایکڑ ہے اس میں تفریح کے لئے مختلف کشتیاں بھی رکھی گئی ہیں جدید دور کی موٹر کشتیاں بھی موجود ہیں۔

اس کے علاوہ بچوں کے لئے پنڈولے جھولے گول چکرا بنائے گئے ہیں چند ایک مصنوعی پہاڑیاں بھی تعمیر کی گئی ہیں اس

میں کیفے ٹیریا بھی موجود ہے جہاں پر لوگ اپنی تھکاوٹ دور کرتے ہیں گرمیوں میں اس جگہ میلے کا سماں ہوتا ہے خاص طور پر عیدین پر یہاں بہت زیادہ ہجوم ہوتا ہے یہ جھیل ملتان کی بہترین تفریح گاہوں میں سے ایک ہے

اقبال پارک

1970ء میں ہمایوں فیض رسول ڈپٹی کمشنر ملتان نے چوک نواں شہر پر ایک حسین و جمیل پارک تعمیر کروایا اس پارک کی تعمیر پر تقریباً 70000 کی لاگت آئی اس پارک کو ملکہ ایران کے نام منسوب کیا اور اس پارک کا نام گلستان فرح پہلوی رکھا گیا لیکن بعد میں اس باغ کا نام اقبال پارک رکھا گیا اسے امام خمینی پارک بھی کہتے ہیں

باغ بیگی

ارض ملتان کے مصنف اکرام الحق شیخ کے بیان کے مطابق یہ باغ ریلوے سٹیشن کے قریب واقع تھا یہ باغ گلکاریوں کی اعلیٰ مثال تھا اب اس کا نام و نشان بھی نہیں ملتا اس کا نام بیگم شاہزادہ محمد معزالدین معظم شاہ کے لئے رکھا گیا مگر اس پر توجہ نہ دی گئی اور اب یہ رہائش گاہوں میں تبدیل ہو چکا ہے

حضوری باغ

اس باغ کو نواب مظفر خان نے تعمیر کروایا یہ باغ خورشید کالونی روڈ پر واقع تھا انگریز سرکار کی عمل داری کی ابتدا میں صاحب کمشنر کی اقامت میں کچہری اس باغ میں تھی حکمران وقت کی نسبت سے یہ باغ حضوری باغ کہلاتا تھا یہ باغ اس وقت ملتان کے چند ایک باغوں میں سے تھا اور ہر وقت بہترین پودوں اور کیاریوں سے لدا پھدا رہتا تھا

مگر اب باغ کا تو کہیں وجود نہیں البتہ حضوری باغ روڈ چونگی نمبر۹ پرانی سے شروع ہوتی ہے اور گھنٹہ گھر ختم ہو جاتی ہے ذرائع ابلاغ کا تفریحی مراکز کے ساتھ حسن سلوک ایک توجہ اور ایک نظر کرم چاہتا ہے اس قدر آبادی کے لئے کوئی معقول

تفریح پارک نہیں شہر شجر سے محروم ہے سبزہ نام کا نہیں اس تمدنی سہولت کے فقدان سے مزاج پر جو منفی اثرات مرتب ہوتے اسکا مداوا نہ ریڈیو نہ ٹیلی ویژن اور نہ اخبارات کر سکیں گے اخبار بینی کا لطف گوشۂ چمن میں ہوتا ہے کتاب اور گوشہ چمن ایک روایت ہے جب چمن ہی برباد ہو گیا تو بلبل کے نال اور سوز دل کے افسانے کون سنے گا ملتان کے قدیم کلچر جس میں داستان گوئی ایک فن ایک آرٹ رہا ہے اس کا تعلق انہی باغ سے رہا ہے باغ لانگے خان پر تاریخ کے ایک یادگار جلسے ہوئے جنہیں ملتان فراموش نہیں کر سکتا اور جلسہ سے برصغیر کے نامور علماء راہنما اور سیاست دانوں نے خطاب کیا اسی باغ میں حضرت سید عطا اللہ شاہ بخاری نے خطاب کیا اسی جلسہ گاہ سے حضرت سید ابوالاعلی مودودی نے خطاب کیا اس سے مفتی محمد شفیع محمد یوسف بنوری ممتاز دولتانہ نے خطاب کیا اب قاسم باغ پر علمائے کرام کے علاوہ محترم فاطمہ جناح محمد ایوب مسٹر بھٹو مفتی محمود شورش کشمیر نوابزادہ نصراللہ خان ۔ مولانا محمد علی جالندھری مولانا خیر محمد امرتسری ۔ مولانا غلام اللہ خان مولانا احتشام الحق مولانا احمد سعید کاظمی مولانا رشید ترابی ابن الحسن جارموی مولانا اظہر حسن زیدی جیسے نابغہ روزگار ہستیوں نے اپنے حسن کلام اور خطاب سے اس مقام کو تاریخ فضیلت دیا اور ابلاغ عام کے نادر نمونے پیش کئے یہاں شعرائے کرام میں شاعر انقلاب جوش ملیح آبادی ابوالاثر حفیظ جالندھری حبیب جالب احمد ندیم قاسمی قتیل شفائی حمایت علی شاعر سید عابد علی عابد اور دیگر نامور شعراء حصہ لیتے تھے یہیں پنجابی سرائیکی کے مشاعرے ہوتے رہے ہیں جس کے روح رواں جسٹس عبدالجبار خان رہے ہیں اور ریاض انور مرحوم کی خدمات اس میں شامل رہی ہیں اس طرح باغات اور تفریح مقامات کی معدوم صورت حال کے بعد ملتان کے چوک تباہی کی زد میں ہیں چوک شہیداں دن بدن مٹتا جارہا ہے چوک پل موج دریا کا تعلق حضرت مولاں موج دریا سے ہے جو حضرت شاہ یوسف گردیز کے مرید اور ندیم خاص تھے اپنے پیر کی موجودگی میں فوت ہوئے اور اسی جگہ کے نزدیک دفن ہوئے مگر اس بزرگ کے مزار کی بے حرمتی کے سبب یہاں کوئی ترقیاتی منصوبہ کامیاب نہیں ہوتا پہلے یہاں ایوان ملتان بنا جسے بعد میں ایوان خسرو کہا گیا پھر یہ عمارت منہدم

ہوئی اور اسے State Bank کو دی گئی مگر سٹیٹ بنک بھی کوئی پیش رفت نہیں دکھا سکی اس لئے چوک پل موج دریا ابھی تک شکست و ریخت کے عمل سے گزر رہا ہے چوک بازار کی طرح گھنٹہ گھر مسجد علی محمد دہلی گیٹ بوہڑ گیٹ حرم گیٹ پاک گیٹ دولت گیٹ اپنی تمام تر رعنائیوں کے باوجود مٹتے چلے جارہے ہیں خاص طور پر النگ روڈ کی خستہ سڑکیں اور گرتی دیواریں خونی برج کے برج زمانے کی ستم ظریفی اور ابلاغ عام کے اداروں کی بے حسی کی نظر ہو رہے ہیں ملتان کے معروف صحافی ولی محمد واجد نے بتایا کہ ملتان کا پریس اس قدر طاقتور تھا کہ 68-1967 میں لشکر سنڈی کے حملے کی صورت میں وزیر اعلیٰ کو ملتان میں اپنا دفتر لانا پڑا اور پورا زراعت کا محکمہ اس سنڈی سے زراعت کو بچانے پر آمادہ ہوا اس طرح ایک ڈاکٹر نے کسی خاتون کے بچے کی وفات کے باوجود اس کے سونے کی بالیاں اتروادیں تو پورا پریس سراپا احتجاج بن گیا ملتان میں پریس کی اقدار بہت زیادہ ہیں یہی وجہ ہے کہ یہاں صحافیوں کو بڑی عزت اور توقیر نصیب ہے اور لوگ توقع رکھتے ہیں کہ یہاں کے ذرائع ابلاغ اپنا بھرپور کردار ادا کریں اور کوئی وجہ نہیں کہ یہاں صحافت اور صحافی موثر نہ ہون یہی وجہ ہے کہ ملتان سے شائع ہونے والے اخبارات لاہور سے شائع ہونے والے اخبارات ۔ لاہور سے شائع ہونے والے اخبارات اور دیگر شہروں سے شائع ہونے اخبارات رسائل و جرائد میں ملتان کے اہل قلم کے رشحات شامل ہوتے ہیں اخباری بیانات ایڈیٹر کے نام خطوط مضامین کتابیں رسائل اکثر پڑھنے کو ملتے ہیں اس کے علاوہ ابلاغ عام کو متاثر کرنے کے لئے اشتہارات پمفلٹ تقریریں ٹی وی پروگراموں میں شرکت ریڈیو کے پروگراموں میں شرکت جلوس مظاہروں میں نمائندگی اس خطے کی ذہنی بلوغت اور ابلاغ عام کی اثر آفرینی کے پختہ شواہد ہیں بلاشبہ ملتان کی صحافت ماہ و سال کے آئینہ میں ترقی کی طرف گامزن ہے جریدے رسائل اخبارات میں اضافہ ہوا ہے صحافیوں کی تعداد نمائندوں اور خبررساں ایجنسیوں میں اضافہ ہوا ہے اس خطے کے عوامی شعور اور اخبارات سے دلچسپی اور ذرائع ابلاغ سے وابستگی میں اضافہ ہوا ہے

اس لئے ملتان کے ذرائع ابلاغ سیاسی اقتصادی معاشرتی طور پر فعال کردار اور موثر قیادت کے تقاضے پورے کر رہے ہیں اس سے بڑھ کر ترقی کے مقاصد کی بجا آوری ووٹ کا شعور خواندگی میں اضافہ اور قومی یکجہتی کی کی فضا بنا رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ ملتان پورے پاکستان میں امن و سکون ترقی اور خوشحالی کا خطہ ہے یہاں زبان رنگ نسل علاقائی بھید بھاؤ کو کوئی اہمیت حاصل نہیں بلکہ وطن عزیز کی تعمیر و ترقی اور قومی مقاصد سے وابستگی کے جذبات گہرے ہیں یہاں کسی علاقائی سیاست کے بیمار سیاستدان رہنماء کے لئے نہ پریس میں وقعت ہے اور نہ ہی اس خطے میں کوئی اہمیت ہے گویا ملتان نظریاتی اعتبار سے پاکستان کی اساس کا دل اور مقاصد کا ترجمان ہے اس ترجمانی میں ذرائع ابلاغ اس کے سفیر ہیں ملتان جس تیزی سے ترقی کے مراحل سے گزر رہا ہے اسی تیزی سے ابلاغ عام کے اداروں کا رخ اس شہر کی طرف ہو گیا ہے اقوام متحدہ کے ادارے یونیسف اور دیگر ایجوکیشن فاؤنڈیشن ایشیاء فاؤنڈیشن جیسے ادارے اپنے تعاون اور اشتراک تعلیم اور سماجی بہبود کے مقاصد پورے کر رہے ہیں اور اس خطے میں ذرائع ابلاغ کے تعاون سے معیار زندگی کی بہتری کے لئے کوشاں ہیں یہ ادراک یہ شعور یہ اہمیت ابلاغ عام کی وجہ سے ہے

ملتان کے معاشی معاشرتی اور سیاسی مسائل اگر مختلف فورم میں اور مختلف جرائد و رسائل میں آج اگر نمایاں ہیں تو اس کی وجہ ذرائع ابلاغ کا وہ کردار ہے جو عوام کے ذہنوں میں تواتر سے شعور اور ادراک کو وسعت دی ہے ملتان اب صحافتی سطح پر کوئی اجنبی شہر نہیں بلکہ صحافتی حلقوں میں ایک مستند حوالہ اور ایک مواصلاتی نظام کا مربوط سلسلہ ہے اور بلا شبہ اس کاوش اور اس کوشش میں ان ان گنت صحافیوں اور ابلاغ کے نمائندوں کا نام آتا ہے جنہوں نے ہوا کے راستے میں چراغ روشن کئے اور اس خطہ کو اور اس علاقے کو ابلاغ عام کا درجہ دیا

ضمیمہ جات

ملتان کی معاشی معاشرتی سیاسی زندگی کی جھلکیاں ان ضمیمہ جات میں بشمول

جدید نقشہ

۱ ڈسٹرکٹ ملتان

۲ النگ روڈ (Walled City) ۳ حوالہ جات

کتابیات و رسائل

۱ خبرو نظر امریکی شعبہ اطلاعات اسلام آباد کا پندرہ روزہ خبر نامہ 15 مارچ 1994

۲ اکرام الحق شیخ ارض ملتان شعبہ نشرو اشاعت الاکرام ملتان

۳ عتیق فکری علامہ نقش ملتان جلد اول فکری اکیڈمی ملتان طبع اول جنوری 1982

۴ ریاض احمد ملک ملتان کی مخصوص فن تعمیر اور اس کے چند شاہکار ملتان امروز ملتان 28 جون 1979

۵ قیصرانی م۔ ی۔ فن تعمیر امروز ہفت روزہ اشاعت 16 ستمبر 1979

۶ گیلانی اولاد علی سید مرقع ملتان ڈسٹرکٹ بورڈ 1938

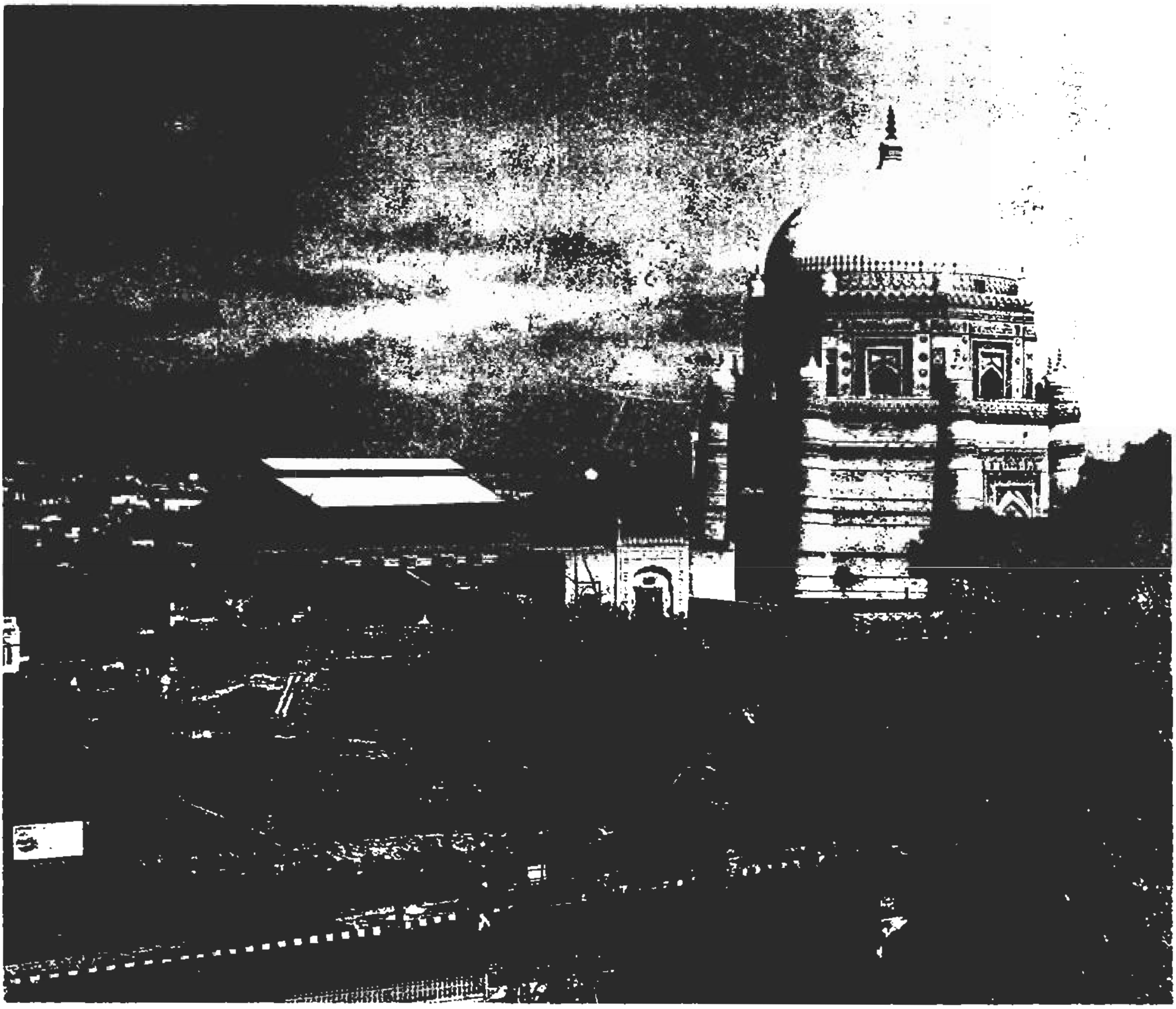
۷ قریشی اشتیاق حسین برصغیر کے مسلمانوں کا فن تعمیر سرسیدین پاکستانی ادب جلد نمبر ۴ سر سید کالج راولپنڈی

۸ ارشد حسین ارشد ملتان قدیم و جدید بزم ترقی ادب ملتان بار اول ستمبر 1968

۹ قاضی جاوید برصغیر میں مسلم فکر کا ارتقاء ادارہ ثقافت پاکستان طبع اول 1977

۱۰ روزنامہ نوائے وقت ملتان ایوان وقت یکم مئی 1994

۱۱ اداریہ روزنامہ نوائے وقت ملتان 14 نومبر 1992



Panoramic view of Multan from Fort Qasim, showing typical flat-roofed houses. On the far left stands the Ghanta Ghar and on the far right is the tomb of Shah Rukhn-e-Alam one of the city's major landmarks.

CHAPTER VI.

TOWNS, MUNICIPALITIES AND CANTONMENTS.

Chapter VI.

Towns, Municipalities and Cantonments.

At the census of 1901 all municipalities and cantonments and all continuous collections of houses, possessing urban characteristics and inhabited by not less than 5,000 persons, were classed as towns. Under this rule the following places were returned as towns in the Multan district :—

Tahsil.	Town.	Persons.	Males.	Females.
Multán ...	Multán ...	87,394	49,328	38,066
Shujabad ...	Shujabad ...	5,880	3,236	2,644
	Jalálpur ...	5,149	2,704	2,445
Lodhrán ...	Kahror ...	5,552	2,878	2,674
	Dunyapur. ...	2,150	1,012	1,134
Kabírwála...	Tulamba...	2,526	1,272	1,254

The distribution by religion of the population of the towns and the number of houses in each town are shown in Table No. XLIII, while particulars regarding births and deaths in towns are given in Table No. XLIV. The remainder of this chapter consists of a detailed description of each town, with a notice of its history, the increase and decrease of the population, its manufactures, commerce, municipal government, institutions, public buildings, and so forth.

Multan City.

History: Foundation.

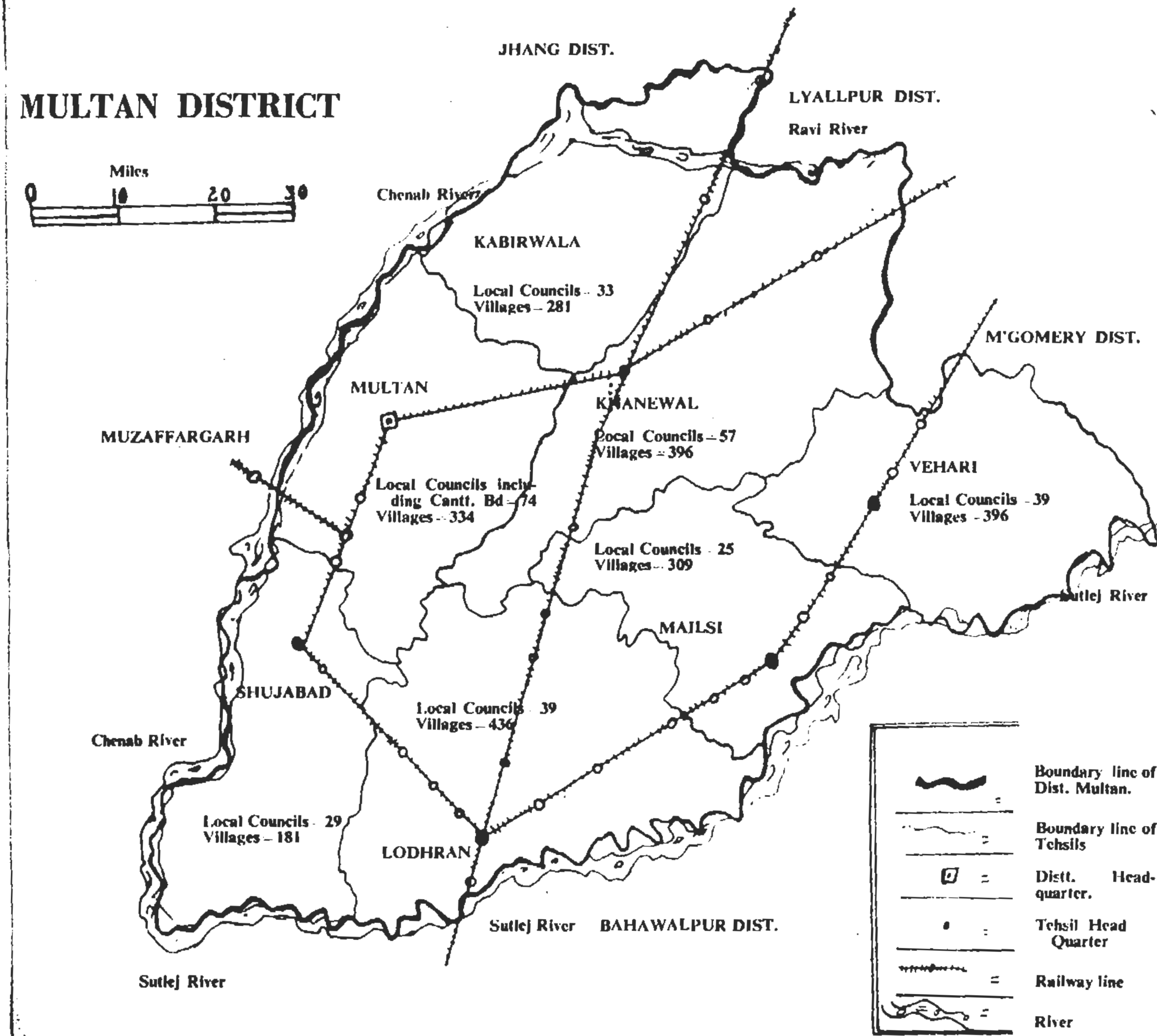
The date of the founding of the city of Multan is unknown. It is only probable, but not historically established, that Multan was the city of the Malli which Alexander stormed, and where Alexander was wounded*; and the first real appearance of the town in history is in the middle of the 7th century A.D., when it was seized by the Chach Dynasty of Sindh.

Name.

The original form of the name is difficult to discover. Hiuen Tsang, who was in the city in 741 A. D., calls it 'Mu-lo-san-pu-lu,' which is said to be a transliteration of

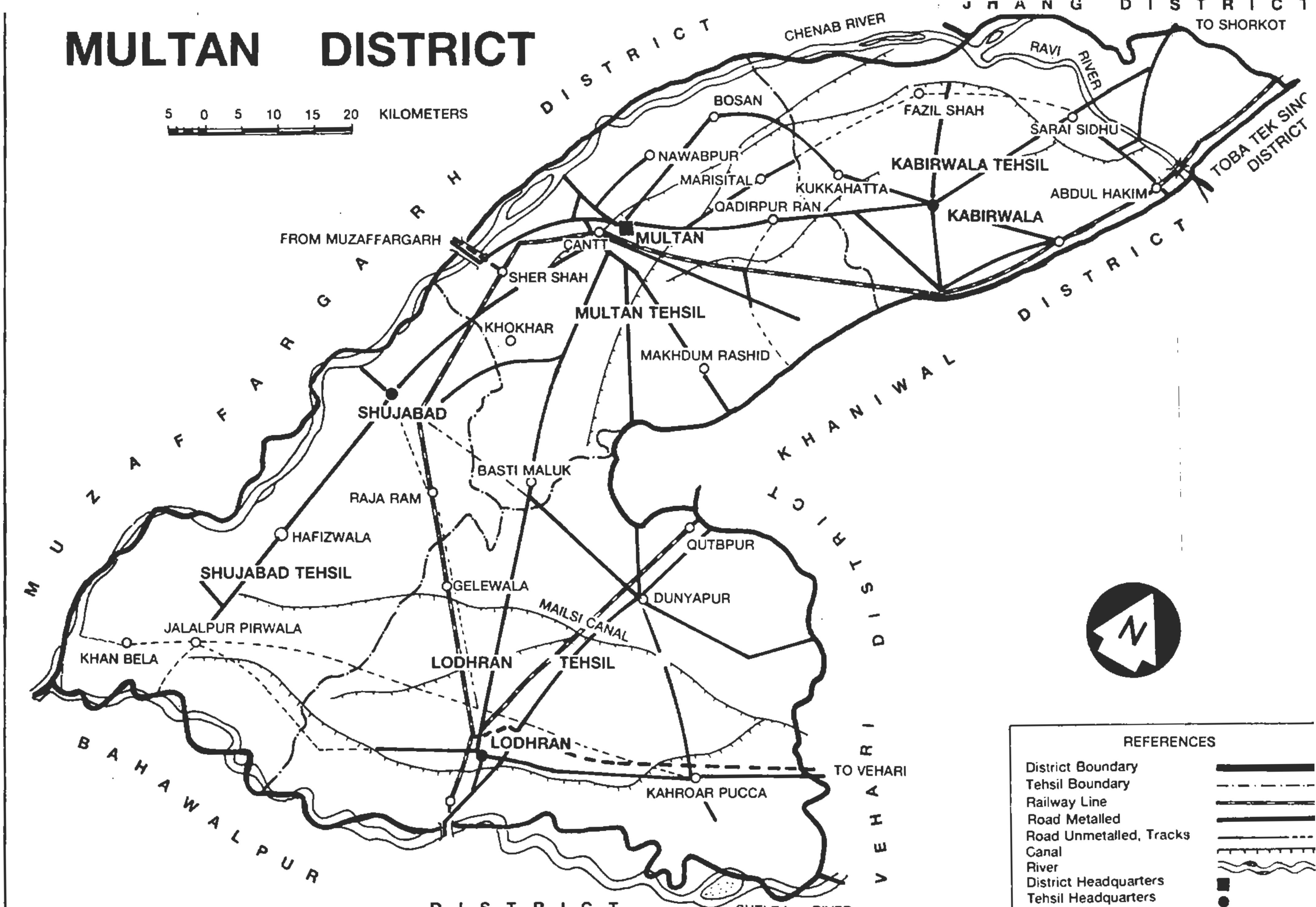
* Natives interested in history will sometimes mention Alexander's attack on Multan: but there is no separate tradition. They have merely picked up the somewhat loose speculations of Europeans on the subject.

پنجاب گزیٹر میں ذکر ملتان

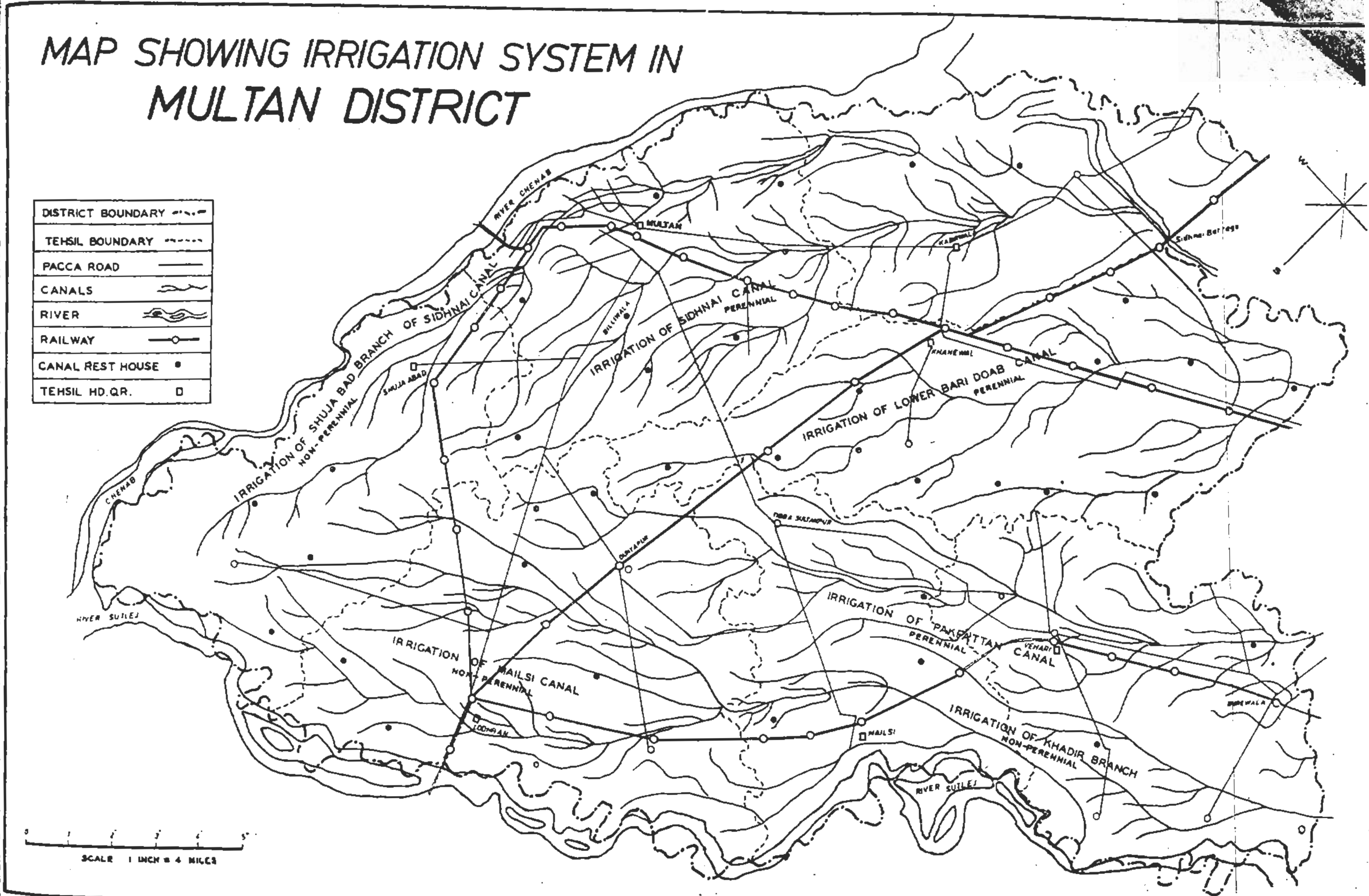


MULTAN DISTRICT
Miles
0 10 20 30
JHANG DIST.
LYALLPUR DIST.
Ravi River
Chenab River
KABIRWALA
Local Councils – 33
Villages – 281
M'GOMERY DIST.
MULTAN
KHANEWAL
Local Councils – 57
Villages – 396
MUZAFFARGARH
Local Councils including Cantt. Bd – 74
Villages – 334
VEHARI
Local Councils – 39
Villages – 396
Local Councils – 25
Villages – 309
Sutlej River
MAILSI
SHUJABAD
Local Councils 39
Villages – 436
Chenab River
Local Councils – 29
Villages – 181
LODHRAN
Sutlej River
BAHAWALPUR DIST.
Sutlej River
Boundary line of Dist. Multan.
Boundary line of Tehsils
Distt. Head-quarter.
Tehsil Head Quarter
Railway line
River

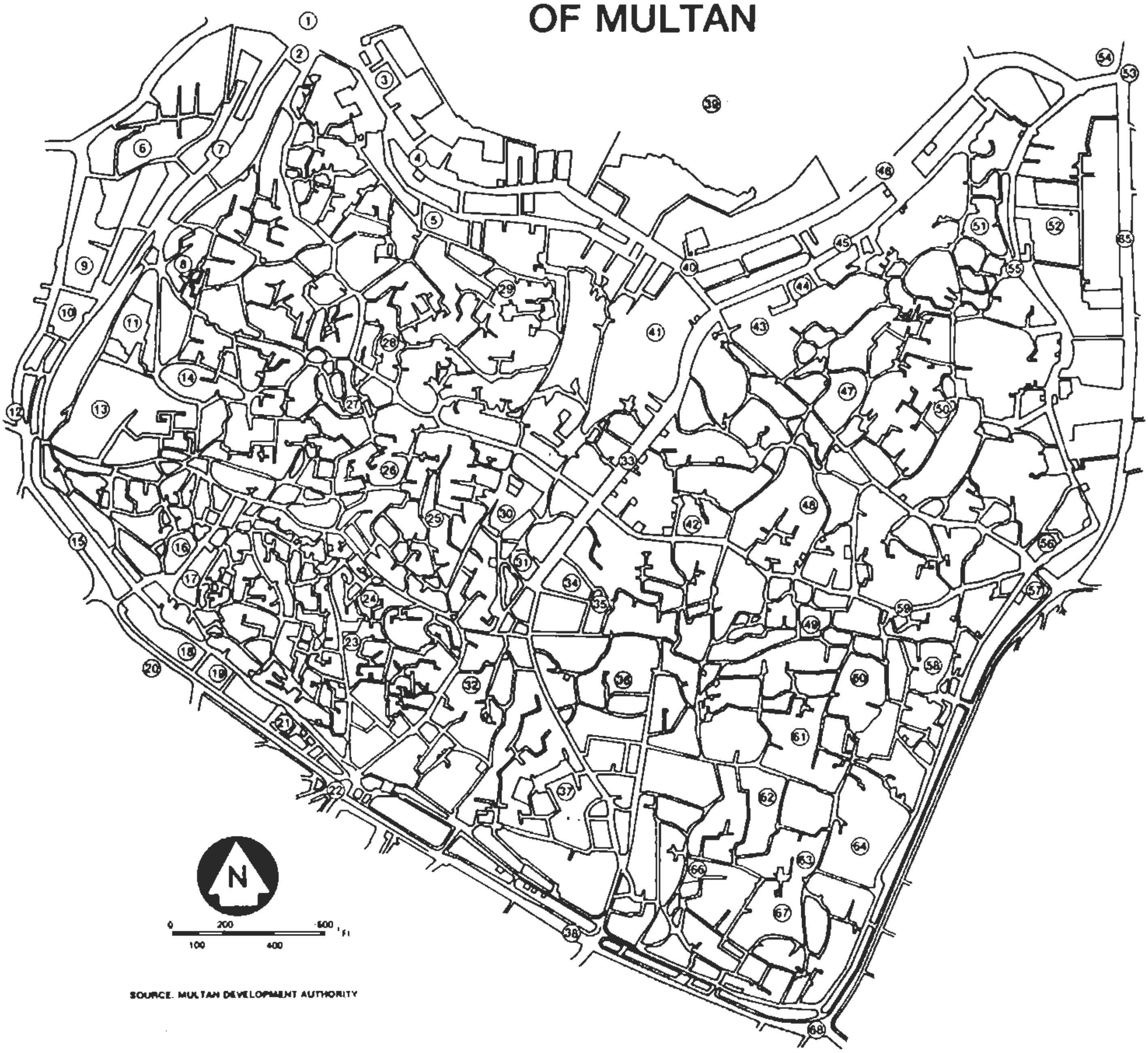
MULTAN DISTRICT



SOURCE: SURVEY OF PAKISTAN


MAP SHOWING IRRIGATION SYSTEM IN
MULTAN DISTRICT
DISTRICT BOUNDARY
TEHSIL BOUNDARY
PACCA ROAD
CANALS
RIVER
RAILWAY
CANAL REST HOUSE
TEHSIL HD.QR.
RIVER CHENAB
MULTAN
KABIRWALA
Sidhnai Barrage
IRRIGATION OF SHUJA BAD BRANCH OF SIDHNAI CANAL
NON-PERENNIAL
SHUJA ABAD
BILLIWALA
IRRIGATION OF SIDHNAI CANAL
PERENNIAL
KHANEWAL
IRRIGATION OF LOWER BARI DOAB CANAL
PERENNIAL
CHENAB
TIBBA SULTANPUR
DUNYAPUR
RIVER SUTLEJ
IRRIGATION OF PAKPATTAN CANAL
PERENNIAL
VEHARI
IRRIGATION OF MAILSI CANAL
NON-PERENNIAL
LODHRAN
MAILSI
IRRIGATION OF KHADIR BRANCH
NON-PERENNIAL
RIVER SUTLEJ
SCALE 1 INCH = 4 MILES

WALLED CITY OF MULTAN



SOURCE: MULTAN DEVELOPMENT AUTHORITY

1. TOWN HALL
2. LOHARI GATE
3. VETERINARY HOSPITAL
4. HUSSAIN AAGAHI
5. ANDROON LOHARI GATE
6. MUHALLAH SARO GIL DIAN
7. CIRCULAR ROAD
8. MUHALLAH HAMMAM
9. MUHALLAH SULTANI
10. PARK
11. SHRINE OF SHAH YOUSUF GARDEZI
12. BOHAR GATE
13. SHAH GARDEZ
14. MUHALLAH SHAH GARDEZ
15. BAIRUN BOHAR GATE ROAD
16. M.B. PRIMARY SCHOOL
17. MUHALLAH HAKIMAN
18. M.B. GIRL'S HIGH SCHOOL
19. M.B. PRIMARY SCHOOL
20. SHAEET MARKET
21. RADHO CINEMA
22. HAREM GATE
23. SABN WALI GALI
24. MUHALLAH GARDA WAHE
25. MUHALLAH JAMMU
26. NOORI MUHALLAH
27. MUHALLAH HANNU CHAJJA
28. MUHALLAH BAFARTAIN
29. MUHALLAH GUSHAN WALA
30. KABUTAR MANDI
31. POLICE STATION
32. MUHALLAH BHERIA WALA
33. CHOWK BAZAR
34. AANDHI
35. KHUI
36. MUHALLAH SAAD WALA
37. SHRINE OF MUSA PAK SHAHEED
38. PAK GATE
39. QASIM BAGH
40. CHOWK HUSSAIN AAGAHI
41. MUHALLAH LANG WALA
42. BAZAR CHODRI
43. MUHALLAH HUSSAIN AAGAHI
44. CINEMA
45. BRICKS ROAD
46. HUSSAIN AAGAHI ROAD
47. PAK UNION MUHAMMAD SCHOOL
48. SHRINE OF SAEED OURESHI
49. MUHALLAH MALIK MURAD
50. MUHALLAH BACIHI MIRZA JAN
51. SHRINE OF PIR MIRAN SAYD
52. MUHALLAH SHAH SHAKOOR
53. DAULAT GATE
54. POLICE POST
55. CIRCULAR ROAD
56. POLICE POST
57. DELHI GATE
58. MUHALLAH JAWADIA
59. SIRAI
60. EMERGENCY WATER TANK
61. MUHALLAH MAHARAJA
62. MUHALLAH PEEPAL
63. BANIAN
64. MUHALLA JAWADIAN
65. DAULAT SHAH ROAD
66. IMAM BARGAH
67. MUHALLAH SHEIKH JAL MUSA
68. KHUNI BURJ

PRIME MINISTER'S SECRETARIAT
ISLAMABAD

Subject:- ESTABLISHMENT OF A T.V. STATION AT MULTAN

Enclosed please find a copy of letter No.SA/12, dated 1st November, 1993 addressed to the Prime Minister received from Dr Ghazanfar Mehdi, Chairman, Khawaja Farid Academy of Pakistan regarding setting up of a T.V. Station at Multan for consideration/necessary action.

Sd/-

(MASHKOOR HUSSAIN KAMBOH)
Deputy Secretary (Admn)

Secretary, Ministry of Information & Broadcasting, Islamabad
PM's Sectt. u.o. No.Dy.1224/DS(A)/93, Dated : -12-1993

Copy to :-

Dr. Ghazanfar Mehdi, Chairman, Khawaja Farid Academy, of Pakistan, H.No.14, St.22-A, G-10/2, Islamabad.

Deputy Secretary (Admn)

PRIME MINISTER'S SECRETARIAT
ISLAMABAD

Subject:- SETTING UP OF A NATIONAL MUSEUM

A copy of letter No.SA/12, dated 1st, November, 1993, addressed to the Prime Minister, received from Dr Ghazanfar Mehdi, Chairman, Khawaja Farid Academy of Pakistan, Islamabad regarding setting up of a National Museum representing Saraiki Culture at Multan is sent herewith for consideration/necessary action.

Sd/-

(MASHKOOR HUSSAIN KAMBOH)
Deputy Secretary (Admn)

Secretary, Culture Division, Government of Pakistan, Islamabad
PM's Sectt. u.o. No.Dy.1224/DS(A)/93, Dated : 20-12-1993

Copy to :-

Dr.Ghazanfar Mehdi, Chairman, Khawaja Farid Academy of Pakistan, H.No.14, St.22-A, G-10/2, Islamabad.

Deputy Secretary (Admn)

پاکستان ٹائمز لاہور

26-4-92

WORLD URDU CONFERENCE

Urdu to be given rightful place —Minister

MULTAN, April 25: The Punjab Minister for Information and Culture, Malik Saleem Iqbal has said that the manifesto of the Islami Jamhoori Ittehad (IJI) contained a promise to give Urdu its rightful place in the country and necessary steps were underway in this regard.

He was addressing the second session of the World Urdu Conference here at the Nishter Auditorium, which was also addressed by a number of prominent scholars, including from India, Norway, China and Iran.

He said that Urdu possessed the capability of absorbing all kinds of technological and scientific knowledge with could be fully utilised for technical advancement of the nation in various fields. He said that this language was truely reflective of our culture and fully deserved to be adopted in offices as well as in all other walks of life.

He praised the Punjab Chief Minister, Mr. Ghulam Haider Wyne for taking keen interest in the adoption and promotion of Urdu in the province. He said that on the one hand, Mr. Wyne was devotedly endeavouring hard for the social uplift and welfare of the people of the Punjab, and on the other, he was also doing every thing possible for the adoption of the national language as its true lover.

The Chief Minister has already directed that all administrative work and official correspondence be carried out in Urdu. He said special committees, headed by Deputy Commissioners, throughout the province were busy formulating proposals and recommendations in this regard, the Minister added. He also said that holding of the First World Urdu Conference in Multan would go a long way towards the achievement of the set objective of promoting urdu ppractically at official level.

Minister assured the conference participants that the Punjab Government would do its best to implement the recommendations of the conference. This would give practical shape to a dream of the Quaid-e-Azam about Urdu as a national language. He said and added that the Founder of Pakistan had unambiguously said at a public meeting in Dhaka once that Urdu and Urdu alone would be the national language of Pakistan.

Addressing the second session of the conference, a scholar, Dr. Mohammad Ameen said that the Muslims of the sub-continent adopted Urdu as their common language during the Pakistan Movement. He said that the languages played a vital role in establishing the identity of nations.

That way, he said, Urdu emerged as a language of the Muslim nation of the sub-continent.

Another speaker, Dr. Anwar Ahmed said that Urdu played an important part in highlighting the two-nation theory during the struggle launched for the achievement of Pakistan.

A scholar from Norway, Mr. Jamshed Sarwar said that a language could develop only when the society upheld it high, and urdu deserved a high place in Pakistani society.

A scholar from China, Lee Yun Shuwae said that Urdu was speaken throughout the world, and even in China, the Chinese people attached great importance to it. He also said that efforts to further strengthen the Pak-China Friendship would continue.

Aqae Shah Rukh Arabshahi from Iran said that Urdu literature was the cultural identity of Pakistan.

All-allama Hamid Saeed Kazmi, MNA, said that Urdu language was developed under the patronage of the Muslim saints in the sub-continent. Dr. Mirza Hamid Baig also highlighted the qualities of Urdu as a national language. —APP.

روزنامہ فرنٹیئر پوسٹ لاہور

25- 8 -92

Multan's development budget diverted to Lahore

From Mazhar Arif

MULTAN, Aug. 24: The Punjab Government has diverted the whole amount, of Rs.830.16 lakh, for the construction of a road in Lahore allocated for different development projects in Multan city during the current fiscal year. The funds have been withdrawn under a notification No.1 (17) RO(ADP)P&D/92 issued on August 15, 1992. It is perhaps for the first time in our history that such a diversion of finances has taken place.

According to the notification, it has been decided to provide an allocation of Rs.830.16 lakh during 1992-93 for the "construction of road on the left bank of Lahore Canal from Defence Road to the crossing of Multan Road near Bhai Pheru.

This amount would be had from the i) Sewerage Scheme Phase-IV, Multan (Rs.179.00 lakh) ii) Urban Water Supply Scheme Phase-IV, Multan (Rs.419.06 lakh), iii) Rehabilitation of Multan city roads (only for on-going roads) (Rs.132.00 lakh and v) Construction of over-head bridge Mumtazabad, Multan (Rs.100.00 lakh).

The Frontier Post has learnt on a good authority that the road for which the budgetary allocation has been diverted is originally being constructed from the Prime Minister's House at Lahore to the industrial estate of Chunian. The notification says that the amount has been diverted for the cost of land acquisition for the road which would be 30 km long. The provincial finance secretary has been directed to release the funds accordingly.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برصغیر میں صحافت کا ارتقاء

برصغیر میں اردو صحافت کی ابتدا کب ہوئی یہ بتانا بہت مشکل ہے۔ تاریخ میں جو مختصر حوالے ملتے ہیں ان سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مغلیہ حکومت کے دور میں صوبوں کے صدر مقام سے مغل بادشاہوں تک روزمرہ کے حالات، اخبارات اور نظم و نسق کی صورت حال کا تبادلہ ہوتا تھا یہ کام انجام دینے والے واقع نویس کہلاتے تھے۔ فرانسیسی پروفیسر گارسن دتاسی لکھتا ہے کہ انگریز راج سے پہلے بھی ہندوستان میں متعدد اخبارات اردو زبان میں نکلتے تھے۔ اردو کا پہلا اخبار ۱۸۲۲ میں کلکتہ سے جاری ہوا جس کا نام "جہاں نما" تھا۔ ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کے بعد اردو اخبار نویسی

کا سنہری دور شروع ہوا۔ چونکہ ہمارا شہر ملتان اُس وقت بھی سیاسی سماجی علمی و مذہبی اعتبار سے برِصغیر کا اہم ترین شہر تھا اسلئے ملتان کی صحافت کی تاریخ بھی اس شہر کی طرح قدیم تر ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے دو طالب علموں اقبال ہاشمی اور شمیم نذیر کی تحقیق نے ملتان کی صحافت پر ریسرچ کی ہے متفقہ رائے ہے کہ برصغیر میں صحافت کے آغاز کے ساتھ ہی ملتان میں بھی صحافت کا آغاز ہو گیا تھا۔

ملتان میں صحافت کے بانی میر مہدی خیال کے بارے میں الفت نے ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی سے کچھ پہلے ہی ملتان سے ریاض نور کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا تھا۔ ریاض نور کا معاصر لاھور کوہ نور تھا خیال ہو کہ ریاض نور کا نام کوہ نور سے

ہی متاثر ہو کر رک گیا، ماضی قریب کے بعد ملتان سے نکلنے
والا دوسرا ہفتہ وار اخبار شعاع الشمس اور ایک انگریزی
ہفتہ وار پیپر تھا۔ پیپر کے ایڈیٹر ایک ہندو
وگناتھ تھے۔ فروری ۱۸۶۹ء میں محلہ کڑی افغاناں
سے منشی محمد حسین صاحب نے نو بہار ملتان سے ایک ہفتہ وار
اردو اخبار جس کے ایڈیٹر امین الدین تھے۔ اخبار ۱۲
صفحات پر نکلتا تھا اور اس کا اپنا پریس نو بہار
پریس تھا۔ ~~[illegible]~~ ۱۸۶۹ء سے ۱۸۸۷ء تک تھوڑے
تھوڑے وقفے سے جاری رہا اور بھی کئی اخبار نکلے
جن میں اخبار الانتقاط دانش نور مشیر گورنمنٹ
مشرق کے نام قابل ذکر ہیں

ملتان سے اردو صحافت | صحافت کا باقاعدہ آغاز

کا باقاعدہ آغاز ۱۹۲۳ میں ہوا جبکہ ~~[illegible]~~

اسد ملتانی نے الشمس کے نام سے اپنا ہفتہ وار جاری کیا

جناب اسد ملتانی معروف شاعر تھے اور حکومت پاکستان میں

کی کسی وزارت میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ اسد ملتانی

نے انتقام کے نام سے ایک ماہنامہ بھی ~~[illegible]~~ جاری کیا تھا

مگر وہ بہت جلد ختم ہو گیا۔ الشمس کے مدیر اسد ملتانی

کے چھوٹے بھائی محمد اکرم خان تھے۔ ملتان سے پہلا

باقاعدہ اخبار جو مشہور ہوا وہ اخبار ۱۹۲۳

میں فرقہ وارانہ فسادات کی وجہ سے بند ہوا مگر دوسرے سال

سنہ ۱۹۲۴ میں دوبارہ جاری ہو گیا جو ۱۹۵۴ تک

جاری رہا۔ ۳۰ سال کے دوران میں ملتان سے اور کئی

اخبار نکلے جن میں نوجیون (ایڈیٹر دیوی داس بھرگال)

روزنامہ آواز (ایڈیٹر ملک غلام جیلانی کھوکھر) روزنامہ ایکشن
(ایڈیٹر ولایت حسین شاہ بخاری) روزنامہ زمزم (ایڈیٹر شیخ
کریم بخش صدیقی) ہفتہ دار خیر خواہ (ایڈیٹر سکھ دیال) ہفتہ دار
بیدار (ایڈیٹر ایشور دتا دیوان) ہفتہ دار مجاہد اسلام
(ایڈیٹر منشی عبدالرحمان خان) ~~ہفتہ دار بے دھڑک (ایڈیٹر نواب~~
~~مشتاق احمد خاکوانی)~~ منشی صاحب ماشاءاللہ اب بھی حیات
ہیں اور ملک کے صاحب طرز ادیب اور کئی کتابوں کے مصنف
و مولف ہیں) ہفتہ دار بے دھڑک (ایڈیٹر نواب مشتاق
احمد خاکوانی) نے یہ اخبار اپنے ایک مخالف عبدالجبار خان کی
پگڑی اچھالنے کے لئے نکالا تھا) اسکے ایڈیٹر کریم بخش تھے)
اسکے علاوہ پیرزادہ کشفی نے ملتان سے ملتان پنچ
نکالا، مولوی محبوب احمد اویسی نے محسن اور

منشی غلام علی آتش نے طوفان اور مولانا نور احمد زیدی نے
ماہنامہ الزبیر نکالا۔ مولانا زیدی نے گنج شکر کے نام سے
بھی ایک رسالہ ۱۹۳۳ سے جاری کر رکھا تھا جو کچھ عرصہ بعد بند ہو گیا

قیام پاکستان کے بعد ملتان میں صحافت

آزادی کے فوراً بعد ملتان کی صحافت میں بہت سی
تبدیلیاں آئیں۔ کانگریس کی تحریک آزادی اور ہندو
مہاسبھا کی جنگ کے دوران ملتان سے جو ہندو
اخبارات نکلا کرتے تھے وہ سب بند ہو گئے مسلمانوں کے اخبارات
اور ہفت روزوں کی تعداد تو پہلے ہی بہت کم تھی آزادی
کے بعد وہ بھی دم توڑ گئے ~~[illegible]~~ اس
دور کے اخبارات کی فہرست حسب ذیل ہے۔

ادا کار بیوپاری محکم زکریا ملتان گزٹ طوفان

زلزلہ —— بہرحال یوں کہئے کہ آزادی کے بعد ملتان
کو لاہور اور کراچی کے اخبارات پہ منحصر ہو گیا۔ اور
یہ صورت حال کم و بیش ۵۹ء تک رہی۔

کوہستان اپریل ۱۹۵۹ء میں ملتان سے کوہستان
کا اجراء ہوا کوہستان ملتان سے جاری ہونے والا پہلا
قومی اخبار تھا جو بیک وقت لاہور اور ملتان سے نکلتا تھا
اس کا صدر دفتر لاہور میں تھا اخبار کے اندرونی صفحات
لاہور ہی سے چھپ کر آتے تھے۔ جناب اقبال زبیری
اس کے ریذیڈنٹ ایڈیٹر تھے۔ یہ اخبار اکتوبر ۶۷ء تک بڑی
کامیابی سے جاری رہا ملتان اور آس پاس کے علاوہ دور
علاقے دور دراز میں اسے بہت پسند کیا گیا۔
اخبار اکتوبر ۶۷ء میں بند ہو گیا

نوائے وقت | پاکستان کے قیام کے دو ماہ بعد دور ۵۹

میں لاہور سے نکلنے والے اخبار نوائے وقت نے بھی ملتان سے اپنا ایڈیشن جاری کیا۔ اس کا آغاز بھی تحریک پاکستان کا چھوٹا سا ادارہ تھا اور اشاعت بھی صرف دو صفحات یہاں مرتب ہو کر ممدود پریس اور بعد میں سید الیکٹرک پریس میں چھپا کرتا تھا۔ محترمہ فاطمہ جناح کے الیکشن کے زمانے میں نوائے وقت کو بڑا عروج حاصل ہوا مگر ۶۵ میں الیکشن کے بعد اس کا زوال شروع ہوا اور ۶۶ میں بند ہو گیا۔

نوائے وقت کا دوسرا دور ۷۸ کے آغاز میں شروع ہوا جب ملتان سے دوبارہ نوائے وقت کا اجرا ہوا۔ شیخ ریاض پرویز اس کے پہلے ریذیڈنٹ ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ اب نوائے وقت نے ملتان میں اپنا پریس بھی لگا لیا ہے۔

امروز

جولائی ۵۹ میں امروز کا ملتان سے اجرا
ہوا اس وقت امروز لاہور کے علاوہ کراچی سے بھی
شائع ہوتا تھا ~~…~~ اسطرح امروز ملتان کا
وہ پہلا اخبار تھا جو بیک وقت تین شہروں
~~سے شائع ہوتا~~ لاہور کراچی اور ملتان سے شائع ہوتا
تھا۔ اسکے علاوہ امروز ~~ملتان سے شائع ہو~~
جہازی سائز میں اپنی قسم کا شائع ہونے والا
پہلا اخبار تھا۔ امروز نے ۶۲ میں اپنی آفسٹ
مشین لگا کر اسطرح ملتان میں آفسٹ پرنٹنگ شروع
کرنے کا سہرا بھی امروز کے سر ہے۔ ملتان ڈیرہ بہاولپور
بلکہ پورے جنوبی پنجاب میں امروز کو نہایت اعلیٰ مقام
حاصل تھا اسکی اسی اہمیت کی وجہ سے اسکے

سرکولیشن میں نمایاں اضافہ ہوا اور آج اشتہارات

اسکا اپنا کمپلیکس اور بلڈنگ ہے پرنٹرز اور روٹری مشین

اور آفسٹ مشین دونوں مشین ہیں اور روز

ملت کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس نے سب

سے پہلے اپنے اخبار میں لیڈی رپورٹر رکھی۔ اس

اخبار کو ابتدا ہی سے نہایت تجربہ کار اور محنتی

اور ادبی شہرت یافتہ صحافی ملے جنہوں نے اپنی

خداداد صلاحیتوں اور محنت و کاوش سے اس اخبار

کو چار چاند لگائے۔ جناب مشتاق کشمیری اس کے

پہلے ریذیڈنٹ ایڈیٹر تھے کچھ ماہ کے بعد افضل علوی بھی

اس کے ریذیڈنٹ ایڈیٹر رہے ان کے بعد جناب مسرور انور

نے یکم دسمبر سن اٹھاسی سے ریذیڈنٹ ایڈیٹر

۔ آپ آئندہ بعد مختصر عرصہ کے لئے جناب ارشاد مسعود اور

جناب محمد افضل امروز کے ایڈیٹر رہے۔ اس کے بعد

فروری ۱۹۷۶ء سے ریٹائرمنٹ تک امروز کے ریزیڈنٹ ایڈیٹر

رہے۔ ملتان سے بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن

اور ساہیوال ڈویژن تک کے علاقائی خبروں کی بہترین کوریج

کی وجہ سے امروز ان علاقوں میں جلد ۵۰ ہزار تک

مقبول ہوا جو آج روزنامہ خبریں حاصل کرتے ہیں

امروز ~~[illegible]~~ نے ملتان میں سب سے پہلے بچوں کا صفحہ

خواتین کا صفحہ ہفتہ وار دینی صفحہ ادبی اور محنت کشوں کا

صفحہ شروع کیا۔ غرض کہ خبروں کی صحت پر وقار انداز

بیان خوبصورت میک اپ کی وجہ سے امروز اس سارے

علاقے کا مقبول ترین اخبار بن گیا۔

جسارت ۱۹۷۰ء کے انتخابات سے بہت پہلے

جماعت اسلامی کے ترجمان کی حیثیت سے آخر ملتان

سے روزنامہ تجارت کا اجراء ہوا اس کے ایڈیٹر مروت
صحافی ارشاد حسین قریشی تھے تجارت نے ملتان کے سب
اپنا پریس بھی درآمد کیا تھا مگر انتخابات کے فوراً بعد
تجارت بند ہو گیا۔

آفتاب: ۶ دسمبر ۷۵ء سے آفتاب کا اجراء ہوا اس کے
مالک اور چیف ایڈیٹر ممتاز طاہر اور ایڈیٹر عزیز الحسن
ہیں ممتاز طاہر نوائے ملتان کے حسین ہی کام
کر چکے ہیں آجکل یہ اخبار لاہور سے بھی شائع ہو رہا
ہے۔ یہ اخبار جس زور شور سے شروع ہوا تھا اب ویسا
نہیں رہا صفحات بھی کم ہو گئے ہیں اور آج کل اخبار نیز
ایڈیشن کی صورت میں شائع ہوتا ہے۔

ملتان کے دوسرے قابل ذکر اخبارات میں نوائے ملتان
سنگ میل اور عدل ہیں نوائے ملتان شام کا اخبار

۶۷ء میں اس کا اجرا ہوا۔ سنگ میل کے ایڈیٹر
ایم آر روحانی صاحب ہیں۔ یہ پہلے ہفتہ وار تھا لیکن ۷۲ء سے پندرہ روزہ
ہو گیا۔ ۷۷ء میں دلیرانہ اداریہ پر حکومت نے اسے بند کر دیا
روزنامہ جنگ نکالا۔ ۱۹۷۹ء میں جناب دلاور روحانی نے
~~[illegible]~~ عدل ماہنامہ۔ روحانی صاحب پہلے کوئٹہ ان میں پرائم
ایڈیٹر تھے۔ انقلاب، جمہوریت اور بلوچستان اخبارات کے مفادات
کے تحفظ کیلئے ایک انجمن بنا رکھی ہے۔

~~ہفت روزہ ماہنامہ اخبارات~~

ہفت روزہ اور ماہنامے: کوئٹہ سے کئی ہفتہ وار بھی نکلتے
ہیں جن میں سے ہیرالڈ سب سے نمایاں ہے اس کے ایڈیٹر
مالک جناب رشید خان درانی ہیں۔ یہ اخبار نیم سیاسی و
نیم سماجی ہے [illegible] دیکھ کر حذف کر دینے کے
درانی صاحب کی وجہ سے اخبار بند ہی رہا۔ آج کل یہ ہیرالڈ
کی طرف درانی صاحب کی توجہ کم ہے اور یہ کبھی کبھی ہی نکلتا ہے

روزنامہ مشرق لاہور کے نامہ نگار ارشاد راہی صاحب گریبان
کراں سے اپنا ایک ہفتہ وار جاری کیتا جو تھوڑے عرصہ بعد
بند ہوگیا۔ اخبار پنجاب ڈراں سے ہر منگل کو ہفتہ وار سرائیکی
صفحہ سے شائع کرتے ہیں اور اخبار امیال سے جاری ہے
ریاض ٹرانسپورٹ سروس بزنس کا اخ
زمیندار سدھار آذان الشمس اہیر دیاں
ندا سے افغان بلٹن اور صدائے افغان بھی
ملتان سے نکلتے رہے ہیں۔ اور ان میں بعض اب
بھی نکلتے ہیں اور بعض بند ہوگئے ہیں۔
ماہناموں میں نخلستان دنیا سرائیکی ادب وارث سار
ماہنامہ سہیل ابا پاسبان ملتان محمد العلماء کی
فہرست میں درج ہیں۔
بہرحال صحافت میں سرائیکی ملتان کی خدمات کو

صحافت کا کوئی مرتبہ نہیں تھا اندازہ ہی نہ کر سکتے۔ فرنٹیر

~~[illegible]~~ ملتان سے نکلنے والے

ہونے والے اخبارات میں ملتان کراچی، لاہور اور

ملک کے دوسرے شہروں سے نکلنے والے تمام قومی اخبارات

کے نمائندے بھی ملتان میں مقیم ہیں۔ ایک ~~ایسوسی ایٹڈ پریس~~

نیوز ایجنسی اے پی پی کا آفس بھی یہاں موجود ہے

پیپلز پارٹی کا اخبار ... ہے۔ اور [illegible] کا بیورو

بھی بنا ہے۔ ریڈیو اسٹیشن اور اسٹیشن ٹی وی میں

ملتان میں نیوز بیورو موجود ہیں جو ملتان کے علاوہ

اس علاقے کو کور کرتے ہیں۔

لسٹ آف ایڈیٹرز / رپورٹرز شدید اور فوٹو گرافرز آف روزنامہ اخبارات ، ملتان

==============================

نیوز ایجنسیز

1 ۔ جناب راؤ عقیل الرحمن ، سٹیشن ڈائریکٹر اے پی پی

2۔ جناب محمد اقبال کھوکھر ، نمائندہ خصوصی پی پی آئی

3 ۔ جناب محمد یوسف کھوکھر ، نیوز ایڈیٹر ریڈیو پاکستان ملتان

4 ۔ جناب محمد ارشد ، بیورو چیف پاکستان ٹیلیویژن ، ملتان

5 ۔ جناب شیخ ریاض پرویز ، ریذیڈنٹ ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت ، ملتان

6 ۔ جناب امتیاز روحانی روزنامہ سنگ میل ، ملتان

7 ۔ جناب ممتاز طاہر ، چیف ایڈیٹر روزنامہ آفتاب ، ملتان

8 ۔ جناب ولی محمد واجد ، ایڈیٹر روزنامہ سنگ میل ، ملتان

9 ۔ جناب جلال ربانی ، ایڈیٹر روزنامہ عدل ، ملتان

10 ۔ جناب خلیل بھٹی صاحب ، ایڈیٹر روزنامہ نوائے ملتان ، ملتان

11 ۔ جناب ملک عبدالرحمن ، ایڈیٹر روزنامہ اعلان ، ملتان

12 ۔ جناب اسرار راعی ، ایڈیٹر قومی آواز ، ملتان

13 ۔ جناب رانا محمد اسلم ، ایڈیٹر روزنامہ محراب ، ملتان

14 ۔ جناب قیصر ملک ، ایڈیٹر روزنامہ حق ، ملتان

15 ۔ جناب نذیر احمد ~~xxxxx~~ امرتسری ، ایڈیٹر روزنامہ حرارت ، ملتان

16 ۔ جناب محمد ضیاء اشرف ایڈیٹر روزنامہ نوائے حقیقت ، ملتان

رپورٹر

1 ۔ جناب بشیر اصغر ، رپورٹر نوائے وقت

2 ۔ جناب سید شمیم اصغر راؤ ، رپورٹر نوائے وقت

3 ۔ جناب قاسم جعفری ، رپورٹر ، نوائے وقت

4 ۔ جناب منور الدین شیخ ، رپورٹر قومی آواز

5 ۔ جناب مظہر جاوید ، رپورٹر آفتاب

6 ۔ جناب شکیل الرحمن ، رپورٹر روزنامہ اعلان

نمائندے قومی اخبارات

1 ۔ جناب شیخ ریاض

1۔ جناب خان رضوانی ، روزنامہ جنگ لاہور

2 ۔ جناب شوکت اشفاق ، روزنامہ پاکستان ، لاہور

3 ۔ جناب مظہر خان ، روزنامہ پاکستان لاہور

4 ۔ جنا

7 ۔ جناب شہزاد چوہدری روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور

8 ۔ جناب اعجاز بھٹی ، روزنامہ مشرق لاہور

9 ۔ جناب ظفر اللہ خان ، روزنامہ امن ، کراچی

10 ۔ جناب ایم ایچ ضیائی روزنامہ ملت فیصل آباد

11 ۔ جناب نذر بلوچ روزنامہ سندھ ایکسپریس

12 ۔ جناب فاروق قریشی روزنامہ رہبر بہاولپور

13 ۔ جناب قصور سعید مرزا روزنامہ مساوات لاہور

14 ۔ جناب سبطین رضا لودھی روزنامہ پاکستان آبزرور اسلام آباد

15 ۔

ایڈیٹر ہفت روزہ اخبارات و ماہنامے

1 ۔ جناب شیخ رشید اختر ہفت روزہ صدائے پنجاب ، ملتان

2 ۔ سید مظفر اقبال میر ، ہفت روزہ اخبار پاکستان ، ملتان

3 ۔ جناب فیاض لودھی ہفت روزہ اخبار پنجاب ، ملتان

4 ۔ سید الطاف شاہ ، ہفت روزہ الطاف ، ملتان

5 ۔ جناب عمر علی خان بلوچ ، ایڈیٹر سرائیکی ادب ، ملتان

6 ۔ جناب ابن کلیم ، ایڈیٹر ہفت روزہ کلیم ، ملتان

7 ۔ جناب عزیز اختر ایڈیٹر جلترنگ ، ملتان

فوٹو گرافرز

1 ۔ جناب انور امروہی ،

2 ۔ جناب اقبال بھٹی روزنامہ سنگ میل ، ملتان

3 ۔ جناب شہزاد انور روزنامہ قومی آواز ، ملتان

4 ۔ چوہدری نذیر احمد روزنامہ جسارت ، ملتان

5 ۔ جناب نجیب اللہ خان روزنامہ نوائے وقت ، ملتان

6 ۔ جناب افضال نیازی روزنامہ نوائے وقت ، ملتان

7 ۔ جناب مرزا سعید بیگ روزنامہ فرنٹیئر پوسٹ لاہور

8 ۔ جناب محمد صدیق روزنامہ جنگ لاہور

9 ۔ جناب خالد نذیر روزنامہ آفتاب ، ملتان

xxxxxxxxx







تحریک آزادی میں ملتان کا حصہ

انجمن فدایان اسلام کے سرفروشانہ اور مجاہدانہ کارنامہ

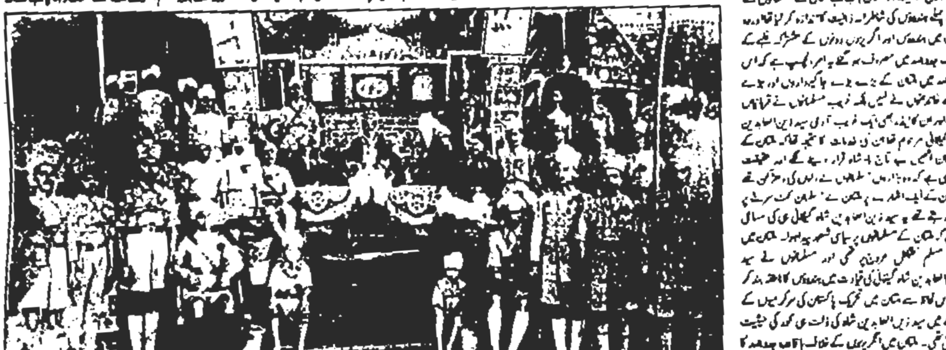
تحریر = خان رضوانی

مسلم لیگ کے ٹکٹ پر مرکزی سیٹ پر مقابلہ کامیاب ہونے والے امین کے ... سید ... شاہ مرحوم ... الدین شاہ گیلانی مرحوم اور ... سید شوکت حسین گیلانی مرحوم کے ہمراہ

... پولیس نے وزیر اعلیٰ کی ہدایت کے بغیر اعلیٰ شخصیات کو گرفتار کر لیا

مسلمان عورتوں کو بغیر مردوں کے نکلنے سے روک دیا گیا

ہندوؤں نے فسادات کا بہانہ بنا کر سید زین العابدین کو گرفتار کروا دیا



ملتان کے مسلمانوں کے لئے خدمات کے اعتراف کے طور پر انجمن فدایان اسلام کے رضاکاروں کے درمیان سید زین العابدین شاہ گیلانی کو ... کا ایک منظر

مجلس اتحاد ملت کی تنظیم "نیلی پوش" کے تمام رضاکار نیلا لباس پہنتے تھے

مسجد شہید گنج کے رہنما قید و بند کی صعوبتوں سے رہا ہوتے

پاک گیٹ کے قریب غلام رسول کی سرائے میں مجلس احرار اسلام کا دفتر تھا اس وقت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اس دفتر میں موجود تھے۔ جبکہ سید زین العابدین شاہ گیلانی کو اس امر سے شدید صدمہ ہوا ... مسجد کو شہید ہونے سے بچانے کے لئے ہزاروں مسلمان گولیاں کھانے کے لئے سینہ تان کر کھڑے تھے اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری ...

زین العابدین شاہ کی عوامی مقبولیت سے اسے خاصا خوف پہنچا۔ بعد ازاں مجلس احرار اسلام اور انجمن فدایان اسلام میں چپقلش شروع ہو گئی اور اس چپقلش نے فرقہ وارانہ حیثیت اختیار کر لی آمنے سامنے صف آرا ہونے لگے حتیٰ کہ ... جلسوں میں آ جاتا۔ جس طرح مجلس احرار اسلام ملتان میں مسجد ... شہید

1990 2/6 23



[illegible]



مخدوم محمد رضا شاہ گیلانی مرحوم [illegible] نواب احمد یار خان دولتانہ اور ملک فیروز خان نون کا یادگار گروپ

[illegible]

(باقی صفحہ ۹۴ پر)

SIND SECRETARIAT,
Karachi, 1st. March 1947.

My dear Qaid-e-Azam,

I enclose copies of the two letters addressed to the Hon'ble Shaikh Ghulam Hussain Hidayatullah, the leader of the Sind Assembly Party and Seth Yusif Haroon, President of the Sind Provincial Muslim League in connection with the preparation of the constitution for the future independent Sind.

I shall be grateful if you would kindly direct them to give this matter, their prompt attention.

Yours sincerely,
(signature)
(Pir Illahibaksh)

Qaid-e-Azam,
Mohammad Ali Jinnah
President
All India Muslim League, Bombay.

از دفتر پنجاب صوبہ مسلم لیگ
سنیما ہیکوئیٹر میکلوڈ روڈ

لاہور
۱۰۔۸۔۴۷

مکرمی محمد حمید کھیلی صاحب

السلام علیکم۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے فیصلہ کے مطابق پنجاب میں ۱۶ اگست کو یوم عمل منایا جا رہا ہے۔ لاہور پاکستان کا دارالخلافہ ہے اور اسکی سیاسی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ ان وجوہ کی بنا پر میری خواہش ہے کہ آپ بھائیوں کے تعاون سے لاہور میں یوم عمل اس شان اور کامیابی سے منایا جائے کہ دوسرے شہروں کے لئے راہنمائی کا موجب ہو۔ لہٰذا میں ملتمس ہوں کہ آپ بروز سوموار مورخہ ۱۱ اگست بمقام دفتر پنجاب مسلم لیگ سینما سٹار میکلوڈ روڈ لاہور صبح سات بجے تشریف لائیں۔ تاکہ باہم مشورہ سے پروگرام وضع کریں۔ تاکہ ہم ۱۶ اگست کا دن پورے زور و شور سے منا سکیں۔

امید ہے کہ حالات کی اہمیت کے پیش نظر آپ اس اجتماع میں شریک ہو کر متشکر فرمائیں گے۔

فقط والسلام

ممتاز دولتانہ
جنرل سیکرٹری پنجاب صوبہ مسلم لیگ

... SIR ABDOOLA HAROON, K...

54

Karachi 19th November 1939.

Replied 30/11

...ar Mr. Jinnah,

I have heard nothing from you, but your ...eat service, which you are rendering to Muslim community, ... occasionally reading in Newspapers. Almighty may ...ve you long life so you may serve continuously.

I am sending you herewith copies of telegrams ...ich I have sent to the Rulers of Islamic countries and ... President of Turkish Government. I hope you will ...preciate it. Hindu Muslim peace talk might resume ...ry soon, between you and Nehru. I have full confidence ... your goodselves that you can explain fully the sentiments ... Muslims for achieving separate home for Musalmans ...ere they can improve their economical, political and ...ltural objects in future.

With kind regards,

Yours sincerely,
(signature)

[illegible]

[illegible]

Punjab Provincial Muslim League
PARLIAMENTARY BOARD.

Mayo Road
Lahore 13th August 1937

My dear Jinnah,

As I wrote to you yesterday enthusiasm for the League is rapidly increasing in the Punjab. You will be glad to hear that without any initiative on the part of the Punjab Provincial Muslim League about 20 branches of the League have already been established in different towns of the Punjab. I am convinced that if some of the Office bearers of the Punjab Provincial Muslim League are able to make a tour of the Province they will be able not only to raise money but also to open the eyes of the general Muslim public in the Punjab to the situation which has fortunately developed itself on account of the Congress attitude towards the Muslims. Unfortunately, however, the Provincial League is very much handicapped by lack of funds for initial expenses of such a tour. Could you make us a contribution of atleast Rs 1500/- from the Central funds. I have every hope that our men will be able to raise sufficient money which will enable us to return the amount borrowed from you. We should be much obliged if you could do so at your earliest convenience.

Yours sincerely
Muhammad Iqbal

[illegible]

میں ۱۰ منٹ تک خاموش بیٹھی رہی!

.... میرے اعصاب جواب دے گئے

ملتان کی مغنیہ مینا لودھی کو یہ واقعہ آج بھی یاد ہے

(نعمان رضوان . نمائندہ اخبار جہاں . ملتان)

سرو قد ... اور گھنیری زلفوں والی یہ دوشیزہ ... ملتان کی ...



اخبار جہاں
جلد ۱ شمارہ 27
۳ جولائی 1967

۶ اپریل ۱۹۶۶

آفتاب ملتان

ملتان میں انجینئرنگ کالج اور زرعی کالج قائم کرنے کا مطالبہ

ملتان یونیورسٹی کے ہر شعبے میں آبادی کے لحاظ سے داخلہ دینے کا مطالبہ

سمسٹر سسٹم کی بناء پر پرائیویٹ تعلیم کے دروازے بند نہ کیے جائیں

ملتان ۵ اپریل (سٹاف رپورٹر) پنجاب سٹوڈنٹس یوتھ موومنٹ کا اجلاس یوتھ سنٹر ملتان میں ہوا۔ اجلاس کی صدارت پنجاب کے صدر ملک بشیر اعوان نے کی۔ اجلاس سے ملتان ڈویژن یوتھ کے صدر عبدالغفار چوہدری سیکرٹری جنرل زاہد بن عبداللہ، ملتان شہر کے صدر سید سجاد بخاری نے خطاب کیا۔ اجلاس میں طالب علم رہنما عبدالغفار چوہدری نے قرارداد پیش کی، جسے متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔ قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ ملتان میں انجینئرنگ کالج اور زرعی کالج قائم کیا جائے۔ ملتان یونیورسٹی کے ہر شعبے میں ملتان ڈویژن کی آبادی کے لحاظ سے داخلوں کی گنجائش پیدا کی جائے۔ گورنمنٹ ڈگری کالج بوسن روڈ، گورنمنٹ ڈگری گرلز کالج ملتان، گورنمنٹ ڈگری کالج ساہیوال میں ایم اے کی کلاسز کا اجرا کیا جائے، لا کالج ملتان میں ایل ایل ایم ٹیکس ڈپلومہ کلاسز کا اجرا کیا جائے۔ ملتان یونیورسٹی اور دوسرے تعلیمی اداروں میں سفارش کی بنیاد پر تقرریاں بند کی جائیں۔ این ڈی سی پی لیکچراروں کو فوری طور پر مستقل کیا جائے۔ سمسٹر کی بنیاد پر اگر طلباء پر پرائیویٹ تعلیم کے دروازے بند ہوئے تو اس کی سخت مخالفت کی جائے گی، طالب علموں کے لئے ٹرانسپورٹ کی سہولتیں مہیا کی جائیں، اور پروفیشنل کالجز میں مفت کتابیں مہیا کی جائیں، میونسپل کارپوریشن ملتان کی طرف سے سالانہ طلبا کا جو ۸ ہزار روپے کا وظیفہ جو کارپوریشن کے حکام کی نااہلیت کی وجہ سے بند ہوا ہے۔ بحال کیا جائے، اور اس سال کے وظیفہ کی رقوم کے ساتھ طلبا میں تقسیم کیا جائے۔ نیشنلائزڈ کالجز کے اساتذہ کو بورڈ اور یونیورسٹی کی کلیدی آسامیوں پر گورنمنٹ کالج کے اساتذہ کے برابر مواقع فراہم کیے جائیں۔ طالب علم رہنماؤں کو غیر مشروط طور پر رہا کیا جائے، بورڈ کے انٹرمیڈیٹ کے امتحانات کی داخلہ فیس کی تاریخ بڑھائی جائے۔ آخر میں اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے پنجاب سٹوڈنٹس یوتھ اور یوتھ موومنٹ کے صدر ملک بشیر اعوان نے کہا کہ ملتان ڈویژن کی آبادی ایک کروڑ سے زائد ہے، جبکہ ملتان ڈویژن کے طلباء کے لئے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے صرف ملتان یونیورسٹی ہے۔ جس میں بارہ تعلیمی شعبے ہیں جن میں ہر شعبے میں صرف ۳۶ طلباء کے داخلہ کی گنجائش ہے، اس لئے انصاف کا تقاضا ہے کہ ملتان ریجن کے ہر بڑے ڈگری کالج میں ایم اے کی کلاسز کا اجرا کیا جائے تاکہ تعلیمی مقاصد پورے ہو سکیں۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ تمام کالجز اور سکولز میں تمام این ڈی سی پی افراد کو غیر مشروط طور پر فوری مستقل کیا جائے چونکہ ان افراد نے نہایت قلیل تنخواہیں لیتے ہوئے ایک عرصہ تک نہایت شاندار تعلیمی خدمات سرانجام دی ہیں اور ان کے تجربے کے پیش نظر ضروری ہے کہ ڈومیسائل کی شرط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سب کو مستقل کیا جائے۔

تعلیمی ادارے کھول دیئے جائیں

جوہر آباد ۵ اپریل (نامہ نگار) مقامی تعلیمی اداروں کے طلباء نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ تمام تعلیمی ادارے فی الفور کھولے جائیں کیونکہ ان کا قیمتی تعلیمی سال ضائع ہو رہا ہے۔ جن طالب علم رہنماؤں نے بیان جاری کیا ہے ان میں نعیم اختر، غلام مصطفیٰ، ہدایت اللہ، نصرت حسین، فاروق سلطان، میر عبداللہ خان نیازی اور ملک کفایت اللہ کے علاوہ اور کئی طلبہ شامل ہیں

نوائے وقت ملتان

مورخہ 11-12-92



ملتان: پنجاب جرنلسٹس ورکشاپ کے اختتامی اجلاس سے کرنل ملک، ڈاکٹر اقبال سوکل، مسکین حجازی، ڈاکٹر اکرم چوہدری، سید مظفر اور مطلوب جاوید خطاب کر رہے ہیں۔ صدارت ڈاکٹر ... کی پارلیمانی سیکرٹری جاوید علی شاہ مہمان خصوصی تھے ڈاکٹر نوابہ منیا علی اور نسیم الرحمان ساتھ بیٹھے ہیں

بچوں کا اغواء اور جبری مشقت ختم کرنے کے لئے قانون بنایا جائے

... میں شادی پر پابندی ... جائے، سہ روزہ جرنلسٹ ورکشاپ ختم ہو گئی

ملتان (سٹاف رپورٹر) ادارہ یوسف ... ملتان پریس کلب کے زیر اہتمام سہ روزہ جرنلسٹ ورکشاپ میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ قوم کے اکثریتی غریب بچے کو غربت کے چنگل سے آزاد کرانے کیلئے منصفانہ سماجی اور معاشی نظام قائم کیا جائے۔ یکساں نظام تعلیم کے علاوہ کم از کم پرائمری درجہ تک مفت تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے۔ بچوں میں احساس کمتری ختم کرنے کیلئے والدین سماجی تنظیموں کے اساتذہ اور حکومتی اداروں کے ذریعے احساس ... کو اجاگر کیا جائے۔ افراد سرمایہ کی تمام تر صرف ... جائے۔ زکوٰۃ فنڈ سے مستحق بچوں کو مالی امداد دی جائے۔ ملتان صحت اور بچوں کی بہتر تربیت کیلئے لوگوں کو سہولت فراہم کی جائے۔ بچوں کے اغواء اور جبری مشقت کو ختم کرنے کیلئے قانون بنایا جائے۔ بچوں کو معذور ہونے سے بچانے کیلئے حفاظتی تدابیر اختیار کی جائیں۔ معذور بچوں کی تعلیم و تربیت کی سہولتیں عام کی جائیں۔ بچیوں کی کم عمری میں شادی پر پابندی عائد کی جائے۔ بڑے بڑے صنعتی اداروں پر سکول، ہسپتال اور بہبود کے ادارے قائم کی ذمہ داری عائد کی جائے۔ بے سہارا یتیم بچوں کی تربیت اور پرورش کیلئے مستقل ادارے قائم کئے جائیں۔ ملک بھر میں تحریک حقوق اطفال کا آغاز کیا جائے۔ جیل میں محنت مزدوری کرنے والے بچوں کیلئے تعلیم کا بندوبست کیا جائے۔ سکولوں میں فنی تعلیم جاری کی جائے۔ ... کے مراکز کی تعداد بڑھائی جائے۔ سماجی تنظیمیں اور اخبارات بچوں پر ہونے والے مظالم اور زیادتیوں کے واقعات منظر عام

باقی صفحہ 5 پر نمبر 5

جرنلسٹ ورکشاپ

پر لائیں۔ سکولوں کے اساتذہ کی تقرریاں استحقاق اور قابلیت کی بنیاد پر کی جائیں۔

قبل ازیں اس ورکشاپ کے دوسرے دن کے اجلاسوں میں مقررین نے اس بات پر زور دیا کہ پاکستان میں بچوں کی بہبود اور حقوق سے متعلق قوانین پر پوری طرح عملدرآمد کا اہتمام ہونا چاہئے۔ ذرائع ابلاغ کو بچوں کے حقوق کے بارے میں نہ صرف عام آگاہی پیدا کرنی چاہئے بلکہ اس امر کی نشاندہی بھی کرنی چاہئے کہ بچوں کے بارے میں قوانین پر عملدرآمد ہو رہا ہے یا نہیں۔ صبح کے اجلاس میں پنجاب یونیورسٹی لاء کالج کے سابق پرنسپل سردار محمد اقبال خاں موکل نے بچوں کے حقوق کے بارے میں عالمی کنونشن اور پاکستان میں بچوں کے قوانین کے بارے میں مقالہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام بچوں کے مکمل حقوق کا مکمل تحفظ کرتا ہے بشرطیکہ اسلامی تعلیمات پر مکمل عمل ہو۔ معروف سماجی ورکر نگہت رفیع نے پاکستان میں بچوں کی حالت کے بارے میں اظہار خیال کیا۔ مسٹر نسیم الرحمان نے بھی اظہار خیال کیا۔ دوسرے اجلاس میں ڈاکٹر محمد شفیق چوہدری شعبہ ابلاغیات پنجاب یونیورسٹی ڈاکٹر اے آر خالد پنجاب یونیورسٹی نے بچوں کی کمیونیکیشن حقوق اور بہبود کے حوالے سے پرنٹ میڈیا اور ڈاکٹر اے آر خالد نے الیکٹرانک میڈیا کے کردار پر اظہار خیال کیا۔ سندھ جرنلسٹ نیٹ ورک کے صدر مسٹر کنول سندھی نے سندھ میں بچوں کی بہبود اور صحافت کے کردار پر روشنی ڈالی۔ مقررین نے کہا کہ ذرائع ابلاغ بچوں کے مسائل کی نشاندہی کر کے اور ان کی مشکلات اور مسائل دور کرنے کے لئے تجاویز دے کر موثر کردار ادا کر سکتے ہیں

امروز

ملتان

جلد نمبر ۲۵ نمبر ۲۲۵ | اتوار ۸۔ اپریل ۱۹۷۳ء ۴۔ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ ۱۸۔ چیت ۲۰۳۰ب | قیمت ۱۲ پیسے

ملتان یونیورسٹی اسی سال ستمبر سے کام شروع کر دے گی

سپیرئیر سائنس کالج گورنمنٹ کالج اور ٹریننگ کالج کے ایک حصہ کو اولاً کیمپس بنایا جائے گا

نیو کیمپس کے لئے ۱۱۰۰ ایکڑ زمین حاصل کرنے کے لئے ۶۶ لاکھ روپے مختص

پنجاب کے پانچ سو عارضی لیکچراروں کو مستقل کر دیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالخالق

(ملک محمد عابد شاہد بھٹہ سے)

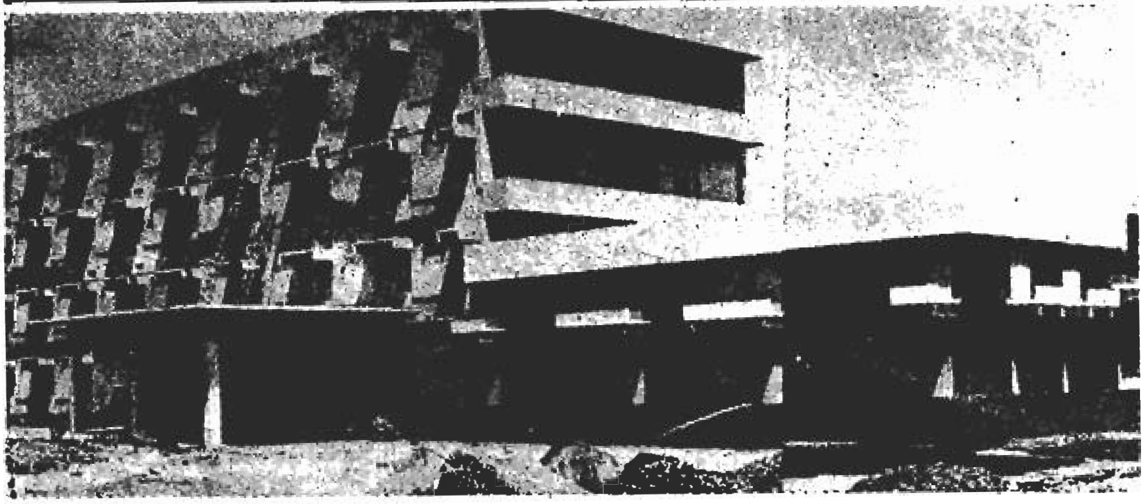
ملتان۔ ۷ اپریل۔ ملتان یونیورسٹی گرمیوں کی چھٹیوں کے بعد اسی سال سے کام شروع کر دے گی۔ سردست یونیورسٹی کیمپس گورنمنٹ کالج بوسن روڈ، سپیرئیر سائنس کالج اور ٹریننگ کالج کے ایک حصہ میں قائم ہوگا۔ جہاں ایم ایس سی اور دیگر مضامین کے ایم اے کی کلاسیں شروع کی جائیں گی۔ نیو کیمپس کے لئے گیارہ سو ایکڑ زمین حاصل کرنے کے لئے منتخب کر لی گئی ہے جس پر ۶۶ لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ یہ انکشاف صوبائی وزیر تعلیم ڈاکٹر عبدالخالق نے کیا۔ وہ آج شام نمائندہ امروز کو ایک خاص انٹرویو دے رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ گورنر پنجاب ملک غلام مصطفیٰ کھر ملتان کو بار بار یقین دلا چکے ہیں کہ یونیورسٹی کے منصوبوں کو فوری طور پر عملی جامہ پہنانا چاہتے ہیں۔ اور اس مقصد کے لئے گورنر پنجاب نے انہیں ایک جامع منصوبہ بنانے کے لئے ہدایت کی تھی۔ جس پر بہت تیزی کے ساتھ عمل ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ گورنر پنجاب نے ملتان یونیورسٹی کے قیام کے لئے گورنمنٹ کالج بوسن روڈ کے پرنسپل پروفیسر ملک [illegible] کو نگران مقرر کیا تھا۔ اور ابتدائی اخراجات کے لئے انہیں ۵ لاکھ روپے یونیورسٹی کیمپس کے لئے زمین کے انتخاب اور تجربات کے لئے دیئے گئے تھے۔ چنانچہ یونیورسٹی کے لئے بوسن روڈ پر ملتان کے شمال کی طرف ایک ہزار ایک سو ایکڑ زمین منتخب کر لی گئی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس زمین کے حصول پر ۶۶ لاکھ روپے صرف ہوں گے۔ وزیر تعلیم نے بتایا کہ میں ذاتی طور پر گورنر پنجاب سے گزارش کروں گا اور مجھے پورا یقین ہے کہ اس رقم کا بہت جلد انتظام کر دیا جائے گا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں عمارتوں کے بن جانے کا انتظار نہیں کیا جا سکتا اس لئے ملتان یونیورسٹی اسی سال سے کام شروع کر دے گی۔ انہوں نے کہا کہ سردست سپیرئیر سائنس کالج، ٹریننگ کالج کے ایک حصے اور گورنمنٹ کالج کی موجودہ عمارت کو ملا کر کیمپس قائم کر دیا جائے گا اور سائنس سمیت تمام مضامین کے ایم اے کی کلاسیں اسی سال ستمبر کے مہینے سے شروع کر دی جائیں گی۔ اور جب یونیورسٹی کا نیو کیمپس مکمل ہو جائے گا تو پھر یہ تمام شعبہ جات اور طلبہ بھی اس میں منتقل ہو جائیں گے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ وقتی طور پر گورنر پنجاب کے حکم کے مطابق اس سارے منصوبے کی نگرانی گورنمنٹ کالج کے موجودہ پرنسپل پروفیسر [illegible] ہی کریں گے۔ تاہم گورنر پنجاب جو اس یونیورسٹی کے چانسلر بھی ہوں گے یہاں کے مستقل وائس چانسلر اور دیگر اساتذہ کی تقرری کے سلسلہ میں بہت جلد [illegible] کی جائے گی۔ مرکزی حکومت سے بھی کہا جائے گا کہ وہ اس منصوبہ کے لئے رقم مختص کرے۔ انہوں نے مزید کہا کہ گورنر پنجاب نے بہاولپور میں بھی اسی طرح کی ایک یونیورسٹی کے قیام کی منظوری دے دی ہے۔ جس کی تعمیر بہت جلد شروع کر دی جائے گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ پنجاب میں سپیرئیر سائنس کالجوں کو ختم کر کے عام سائنس کالجوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے چنانچہ [illegible] لاہور اور ملتان میں [illegible] کالج ختم کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ سب کچھ ہمارے قومی مفادات کے

خلاف تھا۔ یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ ایک کالج کی عمارت اور سامان چالیس پچاس طلبہ کے لئے ضائع کر دیا جائے کہ وہاں چالیس پچاس طلباء کے لئے بیس پچیس اساتذہ کو مستقل طور پر مصروف رکھا جائے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ اسی تعلیمی سال سے ان تمام کالجوں میں سائنس کے عام طلباء کے لئے داخلہ شروع کر دیا جائے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ آئندہ جولائی کی پہلی تاریخ سے ملتان میں تعلیم کا ڈائریکٹوریٹ قائم کر دیا جائے گا۔ اس کے بارے میں ابتدائی انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں اور ملتان میں نظامت تعلیم کے دفاتر کے لئے جگہ کی تلاش شروع کر دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ وہ اس منصوبہ میں ذاتی دلچسپی لے رہے ہیں اور پنجاب کے تمام ڈویژنوں میں نظامت تعلیم کے دفاتر قائم کئے جا رہے ہیں۔ اس طرح ہر ڈویژن کے لوگوں کو صدر مقام کے لئے باہر نہیں جانا پڑے گا۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ حکومت نے ان تمام عارضی لیکچراروں کو فوری طور پر مستقل کرنے کا حکم دے دیا ہے جو گزشتہ کئی برسوں سے عارضی طور پر ملازمت کر رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ایسے لیکچراروں کی تعداد پنجاب میں پانچ سو سے زائد ہے۔

1973

یہ خبر ۸ اپریل ۱۹۷۳ میں شائع ہوئی جبکہ یونیورسٹی ۱۹۷۵ میں قائم ہوئی

روزنامہ امروز 1970-8-13



ملتان :- ریڈیو پاکستان ملتان کی نو تعمیر عمارت کا ایک منظر .... (فوٹو - امروز)

یہ ریڈیو پاکستان ملتان ہے

ولی محمد واجد

ملتان ۱۲ اگست۔ "ہم ریڈیو پاکستان ملتان سے بول رہے ہیں" "ریڈیو پاکستان ملتان آپ سے مخاطب ہے۔ یہ ریڈیو پاکستان ملتان ہے۔" یہ اور اسی قسم کے دوسرے دل خوش کن اعلانات ۱۴ اگست یوم آزادی کی صبح سے ملتان اور پاکستان کے دوسرے حصوں کے شہری سنیں گے جبکہ ریڈیو پاکستان ملتان جزوی طور پر کام شروع کر دے گا۔ ملتان ریڈیو سٹیشن کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر چوہدری بشیر احمد کے مطابق براڈکاسٹنگ ہاؤس کی دو منزلہ عمارت تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ اور یکم اگست تک ایک دو سٹوڈیو مکمل ہو جائیں گے۔ جن میں عارضی طور پر نشریات کا پروگرام شروع کیا جا سکے گا۔ ادھر ٹرانسمیشن ہاؤس اور ریسیونگ سنٹر کی ٹیسٹ ریورٹ کے لئے ہالینڈ کے دو انجینئر ملتان پہنچ چکے ہیں اور وہ مشینری کا معائنہ کر رہے ہیں یہ انجینئر آئندہ چند روز تک ٹیسٹ رپورٹ ریڈیو کے اعلیٰ حکام کو پیش کر دیں گے اور ان کی رپورٹ کی روشنی میں ریڈیو کے حکام فیصلہ کریں گے کہ باقاعدہ طور پر کب کام شروع کیا جائے سردست آزمائشی طور پر اعلانات اور ریکارڈنگ ہو گی اب بھی روزانہ رات کو بارہ بجے کے قریب ریڈیو سٹیشن ملتان سے قومی نغمے نشر کئے جا رہے ہیں اسی طرح ریڈیو ملتان کے ڈائریکٹر اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر مختلف فنکاروں اور اعلان کرنے والوں کی آوازیں بھی ٹیسٹ کریں گے اور جو لوگ اس کام کے لئے موزوں پائے جائیں گے انہیں ملازمت دی جائے گی اسی طرح یہ بھی پتہ چلا ہے کہ ۱۴ اگست تک مکمل ہونے والے سٹوڈیو میں ائرکنڈیشنڈ بھی لگایا جا رہا ہے واضح رہے کہ اس سے قبل ریڈیو عملہ پانچ منزلہ عمارت اور سٹوڈیوز کو مکمل طور پر ائرکنڈیشنڈ کرنے کا منصوبہ تھا۔ جسے بعد میں ترک کر دیا گیا اب صرف سٹوڈیوز میں ائرکنڈیشنر لگایا جائے گا۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ریڈیو سٹیشن کے عملے کے لئے صرف دو منزلیں کام میں لائی جائیں گی اور عمارت کی باقی تین منزلیں بے کار پڑی رہیں گی۔ یاد رہے کہ ریڈیو سٹیشن ملتان کی تکمیل میں غیر ضروری طور پر تاخیر ہوئی ہے اس سے قبل بتایا گیا تھا کہ ریڈیو سٹیشن کی عمارت ستمبر ۱۹۶۹ء میں مکمل ہو جائے گی۔ اور اکتوبر ۱۹۶۹ء میں کام شروع ہو جائے گا۔ لیکن بعض وجوہ کی بنا پر ایسا نہ ہو سکا پھر بتایا گیا کہ یکم جنوری ۱۹۷۰ء سے ملتان ریڈیو سٹیشن کام شروع کر دے گا۔ لیکن اس تاریخ پر بھی کچھ نہ ہوا پھر اپریل کی پہلی تاریخ کے متعلق کہا گیا اور بعد میں بتایا گیا کہ جون کی پہلی تاریخ کو ریڈیو سٹیشن کام شروع کر دے گا لیکن جب جون میں بھی کچھ نہ ہوا تو بتایا گیا کہ ۱۴ اگست کو یوم آزادی کی مقدس تقریب پر ملتان ریڈیو سٹیشن کا باقاعدہ افتتاح ہو گا۔ اور پنجاب کے گورنر رسم افتتاح انجام دیں گے۔ لیکن اب ۱۴ اگست کو بھی صرف آزمائشی نشریات شروع ہوں گی۔



ملتان :- ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان ملتان جناب شمس الدین بٹ اور چوہدری بشیر احمد اپنے دفتر میں مصروف کار ہیں۔

نشریات کا جزوی آغاز ۱۴ اگست کو ہو گا

اور وہ بھی جزوی طور پر ادھر ٹرانسمیشن ہاؤس کی عمارت اور مشینری کی تنصیب بھی مکمل ہو چکی ہے لیکن گذشتہ دنوں براڈکاسٹنگ ہاؤس اور ریسیونگ سنٹر کو ملانے والے ٹیلیفون کی تاریں چوری ہو گئی تھیں۔ اور دونوں ایک دوسرے سے کٹ گئے تھے اس نے بجلی کا مسئلہ بھی پریشانی کا باعث تھا۔ تاہم ان دونوں مسائل پر قابو پا لیا گیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ ابتدا میں براڈکاسٹنگ ہاؤس کی عمارت میں ایک کنسرٹ ہال کی تعمیر کا منصوبہ بھی شامل تھا۔ اس ہال میں ڈرامے یا مشاعرے وغیرہ کے خاص خاص مواقع پر شہریوں کی اچھی خاصی تعداد کے لئے نشستوں کا اہتمام کیا جانے والا تھا۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ یہ منصوبہ بھی ترک کر دیا گیا ہے اس طرح ریڈیو سٹیشن کے باقاعدہ کام کرنے کے متعلق بھی ابھی تک کوئی تاریخ مقرر نہیں کی گئی۔ تاہم خیال ہے کہ ستمبر کی آخری تاریخوں یا اکتوبر کے ابتدائی دنوں میں ملتان ریڈیو سٹیشن باقاعدہ کام شروع کر دے گا

ملتان میں موسیقی

حضرت امیر خسرو نے کئی راگ ملتان کے قیام میں وضع کیے

مخدوم محمد رضا شاہ گیلانی، مخدوم حسن بخش گردیزی اور نواب عبدالستار موسیقاروں کی سرپرستی کرتے تھے



ریڈیو پاکستان ملتان کے اسٹوڈیو سے قوالی کی محفل نشر کی جا رہی ہے

۱۹۳۷ء میں نور جہاں نے پہلی بار ملتان میں گیت سنائے تھے



نسیم ملک

استاد چھوٹے غلام علی خان ملتان میں کلاسیکی موسیقی کے ورثہ کے تنہا امین ہیں:



ریڈیو پاکستان ملتان کے اسٹوڈیو میں بچوں کے پروگرام کی ریہرسل ہو رہی ہے

ملتان اور لاہور سے بیک وقت شائع ہونے والا روزنامہ

امروز

ملتان پاکستان

جلد نمبر ۲۶ | نمبر ۲۱۶ | منگل ۲۱ اگست ۱۹۷۳ء | قیمت ۳۰ پیسے

سکھر لاڑکانہ بند میں سو فٹ چوڑا شگاف پڑ گیا، ۸ مربع میل کا علاقہ زیر آب

بیسیوں گاؤں میں پانی بھر گیا، دادو کینال کو بچانے کی کوششیں جاری ہیں

سیلاب تباہی و بربادی کی داستانیں بناتا ہوا آگے بڑھ گیا ہے

سینکڑوں خاندانوں کی عمر بھر کی کمائی سیلاب کی نذر ہو گئی

[illegible]

رحیم یار خاں کے علاوہ پنجاب کے تمام اضلاع میں سیلاب کا زور ٹوٹ گیا

لیاقت پور تحصیل کے بعد پانی خانپور تحصیل کے دیہاتوں کی جانب بڑھ رہا ہے

فیروزہ اور خانپور تحصیل کے دیہاتوں کی آبادی کو خبردار کر دیا گیا

ملتان ۲۰ اگست۔ [illegible]

[illegible]

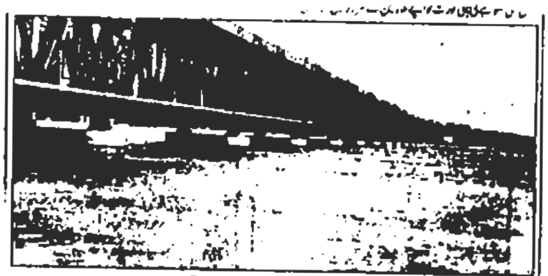


سیلاب میں بہہ کر آنے والے سانپوں کی ... (اے پی پی / امروز)

[illegible]

پاکستان لاہور

16-9-92





حفاظتی بند ٹوٹ جانے سے سیلاب نے مظفر گڑھ شہر کا رُخ کر لیا

ملتان شہر کو بچانے کیلئے شیر شاہ بند توڑ دیا گیا

بند نہ توڑا جاتا تو چناب کا پل اور ریلوے لائن بہہ جاتی ملتان کے آس پاس کے مزید سینکڑوں دیہات میں پانی داخل ہوگیا، بڑا سیلابی ریلا آج صبح ملتان سے گزرے گا ملتان میں اذانیں دی جارہی ہیں

[illegible] بایاں پشتہ توڑنے کی ضرورت [illegible]

مظفر گڑھ شہر کو بچانے کیلئے زبر دست جدوجہد تحصیل علی پور کو محفوظ رکھنے کیلئے تمام انتظامات کر لئے گئے ○ مظفر گڑھ سے کراچی، ملتان اور جھنگ کے لئے ہر قسم کی ٹریفک بند کر دی گئی

[illegible]

[illegible]

بقیہ سیلاب

[illegible]

سپاسنامہ



ملتان پریس کلبؒ

ابدالی روڈ ملتان فون ۷۲۲۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزت ماب جناب میاں محمد نواز شریف صاحب ۔ وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان

محترم المقام جناب چوہدری غلام حیدر وائیں صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب ' ارکان پریس کلب ' مہمانان گرامی

ملتان پریس کلب کی زندگی کے بیس سالہ سفر میں آج کا لمحہ ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے کہ آج ہماری ماضی کی مساعی کا ثمرہ ' حال کی آرزوؤں کا امکان اور ایک روشن مستقبل کا ایقان سمٹ کر اس اہم ترین لمحے میں مجتمع ہوگئے ہیں ۔

جناب وزیر اعظم ! میں اور میرے رفقائے کار تہہ دل سے آپ کے شکر گزار ہیں کہ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود ہماری درخواست کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے آپ نے ہماری عزت بڑھائی ہے

جناب والا ! ملتان ایک طرف تو سندھ ' بلوچستان ' سرحد اور پنجاب کا تہذیبی سنگم ہے اور پورے ملک کی آبادی کا پچیسواں حصہ ہے ۔ مادی ' معدنی و زرعی اور افرادی وسائل کا بیش بہا خزینہ ہے تو دوسری طرف بے پناہ تاریخی ' فکری ' ثقافتی ' صحافتی ' ادبی و فنی روایات کا سرچشمہ بھی ہے ۔ یہاں کی صحافت خطے کی گذشتہ دو صدیوں کی روشن تاریخ اور درخشندہ روایات کی امین ہے ۔ محمد بن قاسم کی تلوار نے مضبوط قلعوں ' فصیلوں اور دمدموں کو فتح کیا تو صوفیانہ ابلاغ نے دلوں کو مسخر کیا ۔ ملتان سے اسلام کا علم تھامنے کے لئے مزاروں ' لاکھوں ہاتھ میسر آئے اور جنوبی ایشیاء حقانیت اسلام کی قندیل سے چہار سو ضیاء پاش ہوا ۔

جناب والا ! ملتان قدیم کے اس تاریخی ' تمدنی اور تہذیبی ' علمی و صحافتی تناظر میں جب ہم دور جدید میں یہاں کی صحافت کے فروغ ' ارتقاء اور ملتان پریس کلب کے قیام کی بات کرنا چاہیں تو الحمد للہ میں یہ کہنے کے قابل ہوں کہ آج ملتان صحافت کا ایک ایسا مضبوط حوالہ بن گیا ہے ۔ جو اپنے احساس ذمہ داری ' جذبہ ایمانی ' وطن عزیز سے نظریاتی وابستگی اور اپنے مشن کی پختگی جیسے اوصاف کے باعث دیگر صحافتی مراکز میں معتبر گنا جاتا ہے ۔

جناب والا ! یہ ملتان کی عظمت رفتہ کا سرسری جائزہ تھا ۔ آج کا ملتان اپنی اجناس اپنے اثمار و اشجار ' اپنی زرعی تنوع اور مادی وسائل سے مالا مال خطہ ہے ۔ یہاں کی کپاس اپنے معیار اور مقدار کے حساب سے منفرد ہے ۔ جس کی چار خصوصیات سے ہر خاص و عام آگاہ ہے ۔ جسے چار ایف کہا جاسکتا ہے ۔ فائبر (دھاگہ) ' فیول (ایندھن) ' فیڈ اور فوڈ لیکن محرومی اس بات کی ہے کہ یہاں کاٹن موجود ہے لیکن صنعتیں ناپید ہیں ۔ ملتان کی کپاس سے فیصل آباد تو "مانچسٹر" بن گیا اور کراچی نے ریڈی میڈ گارمنٹس پر اجارہ داری بھی قائم کرلی لیکن خود بیچارہ ملتان آج تک صنعتی ترقی کا خواب ہی دیکھ رہا ہے ۔ جنوبی پنجاب کا یہ خطہ جو اڑھائی کروڑ انسانوں کا مولد و مسکن ہے اور جو جفاکش افرادی قوت سے بھی بدرجہ اتم بہرہ ور ہے ۔ صنعتوں کے نہ ہونے کی وجہ سے اقتصادی ترقی اور خوشحالی کی منزل حاصل کرنا تو کجا ابھی آغاز سفر ہی نہیں کر سکا جو زرعی خام مال سے بہرہ مند اس خطے کا طرہ امتیاز ہونا چاہیئے تھا ۔ سائیکل رکشہ سے آٹو رکشہ تک کے سفر کو اچھے مستقبل کی نوید کہا جاسکتا ہے ۔ لیکن یہ چند گھرانوں تک محدود ہے ۔

محترم وزیر اعظم ! اس خوشحالی کو لا محدود کر دیجئے ۔

صنعتی ترقی کا بیرومیٹر اسٹاک ایکسچینج ہے ۔ ملتان میں سٹاک ایکسچینج تو خیر ہے ہی نہیں ۔ کراچی اور لاہور اسٹاک ایکسچینج کا جائزہ لے لیجئے ۔ ان کی فہرست میں کتنی صنعتیں ایسی ہیں جن کا تعلق ملتان سے ہے ۔ اسے بدقسمتی کے سوا کوئی اور نام نہیں دیا جاسکتا کہ اس خطے سے بہت سے نام سیاست کے آسمان پر ستارے بن کر چمکے اور چمک رہے ہیں لیکن اس خطے پر سایہ فگن محرومیوں کے بادل نہیں چھٹ سکے ۔

ملتان کو مرکز علم و دانش ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے یہ اہل علم و اہل دانش کا مسکن ہے لیکن ان کی تخلیقات اور ان کے رشحات قلم معنی آفرینی سے اس لئے محروم ہیں کہ نہ یہاں ٹیلی ویژن اسٹیشن ہے جو دور جدید میں ابلاغ کا موثر ترین ذریعہ ہے نہ آڈیٹوریم اور ان کی مخطوطات و نوادرات کے لئے نہ میوزیم ہے ۔ یہاں ٹیلی ویژن کا بیورو ہے جو جنوبی پنجاب کے تینوں ڈویژنوں کا اکلوتا بیورو ہے ۔ جہاں تعینات واحد کیمرہ مین کتنی تقریبات کور کرپاتا ہو گا ۔ اس کا اندازہ آپ بخوبی لگا سکتے ہیں ۔

جناب والا ! علم و عرفان کا یہ خطہ ایک مکمل ٹیلی ویژن اسٹیشن کا حقدار ہے

مہمان گرامی! میں اسے اپنا خوشگوار فریضہ سمجھتا ہوں کہ میں آپ کی خدمت میں وہ معروضات بھی پیش کروں جن کا تعلق ملتان پریس کلب کی موجودہ کیفیات اور مستقبل کی تعمیر و ترقی کے امکانات سے ہے۔ جب ملتان پریس کلب کا قیام عمل میں آیا اس وقت یہاں گنتی کے اخبارات تھے۔ صحافیوں کی تعداد بھی کم تھی۔ پھر میدان صحافت میں وسعت آئی۔ اخبارات اور خود صحافیوں کی تعداد بڑھ گئی۔ جن کی سرگرمیوں کے لئے پریس کلب کی موجودہ عمارت ناکافی ثابت ہو رہی ہے۔ ایم سی سی اسٹیڈیم میں پروگرام " گفتگو " کا یہ انعقاد پریس کلب کی تنگ دامانی کا واضح ثبوت ہے۔ ہماری دلی خواہش تھی کہ یہ پروگرام پریس کلب کے ہال میں ہوتا لیکن وہاں مہمانوں اور ارکان پریس کلب کے سمانے کی گنجائش نہیں تھی۔ اس لئے مجبوراً اس ٹھٹھرتی ہوئی شام میں ہمیں ان تمبو قناتوں میں پناہ لینا پڑی ہے۔ ہم ایک وسیع تر ہال کی تعمیر چاہتے ہیں تاکہ آپ آئندہ آئیں تو آپ کے شایان شان ہال میں محفل سجائی جاسکے۔

جناب والا! آپ کو بخوبی علم ہے کہ ملتان کو " Burning Desert " کہا جاتا ہے۔ ملتان پریس کلب کی مختصر عمارت میں موسم گرما کی حدت کچھ زیادہ ہی محسوس ہوتی ہے اگر اس عمارت کو ایئر کنڈیشنڈ کر دیا جائے تو ماحول کی آسودگی قرطاس و قلم کی کاوشوں میں مزید نکھار پیدا کر دے گی۔

جناب والا! جدید صحافت کے تقاضے پورے کرنے کے لئے لیگ ورک (Leg Work) اور لائبریری ورک لازم و ملزوم ہیں۔ ملتان میں الحمد للہ پیدل صحافی لیگ ورک بہت کر لیتے ہیں۔ لیکن نیوز، کالم، فیچر اور سٹوری ڈکشن کے بیک گراؤنڈ میٹریل کے لئے لائبریری کی سہولت موجود نہیں۔ ملتان پریس کلب میں ہم ایسی جدید لائبریری بنانا چاہتے ہیں جس میں مقامی سے لیکر عالمی اخبارات و جرائد موجود ہوں۔ اس کی عمارت کی تعمیر، فرنیچر اور کتب و جرائد کی فراہمی بڑا کام ضرور ہے لیکن اپ کا تعاون شامل حال ہو جائے تو یہ مہم سر کرنا مشکل نہیں رہے گا۔

جناب وزیر اعظم! صحافت انتہائی ذہنی مشقت اور تھکا دینے والا کام ہے۔ اور سارے دن کی بھاگ دوڑ کے بعد جسم اور ذہن دونوں کسی تفریحی سرگرمی کا تقاضا کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں صورتحال یہ ہے کہ اس وقت پریس کلب میں صحافیوں کی تفریح کے لئے صرف کیرم اور چیس (Chess) ہیں۔ ٹیبل ٹینس، بیڈ منٹن اور سنوکر جیسی انڈور گیمز کی کوئی جگہ نہیں جبکہ ایسی گیمز تھکے ہوئے ذہنوں کو تازگی بخش کر پھر سے فرائض کی بجا آوری کے لئے چاق و چوبند کر دیتی ہیں۔

جناب والا! یہ ناگزیر ضروریات پریس کلب کی عمارت میں توسیع چاہتی ہیں۔ کچھ گنجائش تو موجودہ جگہ میں ہے جبکہ پریس کلب کے ارد گرد سرکاری جگہ موجود ہے آپ کی سرپرستی اور مقامی انتظامیہ کے تعاون سے ضرورت کے مطابق توسیع کی صورت پیدا کی جاسکتی ہے۔

محترم وزیر اعظم!

ملتان کا صحافی رہائشی مسائل سے دوچار ہے۔ اقتدار کے قریب تر شہروں کے صحافی تو شائد " اہل گھر " ہو چکے ہوں۔ ورنہ یہاں صورتحال تشویشناک ہے عرصہ دراز سے ترقیاتی ادارے کی طرف سے کوئی رہائشی کالونی نہیں بنی کہ جہاں صحافیوں کو پلاٹ مل سکے۔ اب خبر گرم ہے کہ شاہ گردیز ٹاؤن بنایا جا رہا ہے۔ اگر اس میں دو فیصد کوٹہ بھی صرف صحافیوں کیلئے مختص کر دیا جائے تو انشاء اللہ ملتان کے تمام صحافیوں کو پلاٹ مل جائیں گے۔ اس کے علاوہ آپ کی توجہ اس انداز میں بھی مبذول کرانا ضروری ہے کہ اگر غریب صحافی کو پلاٹ مل بھی جائے تو وہ مکان نہیں بنا سکتا ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کی شرائط اتنی سخت اور شرح منافع اتنا زیادہ ہو گیا ہے کہ عام تنخواہ دار آدمی کے لئے اس کی قسط ہی ادا کرنا مشکل ہے۔ اس لئے اگر اسلام آباد کی طرح یہاں بھی وزارت ہاؤسنگ و تعمیرات کے زیر اہتمام مکانات تعمیر کر کے آسان قسطوں پر صحافیوں کو دے دیئے جائیں تو یہ مسئلہ مستقل طور پر حل ہو سکتا ہے اس حوالے سے کہ چونکہ ہاؤسنگ و تعمیرات کے انچارج وزیر صاحب کا تعلق اسی خطے سے ہے۔ اس کار خیر کے آغاز کے لئے اگر تھوڑی سی " اقرباء پروری " بھی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اپنی چار دیواری اور چھت کی پناہ میں تفکرات کے مارے ہوئے ایک انسان کو قلب و نظر کی جو آسودگی اور ذہنی یکسوئی حاصل ہوگی اس سے وہ یقیناً زیادہ تعمیری اور بامقصد تخلیق کر سکے گا۔

محترم میاں صاحب! آپ کے دور میں جس فراخدلی سے لوگوں کو ٹرانسپورٹ کے لئے سہولتیں ملی ہیں وہ بلاشبہ بے مثال ہیں۔ اک ذرا صحافیوں کا ٹرانسپورٹ کا مسئلہ بھی حل فرما دیں میں نے پیدل صحافیوں کا ذکر کیا۔ یہاں سچ مچ بہت سے صحافیوں کے پاس کوئی سواری تک نہیں اور جن کے پاس سواری نام کی کوئی چیز ہے ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ہماری گذارش ہے کہ صحافیوں کو آسان اقساط یعنی ییلو کیب سٹائل پر موٹر سائیکلیں اور سوزوکی کاریں دینے کا اعلان فرمائیں۔ البتہ کاروں کا رنگ سفید رکھیں کہ امن و صلح کا رنگ ہے اور اگرچہ آپ صحافی حضرات سے خاصے شاکی رہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ صحافی بہت امن پسند اور صلح جو قسم کی مخلوق ہیں اور پھر صلح و امن کی آج وطن عزیز کو بیحد ضرورت ہے، اس طرح لفظ ٹیکسی کی جگہ شیشوں پر " PRESS " کندہ کرا دیں تاکہ ری سیل کا خدشہ کم ہو سکے۔ یوں تو اقرباء پرچارج پر بہت سوں کی نظر ہے لیکن شعبہ صحافت سے حاصل کردہ کثیر سرمائے کا کچھ حصہ اگر شعبہ صحافت پر ہی خرچ ہو جائے تو بہت سوں کا بھلا ہو جائے گا۔ کم از کم اہل گھر اور اہل کار تو ہو ہی جائیں گے۔

جناب پرائم منسٹر!

ملتان میں محکمہ تعلقات عامہ کا مکمل ڈائریکٹوریٹ موجود ہے لیکن اسے اشتہارات کے اجراء اور صحافیوں کو ایکریڈیشن کارڈ جاری کرنے کا اختیار نہیں ۔ چنانچہ ان معاملات کے لئے لاہور کے چکر لگانا پڑتے ہیں ۔ جس سے یہ کارڈ ایک جنس نایاب بن کر رہ گیا ہے ۔ ڈی نیشنلائزیشن کے ساتھ ساتھ تھوڑی سی ڈی سنٹرلائزیشن بھی ہو جائے تو ہم بہت سکھی ہو جائیں گے ۔

محترم المقام مہمان خصوصی!

اب میں ایک دعوی کرنے لگا ہوں وہ یہ ہے کہ ملتان کا صحافی کسی طرح بھی بڑے شہروں کے صحافیوں سے کم باصلاحیت نہیں ۔ اس میں بھی محنت ' لگن اور حب الوطنی کا جذبہ اسی طرح ہے ۔ جس طرح بڑے شہروں کے معزز صحافیوں میں ہے ۔ لیکن اسے مسلسل نظرانداز کیا جاتا ہے ۔ ملکی اور غیر ملکی دوروں میں آپ کے ہمرکاب ہونے والوں میں یہاں کے صحافی شامل نہیں ہوتے جبکہ یہاں سے اسلام آباد منتقل ہونے والے آنا فانا شامل فہرست ہو جاتے ہیں ۔ اگر مقام بدل جانے سے اتنا کچھ بدل جاتا ہے ۔ تو میری تجویز ہے کہ جس طرح موسم کے حساب سے دارالحکومت ایک جگہ سے دوسری جگہ عارضی طور پر منتقل ہو جاتے ہیں اسی طرح آموں کے موسم میں وفاقی دارالحکومت ملتان لے آیا کریں ۔ اہالیان اقتدار کو آم مل جایا کریں گے اور اہالیان ملتان کو سہولیات ۔ یعنی

آم کے آم گٹھلیوں کے دام

ان گذارشات کے ساتھ ساتھ میں جناب وزیر اعظم کو یقین دلاتا ہوں کہ ملکی تعمیر و ترقی ہر محب وطن پاکستانی کی طرح ہم صحافیوں کو بھی بیحد عزیز ہے ۔ اور حکومت اس بارے میں جو تعاون چاہے گی ہم پوری توانائیوں کے ساتھ اس کا ساتھ دیں گے ۔ البتہ جہاں ہم کار خیر کے لئے دست تعاون دراز کریں گے وہاں غلطیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کے اپنے فرض منصبی کی بجا آوری میں بھی کسی مصلحت کو حائل نہیں ہونے دیں گے ۔ انشاء اللہ

آخر پر میں بار دگر آپ کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ پہلے سربراہ حکومت ہیں جو ملتان پریس کلب تشریف لائے ہیں آپ کی آمد ہمارے لئے یادگار رہے گی ۔

بہت بہت شکریہ

جبار مفتی
صدر
ملتان پریس کلب

۲۲ فروری ۱۹۶۶ء

امروز ملتان

[illegible]ن یونیورسٹی کا قیام تعلیمی ترقی کے میدان میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے

اور ان کی بجائے زرعی انکم ٹیکس کا ایک معتدل اور مربوط نظام قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ محنت کے شعبے میں مزدوروں کے شرائط کار کو بہتر بنا دیا گیا ہے اور نہ صرف منافع میں ان کا حصہ بڑھا دیا گیا ہے بلکہ انتظامیہ میں بھی انہیں مناسب نمائندگی دی گئی ہے اس طرح صنعت صحت تعلیم تعاون اور نظم و نسق کے شعبوں میں جو انقلابی اصلاحات نافذ ہوئی ہیں ان سے ترقی کی رفتار تیز ہو گئی ہے اور تمام دوسرے شعبوں کے کارکنوں میں اپنے حقوق و مراعات کے تحفظ کے سلسلے میں مکمل اعتماد پیدا ہو گیا ہے۔ ۱۹۵۸ء میں قومی زندگی کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں کہ جس پر خصوصی توجہ نہ دی گئی ہو اور جس کے کوائف کا جائزہ لینے کے بعد مسائل کو انصاف کی بنیاد پر حل کرنے کے لئے موثر اقدامات نہ کئے گئے ہوں۔ ملک کے دیگر حصوں کی مانند ملتان ڈویژن کے تمام علاقوں کی ترقی کے لئے مختلف نوعیت کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنایا گیا ہے ...

میدان میں جو ہمہ گیر اقدامات کئے گئے ہیں ان سے جاگیردارانہ نظام اور اس کے استحصال پر فیصلہ کن ضرب لگی ہے۔ ان کے دوسرے حصوں میں ملکیت اراضی کی حد اس قدر کم کر دی گئی ہے کہ حقیقی افراد کے خاندانوں کا گزارہ ہی ہو سکے۔ اور کسی ایک طبقہ کو دوسرے طبقے پر ناجائز اقتصادی غلبہ حاصل ...

ڈویژن بھر میں ۲۱،۰۰ نئے پرائمری اور ۱۲۴ ہائی سکول قائم کئے گئے

انٹر اور ڈگری کالجوں کی تعداد بڑھا کر ستائیس کر دی گئی

باقی صفحہ آخر پر ملاحظہ فرمائیں

اقتدار سنبھالنے سے قبل ۱۹۵۸ء میں ملتان ڈویژن کے تمام پرائمری سکولوں کی مجموعی تعداد ۲۲ ۹۶، تھی۔ جبکہ ۱۹۶۵ء میں یہ تعداد بڑھ کر ۳۲۲۲ ہو گئی۔ اسی طرح پورے ڈویژن میں ۱۰۵ ہائی سکول ۱۷ انٹر کالج اور ۱۵ ڈگری کالج تھے جبکہ ۱۹۶۵ء میں ہائی سکول اور ڈگری کالج علی الترتیب ۲۸۲ اور ۲۷ تک بڑھ گئے۔ پانچ سال کے قلیل عرصہ میں تعلیمی اداروں میں اس قدر اضافہ سابق حکومت کے دور کا ... ایک واضح دلیل ہے اس کے علاوہ اساتذہ کی تربیت کے لئے دو جدید کالجوں کا قیام اور سکولوں میں فنی تعلیم کا اہتمام قابل ذکر ہے۔ اس عرصہ میں تمام سکولوں غیر سرکاری تعلیمی اداروں کو سرکاری تحویل میں لینے کا انقلاب آفریں فیصلہ بھی ہوا۔ جس کے باعث تمام نجی اداروں کے اساتذہ اور ملازمین کے حقوق ملازمت کا پورا تحفظ ہو گیا۔ اساتذہ اور طلبا کو اس نئے نظام میں جو سہولتیں اور مراعات حاصل ہوئیں۔ ان کی بدولت ان میں عزت نفس اور اعتماد پیدا ہو گیا۔ جس سے وہ طویل عرصے سے محروم چلے آ رہے تھے۔ ملتان ڈویژن میں ان تمام نئے اداروں کے علاوہ ملتان یونیورسٹی کا قیام اس ڈویژن کی تعلیمی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ملتان کی قدامت اور ثقافتی اہمیت کی بنا پر اس علاقے کے باشندوں کی ایک دیرینہ ضرورت تھی۔ جس کی کمی اکثر

۲۹ جنوری ۱۹۷۶ء

امروز ملتان



ملتان۔ نیشنل سنٹر میں شیخ الاسلام حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کی یاد میں زکریا کانفرنس کی دوسری نشست سے صدر تقریب پیر حسام الدین راشدی، وائس چانسلر ملتان یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر الطاف علی قریشی، پروفیسر ای ڈی نشا اور دیگر مقررین خطاب کر رہے ہیں۔ (فوٹو امروز)

ملتان کے آثارِ قدیمہ کی حفاظت کا بندوبست کیا جائے

زکریاؒ کانفرنس کی دوسری نشست سے دانشوروں کا خطاب

ملتان ۲۸ جنوری (اشاعت رپورٹر امروز) پاکستان نیشنل سنٹر ملتان میں نامور محقق و دانشور جناب پیر حسام الدین راشدی نے کہا ہے کہ حضرت غوث بہاؤالدین زکریاؒ کی بلند پایہ شخصیت و عالمگیر تعلیمات نے ملتان کو مسلم ایشیا کا علمی اور روحانی مرکز بنا دیا ہے۔ وہ آج شیخ الاسلام حضرت غوث بہاؤالدین زکریاؒ کی یاد میں منعقدہ زکریا کانفرنس کی دوسری نشست سے خطاب کر رہے تھے۔ تقریب سے پروفیسر الطاف علی قریشی وائس چانسلر ملتان یونیورسٹی، پروفیسر محمد اسلم صدر شعبہ تاریخ، جناب اسلم انصاری ریذیڈنٹ ڈائریکٹر ملتان آرٹس کونسل، پروفیسر ای ڈی نشا، ساجد رحمن صدیقی اور سید ولی اللہ نے خطاب کیا۔

پیر حسام الدین راشدی نے کہا جب بھی مسلم تہذیب و ثقافت کی تعمیر کا مرتب ہوگی ملتان کا نام سر فہرست ہے۔ ملتان روحانی فیوض و برکات کا منبع رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان مسلم تہذیب و ثقافت کی حفاظت کے لئے حاصل کیا گیا ہے اور تحریک پاکستان کے وقت اسلامی کلچر کو زندہ رکھنے کا عزم کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ تاریخی عمارتیں جن میں ہماری ثقافت و تہذیب کے آثار رہتے ہیں انہیں زندہ رکھا جانا فرض ہے۔ قوموں کی تعمیر ہمیشہ عظیم ماضی پر ہوتی ہے مگر ورثہ کو ... عظیم زیادتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملتان کے آثار قدیمہ کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام ہونا چاہئے۔ آثار قدیمہ کی حفاظت صرف حکومت کا ہی فرض نہیں بلکہ عوام بھی اسے اپنا فرض سمجھیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت غوث پاک کی نسل سے تعلق رکھنے والے شاہجہان دور کے بہت بڑے شاعر محمد سعید قریشی کا مزار ملتان میں ہے جو انتہائی خستہ حالت میں ہے۔ ضرورت ہے کہ اس مقبرہ کی حفاظت کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ ملتان مسلم ایشیا کے لئے ایک مرکز تھا۔ تجارتی قافلے اور اہل علم کے کاروان یہیں سے گزر کر جاتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ نئی نسل شیخ جمال، ملا ... عبدالحکیم اور طاہر حسن جیسی عظیم ہستیوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتی ... جو اپنے عہد میں علم و ادب کی تاریخ ساز شخصیات تھیں۔ ملتان علم و ادب و ثقافت کے اعتبار سے ...

نظر کا اظہار کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سلاطین پر تو توجہ دیتے ہیں جب کہ یہاں کے صوفیا علماء اور فضلاء نے شمع اسلام کو روشن رکھا۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسلم صدر شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی نے کہا کہ حضرت غوث بہاؤالدین زکریاؒ عوام کی اقتصادی خوشحالی کا خیال رکھتے تھے۔ پنجاب، سندھ اور بلوچستان میں مسلمانوں کی واضح اکثریت حضرت غوث بہاؤالدین زکریاؒ کی تبلیغی خدمات کی وجہ سے ہے۔

جناب پروفیسر ای ڈی نشا نے کہا کہ غیر ملکی مؤرخین نے مسلمانان برصغیر سے ہمیشہ تعصب کیا ہے۔ اسی بنا پر انہوں نے پوری انسانی برادری کو غلط تاثر دیا کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے حالانکہ تاریخ اس کی نفی کرتی ہے۔ اس وقت کا معاشرہ ذات پات اور برادری کے غلط نظام میں جکڑا ہوا تھا صوفیائے کرام نے دنیا کو اخوت و محبت کا درس دیا جس کی وجہ سے اسلام پھیلا۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر الطاف علی قریشی وائس چانسلر ملتان یونیورسٹی نے کہا کہ یہ اولیاء اللہ ہمارے قومی تشخص اور ملی وحدت کی علامت ہیں۔ پنجاب سندھ اور بلوچستان میں رشد و ہدایت کا سہرا حضرت بہاؤالدین زکریاؒ کے سر ہے۔ انہوں نے کہا کہ دراصل ملتان میں پہلی یونیورسٹی کی بنیاد حضرت بہاؤالدین زکریاؒ نے رکھی تھی جہاں سے ہزاروں طالبان علم اپنی پیاس بجھاتے تھے اور اسلام کا پیغام دور دراز تک پھیلاتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت شیخ الاسلام نے رہبانیت کی تبلیغ کی بجائے عمل کی تبلیغ کی تھی۔

جناب اسلم انصاری نے کہا کہ حضرت زکریاؒ کی شخصیت و تعلیمات اور کردار کے اعتبار سے متاثر ہے۔ انہوں نے تصانیف کم لیکن افراد زیادہ پیدا کئے۔ سلسلہ سہروردیہ کے اکابرین نے بہت بڑی بڑی ادبی شخصیات کو متاثر کیا۔ آپ کے شاگردوں میں فخرالدین عراقی کو دنیائے ادب میں منفرد حیثیت حاصل ہے۔ تصوف کی دنیا میں عراقی کی تصنیف لمعات کو اہمیت حاصل ہے۔ انہوں نے کہا کہ فارسی زبان کے لئے خانہ غزل لکھنے والے اولین شاعروں میں سے ہیں۔ آپ ہی کے شاگرد امیر سادات حسینی ہروی کے سوالات کے جواب میں شاعر شبستری نے گلشن راز تحریر کی تھی۔

نوائے وقت ملتان

20-3-93

ملتان میں انجینئرنگ کالج کے قیام کو یقینی بنایا جائے گا....؟

شیخ ریاض پرویز

لسانی و علاقائی بنیادوں پر نفرت ابھارنے کا اصل ذمہ دار کون

ملتان میں "بچوں کے ہسپتال" کے منصوبہ پر چودہ ارب روپے مختص کئے گئے

پرلن منصوبوں کے لیے رقوم مختص کی گئیں۔ مرکزی و صوبائی صحت کی وزارتوں کے علاوہ ماہرین کی سوچ و بچار کے بعد یہ منصوبے بنائے گئے اور اس کے بعد وزیراعظم اور وزیر صحت سید تسنیم نواز گردیزی سینیٹر اور صوبائی اسمبلی کے ارکان نے جب بھی عوامی اجتماعات سے خطاب کیا تو اپنی حکومت کے کارنامے بیان کرتے ہوئے اس منصوبے کی

شعبو آنکھ تعلیمی ادارے وہاں کام کر رہے ہیں اس سے پہلے صدر ضیاء الحق کے دور میں خود صدر ضیاء الحق نے نشتر ہسپتال ملتان کے لئے سٹی سیکنر مشین اور آنکھوں کے علاج کے لئے لیزر مشین دینے کا اعلان کیا اور یہ دونوں مشینیں ملتان کے نام پر غیر ممالک سے خریدی بھی گئیں لیکن سٹی سیکنر کو پشاور لگا دیا گیا اور آنکھوں کے علاج کے لئے لیزر



ملتان سے زرعی یونیورسٹی کے قیام کی بیورو کریسی کی طرف سے مخالفت کے خلاف عوامی احتجاج کا سلسلہ شروع تھا کہ ایک اور خبر نے یہاں کافی ہنگامہ پیدا کر دیا اطلاع ملی کہ آٹھویں پنجسالہ ہیلتھ کیئر کے منصوبے کے تحت بچوں کا مجوزہ ہسپتال ملتان سے لاہور منتقل کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ بچوں کے ہسپتال کا منصوبہ سرکاری طور پر منظور شدہ قطعیہ پانچ سالہ آٹھویں ہیلتھ کیئر منصوبہ صوبائی حکومتوں نے اپنے اپنے صوبے کے لئے منظور کیا تھا۔ مرکزی حکومت کے ماہرین اور وزارت خزانہ نے اس کی منظوری دی تھی ہر صوبے کی ضروریات کے لئے آئندہ پانچ سال کے دوران جس منصوبے کو اہم سمجھا گیا اس کو اس میں داخل کیا گیا سرکاری سطح

تفصیلات بھی عوام کے سامنے رکھیں۔ ان تفصیلات کے مطابق ایک ہزار بستروں پر مشتمل بچوں کا ایک ہسپتال ملتان میں قائم کرنے کی منظوری دی گئی جس پر چودہ ارب خرچ ہوں گے۔ اس کے لئے متی تل روڈ پر سرکاری اراضی بھی حاصل کر لی گئی۔ بچوں کے امراض کے ایک ماہر کو اس منصوبے کا پراجیکٹ ڈائریکٹر بھی مقرر کیا گیا تاکہ ایک خبر آئی کہ اس منصوبے کو اچانک لاہور بھیج دیا گیا ہے۔

بات علاقے کی نہیں انصاف کی ہے۔ اس وقت لاہور میں پندرہ ہزار بستروں پر مشتمل ہسپتالوں کے علاوہ انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی اور انسٹی ٹیوٹ آف تھرالوجی قائم ہیں۔

مشین نشتر ہسپتال کے آئی وارڈ کو نہیں مل سکی اور لاہور ہسپتالوں میں بند پڑی ہوئی ہے۔ راقم الحروف نے پچھلے ہفتے ملتان میں زرعی یونیورسٹی کے قیام کے فیصلے کا ذکر کیا تھا۔ مظفر گڑھ سے قومی اسمبلی کے رکن سردار عبدالقیوم خان جتوئی کو یہ تحقیق حاصل ہوئی ہے کہ انہوں نے ایک بیان میں ملتان' بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان ڈویژنوں کے عوام کو یقین دلایا ہے کہ جب وزیراعظم پاکستان خود یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ ملتان میں زرعی یونیورسٹی اور انجینئرنگ کالج قائم ہو گا اور اسی فیصلے کی تکمیل کے لئے ایک زرعی کالج بھی یہاں قائم کر دیا گیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ملتان میں زرعی یونیورسٹی قائم نہ ہو۔

قومی اسمبلی کے رکن سردار عبدالقیوم خان نے کہا کہ بیورو کریسی کی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا اور جنوبی پنجاب کو اس کا صحیح حصہ ملے گا۔

سرائیکی صوبہ

لسانی بنیادوں پر پاکستان میں جو نفرت کی لہر اٹھی ہے اس کو ہوا دینے والے بے شمار لوگ یہاں مصروف عمل ہیں ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو مخصوص مقاصد کی تکمیل کے لئے پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں مگر حالات کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو پھر جتنا لسانی اور علاقائی بنیاد پر فتنہ ابھارنے والا اس کا ذمہ دار ہے اتنا ہی پنجابی "شاؤنزم" بھی اس کا ذمہ دار ہے۔ جنوبی پنجاب قدرتی وسائل سے مالا مال ہے یہاں مٹی سونا اگلتی ہے زرعی اجناس کی پیداوار میں یہ علاقہ سرفہرست ہے۔ وزیراعظم اور صدر یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ یہاں زرعی یونیورسٹی قائم کی جائے۔

چند بیورو کریٹس اٹھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہاں زرعی یونیورسٹی نہیں ہونی چاہئے کیونکہ فیصل آباد میں زرعی یونیورسٹی موجود ہے۔ خداوند جو کہ تعالیٰ فیصل آباد کی زرعی یونیورسٹی

[illegible]

کو آباد و شاد رکھے۔ نئی یونیورسٹی تو قوم کی ضرورت ہے۔ ملتان کو اس سے محروم کرنے کی کیوں سازش کی جاتی ہے؟ مجوزہ پانچ سالہ منصوبے میں بچوں کا کمپلیکس ہسپتال قائم کرنے کے لئے اعلیٰ سطح پر فیصلہ ہوتا ہے قومی اور صوبائی سطح پر اس کی منظوری دی جاتی ہے آخر وہ کون سا خفیہ ہاتھ ہے جو اس منصوبے کو لاہور منتقل کرانے کے احکامات جاری کر رہا ہے۔ بچے پاکستانی کی نظر سے دیکھئے تو ملتان کا منصوبہ "بچوں کا ہسپتال" پڑتال کے بعد ایک طے شدہ بات ہے اس کے لئے چودہ ارب روپے مختص بھی کئے جا چکے ہیں اس ہسپتال کو ملتان میں ہی رہنا چاہئے۔ اگر آپ کے پاس فنڈز ہیں ماہرین اس کی اجازت دیتے ہیں تو لاہور میں بھی اس قسم کا ایک اور کمپلیکس قائم کر دیجئے۔ جنوبی پنجاب کے محروم

باقی صفحہ آخر پر

بقیہ شیخ ریاض پرویز

علاقے کو مزید محروم کرنے سے کس کے مقاصد پورے کئے جا رہے ہیں۔ پنجاب کو اللہ تعالیٰ کے کرم سے غلام حیدر وائیں کی صورت میں ایک ایماندار وہیش صفت وزیراعلیٰ ملا ہے جس کا اوڑھنا بچھونا مسلم لیگ اور جس کی پاکستان سے محبت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ انہیں سوچ سمجھ کر اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ آخر یہ فیصلے کن بنیادوں پر کئے جا رہے ہیں۔ یہ نہ تو لاہور کی خدمت ہے نہ ہی پاکستان کی خدمت ہے اس قسم کے فیصلوں کا مقصد تو علاقائی اور لسانی عصبیتوں کو ہوا دینا ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب کو نہایت باریک بینی سے ان ہاتھوں کو تلاش کرنا چاہئے جو جنوبی اور شمالی پنجاب میں بغض اور دوری پیدا کر رہے ہیں۔

ملتان کے رفاہی ادارے

ملتان کارپوریشن شہر کی تزئین او آرائش' سڑکوں کی مرمت' بجلی کی فراہمی اور ملتان کے باشندوں کو بنیادی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے ایک رفاہی ادارہ ہے اس طرح ایم ڈی اے (ملتان کا ترقیاتی ادارہ) اس لئے معرض وجود میں آیا کہ بے گھروں کو گھر مہیا کرے۔ سڑکیں بنائے۔ شاہراہوں کی تعمیر سے شہر کو حسن و خوبصورتی بخشے مگر عملی طور پر صورت حال یہ ہے کہ ملتان کھنڈروں کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ شہر کی ہر گلی اور کوچے میں گندگی کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ اس طرح ایم ڈی اے میں افسروں کی فوج ظفر موج بھری ہوئی ہے۔ اب تو "داما" بھی بنا دیا گیا ہے جس ڈپٹی کمشنر اسسٹنٹ کمشنر ڈائریکٹر اور اٹھارہ اور انیس گریڈ افسر سے ناراضگی ہوتی ہے اس کو ایم ڈی اے میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ فنڈز نہ تو کارپوریشن کے پاس ہیں جبکہ ایم ڈی اے مفلس ہے۔ ابتدا میں ایم ڈی اے نے چند کالونیاں بنائیں۔ مالکان اراضی کو 2K2 روپے فی مرلہ ادا کیا اور اس کو ڈویلپ کر کے ڈھائی ہزار ساڑھے تین اور پانچ ہزار مرلہ تک فروخت کیا جب سے یہ فیصلہ ہوا کہ مالکان اراضی کو مارکیٹ پرائس ادا کی جائے کالونیوں کا کام ٹھپ ہو گیا۔ جتنا ترقیاتی فنڈ ایم ڈی اے کو ملا تھا وہ افسروں کی تنخواہوں میں چلا گیا ملتان کارپوریشن کا بجٹ کا اسی فیصد حصہ تنخواہوں اور غیر ترقیاتی کاموں میں لگتا ہے۔ کارپوریشن کے ارکان ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کی بجائے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے میں مصروف ہیں۔ ارباب اقتدار کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اب وقت دو ٹوک فیصلے کا آ گیا ہے یا تو ایم ڈی اے کو توڑ کر کروڑوں روپے کا سالانہ بجٹ جو اس کے افسروں کی تنخواہوں پر چلا جاتا ہے بچایا جانا چاہئے اور ایم ڈی اے کے افسروں کو ان کے اپنے اپنے محکموں میں بھیج کر ان سے سرکاری کام لینا چاہئے۔ اسی طرح کارپوریشن کے مالی معاملات کا جائزہ لینا چاہئے اور اصلاح احوال کے لئے فوری قدم اٹھانا چاہئے۔ ایڈہاک ازم پر کب تک یہ دونوں ادارے شہریوں کے خون پسینے کی کمائی پر پلتے رہیں گے۔

بقیہ: معتدل مزاج رہنما

بڑے حوصلے کے ساتھ نہ صرف یہ کہ اپنے خلاف ریشہ دوانیوں کا مقابلہ کیا بلکہ کوئی کمزورات بھی نہیں کی۔ اسمبلی کیفے ٹیریا میں آخری ملاقات کے دوران وہ خوش و خرم تھے۔ انہوں نے مسلم لیگ کو از سر نو منظم کرنے اور مخلص و بے لوث کارکنوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے عزم کا اظہار کرتے ہوئے امید ظاہر کی تھی کہ وہ مسلم لیگ کو پاکستان کی سب سے بڑی اور منظم جماعت بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ ان کے خیال میں مسلم لیگ ہی وہ واحد جماعت ہے جو پاکستان اور اہل پاکستان کو ان خوابوں کی تعبیر دے سکتی ہے جو قائداعظم نے قیام پاکستان سے قبل دیکھے تھے لیکن وہ مسلم لیگ جو منظم اور مضبوط ہو جو عوام کے دلوں سے قریب ہو۔ وہ جماعت جماعت اور حکومت کی سربراہی یکجا رکھنے کے خلاف تھے کیونکہ اس طرح کوئی بھی شخص خواہ وہ کتنا ہی مضبوط کیوں نہ ہو نہ حکومت کی ذمہ داریاں بخوبی انجام دے سکتا ہے اور نہ وہ جماعت کو درست طریقے سے چلا سکتا ہے چنانچہ جب بھی یہ عہدے کسی ایک شخص کے حوالے کئے گئے نہ صرف یہ کہ وہ شخص بری طرح ناکام ہوا بلکہ ذلیل و خوار بھی ہوا۔ مسلم لیگ اور مسلم لیگی حکومت کی ناکامی اور زوال کے سب سے بڑی او بنیادی وجہ یہی تھی۔ انہوں نے اس سلسلے میں لیاقت علی خان سے ایوب خان تک پھر بھٹو صاحب سے لے اپنی ناکامی تک کی وجہ یہی بتائی۔ چنانچہ جونیجو صاحب مسلم لیگ کی صدارت پر مطمئن تھے اور وہ کوئی دوسرا عہدہ قبول کرنے کی خواہش ختم کر بیٹھے تھے۔ جونیجو صاحب قریبی حلقوں کے مطابق وہ مسلم لیگ کی از سر نو ترتیب و تشکیل کیلئے منصوبہ بنا چکے تھے۔ لیکن بیماری نے انہیں مہلت نہیں دی۔

پیر صاحب پگاڑو اور جونیجو صاحب نے پیر و مرشد تھے لیکن جب مسلم لیگ کی تنظیم کا مسئلہ سامنے آیا تو انہوں نے مسلم لیگ کی تنظیم کی پیر صاحب کی خواہشات پر ترجیح دی۔ جس سے متعدد افراد کو ان دونوں پیر و مرید کے درمیان ناچاقی کو ہوا دینے کا موقع ملا۔ ان میں سے چند افراد نے پیر صاحب کو اور کچھ حلقوں نے میاں نواز شریف کے ذہنوں میں مسلم لیگ کی صدارت پر بھی قبضہ کرنے کی ترغیب دی چنانچہ مسلم لیگ کی صدارت کے دوران محمد خان جونیجو کو ایک لمحے کیلئے بھی پرسکون رہ کر کام کرنے کا موقع نہیں ملا' ان کا سارا وقت اپنے خلاف ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا مقابلہ کرتے ہوئے گزرا۔

نوائے وقت
مسلسل اشاعت کے 54 سال
روشنی رنگ
1994
1-5-1994

ملتان جوہڑوں اور کھنڈرات کے نرغے میں



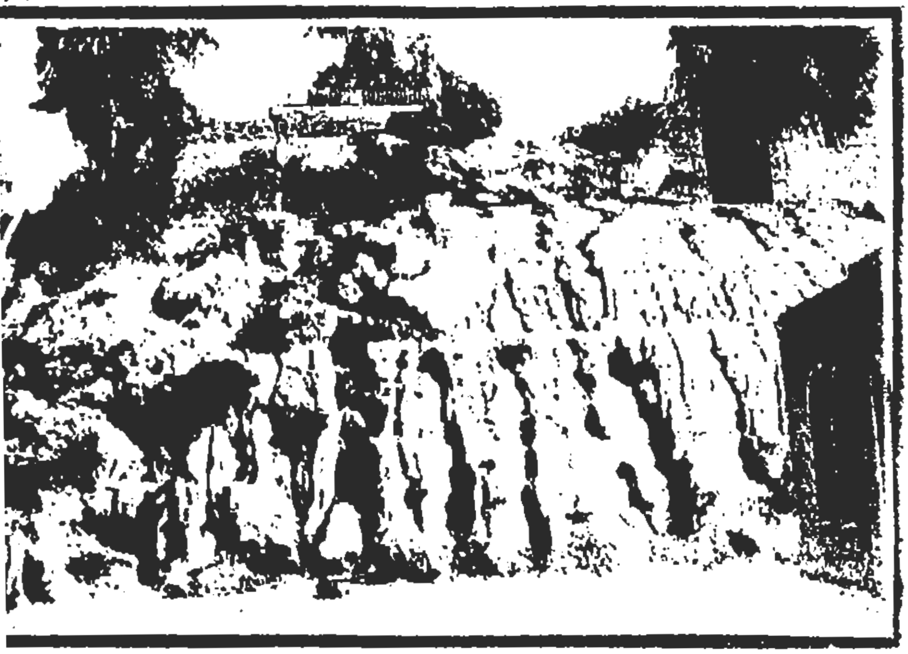
غلام حسین منظر



حافظ محمد اقبال خان خاکوانی

میزبان: ریاض پرویز شیخ

مظاہر حسین





حاجی احسان الدین قریشی



ملک تنویر احمد اعوان



میاں اکبر رشید

ملک تنویر احمد اعوان



نسیم الحسن عارف سہو

خواجہ سلیمان صدیقی

واسا کو توڑ دیا جائے

حکومت پنجاب نے ملتان کے چاروں ارکان صوبائی

اسمبلی کے ترقیاتی منصوبے اعتراضات کے ساتھ واپس کر دیے ہیں

نوائے وقت ملتان کے زیر اہتمام مذاکرہ

شرکاء

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی — رکن صوبائی اسمبلی
حاجی احسان الدین — رکن صوبائی اسمبلی
ملک تنویر احمد اعوان — چیئرمین انجمن تاجران پنجاب کنونشنل
خواجہ سلیمان صدیقی — صدر مرکزی متحدہ انجمن تاجران ملتان
میاں اکبر رشید — جنرل سیکرٹری مرکزی انجمن تاجران کنونشنل
میاں اسلم سعید قریشی — سابق ڈپٹی میئر ملتان کارپوریشن
سردار غلام حسین خان مظفر — سابق کونسلر ملتان کارپوریشن
مظاہر حسین — صدر انجمن تاجران حسن آرکیڈ
نسیم الحسن عارف سہو — مسلم لیگی رہنما

ملتان اور لاہور سے بیک وقت شائع ہونے والا روزنامہ

امروز

ملتان

جلد نمبر ۲۶ — نمبر ۱۲۰

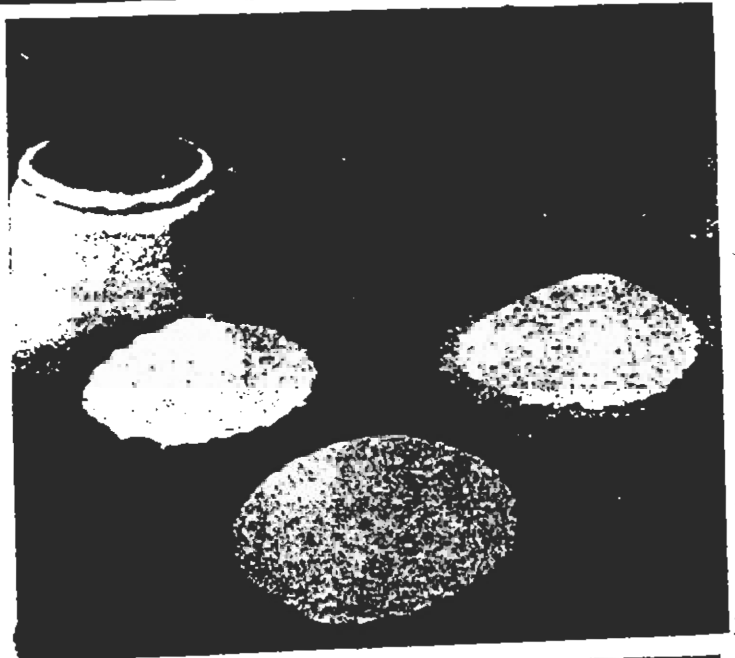
جمعرات ۱۲ جولائی ۷۳ء — قیمت ۳۰ پیسے

کریلے — چھ روپے سیر

ماش کی دال — چار روپے سیر

سبزیاں اور دالیں کیوں مہنگی ہیں۔؟

: ولی محمد واجد :



آبادی ڈھائی گنا بڑھ گئی مگر زیرِ کاشت رقبہ کم ہو گیا

اشیائے ضرورت خریدار تک پہنچنے سے پہلے تین چار ہاتھوں سے گزرتی ہیں

دال کی چھال



روز نامہ نوائے وقت ملتان

14-11-1992

ملتان میں ٹیلی ویژن سٹیشن

اطلاعات و نشریات کے وفاقی پارلیمانی سیکرٹری اور شجاع آباد سے رکن قومی اسمبلی سید جاوید علی شاہ نے علاقے کے عوام کو مژدہ سنایا ہے کہ ملتان میں ٹیلی ویژن سٹیشن کا قیام ان کی پہلی ترجیح ہے۔ آج کا دور ذرائع ابلاغ خصوصاً برقی ذرائع ابلاغ (الیکٹرانک میڈیا) کا دور سمجھا جاتا ہے۔ اب جنگیں توپ و تفنگ اور اسلحہ و گولہ بارود کی بجائے پراپیگنڈہ سے جیتنے کے جتن کئے جاتے ہیں۔ حال ہی میں ختم ہونے والی سرد جنگ اور مشرق وسطیٰ کی جنگ اس بات کی واضح مثالیں ہیں پاکستان کے بہت سے علاقے ابھی اپنے ہی ٹیلی ویژن کی نشریات دیکھنے سے محروم ہیں۔ جبکہ دیگر ممالک اپنی ٹی وی نشریات پورے کرہ ارض تک پہنچانے کی تگ و دو کر رہے ہیں۔ ملتان اس لحاظ سے تو محروم علاقہ نہیں کہ یہاں پی ٹی وی کا چینل ایک اور زیر آزمائش چینل دو کی نشریات دکھائی دیتی ہیں البتہ ابھی پی ٹی این کی نشریات یہاں نہیں پہنچیں۔ ٹی وی سٹیشن نہ ہونے سے یہاں کے فنکاروں اور دانشوروں کو صلاحیتوں کے اظہار کا موقع نہیں ملتا۔ پی ٹی وی کے ہفتہ وار پروگرام رت رنگیلڑی کے ذریعے سرائیکی فنکاروں اور دانشوروں کو کسی حد تک موقع تو مل رہا ہے تاہم اس کے لئے انہیں لاہور جانا پڑتا ہے۔ ٹیلی ویژن سٹیشن کے قیام کے لئے بڑے سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ملتان جیسے اہم اور تاریخی شہر میں ابھی تک ٹیلی ویژن سٹیشن قائم نہ ہو سکنے کی وجہ فنڈز کی کمی بھی ہو سکتی ہے اور اسی وجہ سے وفاقی پارلیمانی سیکرٹری کی اولین ترجیح کے باوجود ممکن ہے مزید تاخیر کا سامنا کرنا پڑے۔ اس لئے ہماری گزارش ہے کہ اگر فی الحال اتنے بڑے خرچ کی گنجائش نہ ہو تو ملتان میں موجود ٹیلی ویژن نیوز بیورو میں توسیع کرتے ہوئے یہاں ابتدائی طور پر سٹوڈیو قائم کر دیا جائے۔ جہاں مذاکرے اور چھوٹے موٹے کوئز پروگرام ہو سکیں۔ اس سے طلبہ‘ نوجوانوں‘ وکلاء‘ علماء‘ کسانوں‘ مزدوروں‘ خواتین‘ تاجروں‘ صنعتکاروں‘ دانشوروں غرض ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے نمائندہ افراد کو اپنے خیالات اور صلاحیتوں کے اظہار کا کسی حد تک موقع ملنا شروع ہو جائے گا۔ ملتان بیورو آؤٹ ڈور ریکارڈنگ کر کے خبروں کے لئے تو بھیجتا ہی ہے اگر ان ڈور ریکارڈنگ کا اہتمام کر دیا جائے تو بڑے فنڈ کے انتظار میں مزید وقت ضائع نہیں ہو گا اور ایک اہم ضرورت کی طرف پیشرفت کا آغاز بھی ہو جائے گا۔ یہی سٹوڈیو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مکمل ٹیلی ویژن سٹیشن کا درجہ اختیار کر لے گا۔

امروز

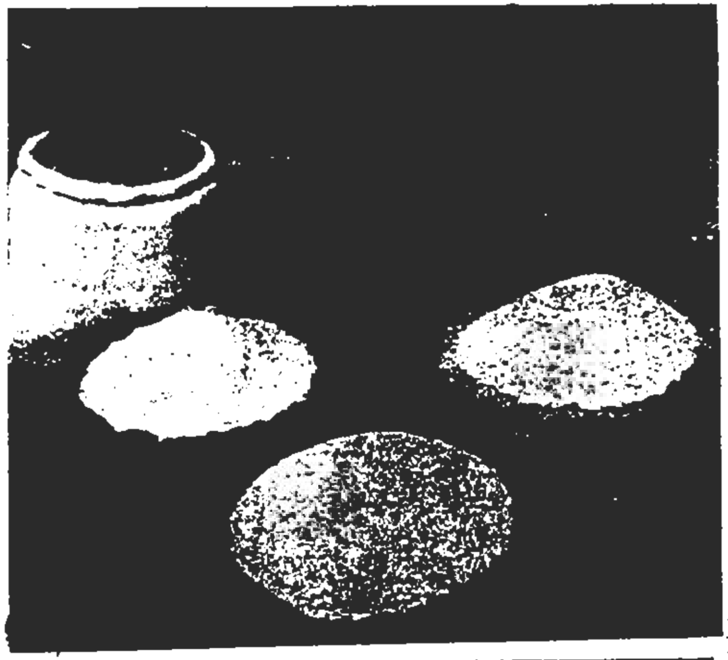
ملتان

جلد نمبر ۲۶ — نمبر ۱۲۰ | جمعرات ۱۰ جولائی ۷۵ء | قیمت ۳۰ پیسے

کریلے — چھ روپے سیر

ماش کی دال — چار روپے سیر

سبزیاں اور دالیں کیوں مہنگی ہیں ؟



آبادی ڈھائی گنا بڑھ گئی ـــ زیر کاشت رقبہ کم ہو گیا

اشیائے ضرورت خریدار تک پہنچنے سے پہلے تین چار ہاتھوں سے گزرتی ہیں

ـــ ولی محمد واجد ـــ



نوائے وقت
مسلسل اشاعت ــــ 54 سال
روشن رنگ

1-5-1994

ملتان جوہڑوں اور کھنڈرات کے نرغے میں


حافظ محمد اقبال خان خاکوانی

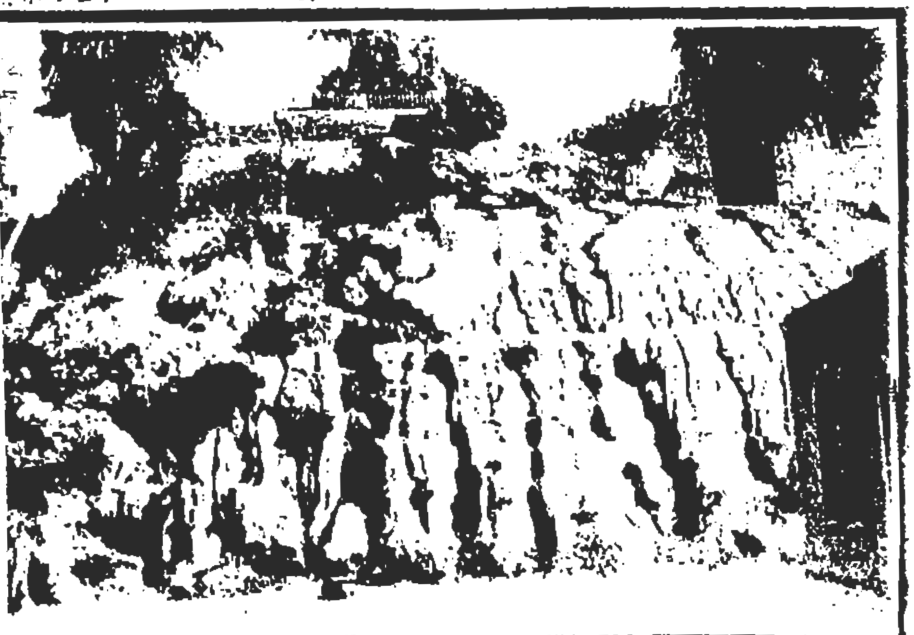

غلام حسین ظفر

میزبان: ریاض پرویز شیخ

[illegible]

مظاہر حسین
(نائب صدر انجمن تاجران پنجاب کنونشن و صدر انجمن تاجران حسن آرکیڈ)

[illegible]




ملک نذیر احمد اعوان


حاجی احسان الدین قریشی


میاں اکبر رشید

ملک نذیر احمد اعوان

[illegible]

حکومت پنجاب نے ملتان کے چاروں ارکان صوبائی
اسمبلی کے ترقیاتی منصوبے اعتراضات کے ساتھ واپس کر دیئے ہیں

[illegible]

خواجہ سلیمان صدیقی
(صدر مرکزی متحدہ انجمن تاجران ملتان)

[illegible]


نسیم الحسن عارف سہو

نوائے وقت ملتان کے زیر اہتمام مذاکرہ

[illegible]

شرکاء

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی — رکن صوبائی اسمبلی
حاجی احسان الدین — رکن صوبائی اسمبلی
ملک نذیر احمد اعوان — چیئرمین انجمن تاجران پنجاب کنونشن
خواجہ سلیمان صدیقی — صدر مرکزی متحدہ انجمن تاجران ملتان
میاں اکبر رشید — جنرل سیکرٹری مرکزی انجمن تاجران کنونشن
میاں اسلم سعید قریشی — سابق ڈپٹی میئر ملتان کارپوریشن
سردار غلام حسین خان ظفر — سابق کونسلر ملتان کارپوریشن
مظاہر حسین — صدر انجمن تاجران حسن آرکیڈ
نسیم الحسن عارف سہو — مسلم لیگی رہنما

کتابیات

کتابیات

نمبر شمار	مصنف	کتاب	ناشر/ایڈریس
۱	آر سی ٹمپل	حکایات پنجاب (چار جلدیں)	مجلس ترقی ادب لاہور اول 1976
۲	اکرام الحق شیخ	ارض پاکستان	شعبہ نشرو اشاعت الاکرام ملتان 1972
۳	ابن بطوطہ (مترجم رئیس احمد جعفری)	سفر نامہ ابن بطوطہ رعجائب الاسفار ۔	نفیس اکیڈمی کراچی طبع چہارم 1968
۴	ابن رستہ	الاعلاق النفیسہ 290ھ (عربی)	لیڈن پریس 1892ء
۵	ابن حنیف مرزا	سات دریاؤں کی سرزمین	کاروان ادب ملتان بار اول 1980ء
۶	ابواللیث صدیقی ڈاکٹر	ادب و لسانیت	اردو اکیڈمی سندھ کراچی 1970
۷	البلاذری	فتوح البلدان 892ء	دارالطبع جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن 1940ء
۸	اطہر مبرک پوری قاضی	عرب و ہند عہد رسالت میں	ندوۃ المصنفین دہلی 1965
۹	اطہر مبارک پوری قاضی	ہندوستان میں عربی حکومتیں	مکتہ عارفین' کراچی
۱۰	اولاد علی سید گیلانی	مرقع ملتان	سیکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ' ملتان نے 1938 میں شائع کیا
۱۱	اے آر خالد	فن خبر نویسی (رپورٹنگ)	مکتبہ کارواں ۔ لاہور 1980
۱۲	اے ۔ آر۔ خالد	ٹیلی ویژن اور ابلاغ	مکتبہ کارواں لاہور 1987
۱۳	اے۔ آر۔ خالد	فن خبر نویسی	مکتبہ کارواں لاہور 1987

۱۴	بالکش ہتر	تاریخ ملتان دیو مالا	ملتان
۱۵	حکم چند لالہ (نائب مہتمم بندوبست ملتان)	تاریخ ملتان	1983ء ملتان
۱۶	خلیق الرحمان خان	زبان خلق	ملتان آرٹ پریس، ملتان
۱۷	سلیمان ندوی سید	عرب و ہند کے تعلقات	کریم سنز پبلیشرز کراچی۔
۱۸	شفیق جالندھری	اردو کالم نویسی	علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ، اردو بازار لاہور۔
۱۹	شفیق جالندھری	فیچر نگاری	علمی کتاب خانہ اردو بازار لاہور مئی 1983ء
۲۰	عبدالحق مہر ڈاکٹر	ملتان زبان اور اور اس کا اردو زبان سے تعلق	اردو اکاڈمی، بہاولپور، بار اول
۲۱	عبد الغفور خواجہ	طنز و مزاح کا تنقیدی جائزہ۔	نئی دہلی، بھارت
۲۲	عتیق فکری علامہ	العتیق، العتیق	1970ء ملتان
۲۳	عتیق فکری علامہ	نقش ملتان (جلد اول ثقافت و تاریخ ملتان۔ جنوری 1982ء	فکری اکیڈمی شراکت مجلس
۲۴	علی بن احمد بن ابوبکر کوفی (نبی بخش خان بلوچ ڈاکٹر مترجم)	چچ نامہ	سندھی ادبی بورڈ، حیدر آباد، پہلا ایڈیشن۔ اپریل 1963

۲۵	علی شیر میر ٹھٹھری	تحفۃ الکرام	سندھی ادبی بورڈ کراچی 1950
۲۶	آعبدالرحمن خان منشی	آئینہ ملتان	مکتبہ اشرف المعارف ' ملتان
۲۷	عبدالرحمن خان منشی	ملتان زیشان	ملتان آرٹ پریس 1986
۲۸	عبدالسلام خورشید ڈاکٹر	فن صحافت	مکتبہ کارواں' لاہور 1986ء
۲۹	عبدالسلام خورشید ڈاکٹر	صحافت پاک و ہند میں	مکتبہ کارواں لاہور 1986
۳۰	عبدالسلام خورشید ڈاکٹر	تعلقات عامہ	مکتبہ کارواں ' لاہور جولائی 1987
۳۱	عبدالسلام خورشید ڈاکٹر	فن صحافت	مکتبہ کارواں ' لاہور 1986
۳۲	عبدالمجید ملک غلام فرید خاں	ابتدائی معاشریات	سٹینڈرڈ بک ہاؤس لاہور 1985
۳۳	فرحت ملتان	اولیائے ملتان	مکتبہ تنویر ادب' ملتان 1984
۳۴	کرم الٰہی بدر	تاریخ ملتان	امتزاج پبلی کیشنز لاہور 1978
۳۵	لطیف ملک (مرتبہ)	ابوریحان البیرونی	سنگ میل پبلی کیشنز لاہور
۳۶	محمد معصوم میر بکھری	تاریخ معصومی (قلمی نسخہ	سندھی ادبی بورڈ ' کراچی 1959
	(نبی بخش خان بلوچ مترجم)	خدا بخش لائبریری بانکی پور ترجمہ)	
۳۷	محمد اکرام شیخ	اود کوثر	ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور
۳۸	محمد اکرم شیخ	آب کوثر	ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور
			(ساتویں بار 1975

۳۹	محمد سعید شیخ مترجم	معاشرہ اور ابلاغ عامہ	یونیسکو پبلی کیشن مئی 1986
۴۰	مولانا سید سلیمان ندوی	عرب و ہند کے تعلقات	کریم سنز پبلیشرز، کراچی
۴۱	مہدی حسن	ابلاغ عامہ	مکتبہ کارواں لاہور 1986
۴۲	مہدی حسن	ابلاغ عام	مکتبہ کارواں، 1974
۴۳	مہدی حسن	نفسیاتی جنگ	مکتبہ کارواں لاہور 1983ء
۴۴	مسکین علی حجازی	فن ادارت	اردو سائنسی بورڈ لاہور 1976
۴۵	مسکین علی حجازی	اداریہ نویسی	سنگ میل پبلی کیشنز لاہور 1986
۴۶	محمد حنیف رامے	پنجاب کا مقدمہ	جنگ پبلیشرز لاہور جولائی 1985
۴۷	ندوی مسعود علی	ہندوستان عربوں کی نظر میں	دارالمصنفین اعظم گڑھ (1960)
۴۸	ندوی ابو ظفر مولانا	تاریخ سندھ (حصہ اول و دوم)	معارف اعظم گڑھ 1366ھ، انڈیا
۴۹	نور احمد خان فریدی	تذکرہ حضرت بہاالدین زکریا ملتانی	علماء اکیڈمی شعبہ مطبوعات محکمہ اوقاف، پنجاب لاہور 1980

جرائد و رسائل

١ اردو زبان کا اصلی مواد سندھ " رسالہ اردو " انجمن ترقی اردو کراچی اپریل 1951 (تحریر پر حسام الدین راشدی)

٢ امروز ملتان کے پرچے ١٩٥٩ سے لے کر اب تک کے پرچے

ملتان اور بہاولپور میں موجود ہیں ۔

٣ امن ۔ پکار۔ جنگ۔ اخبار جہاں اور دوسرے قومی جرائد و اخبارات کی فائلیں ۔

٤ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ ماس کمیونیکیشن کے "جرنلزم" کے شمارے

٥ ٹیلی ویژن ' نیوز بیورو کی اطلاعات اور رپورٹیں

٦ جسارت کے پرچے فائل

٧ دیکھ لیا ملتان ' ڈاکٹر زاہد علی واسطی ' دسمبر ١٩٨٧ اقساط

٨ ڈان اخبار کے سپلیمنٹ برائے ماس کمیونیکیشن

٩ ریڈیو پاکستان ملتان کے غیرمطبوعہ فیچر۔ سکرپٹ ۔ ریڈیو لائبریری کا ریکارڈ

١٠ " زلال " میگزین ' بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان ١٩٨٥ء

١١ سیرو سفر ' التمش ' ریاضی کے پرچے

١٢ علمی ۔ تہذیبی اداروں کا غیر مطبوعہ کام اور منصوبے

١٣ کوہستان کے پرچے (ایک سے ٢٥ تک فائل مکمل)

١٩٥٩ سے اکتوبر ١٩٦٧ تک کے فائل جو

سنٹرل لائبریری بہاولپور میں موجود ہیں

۱۴ ملتان یونیورسٹی میگزین ۸۷ ـ ۱۹۷۷

۱۵ ملتان ما' بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان ۱۹۸۲

۱۶ ملتان غیر ملکی سیاحوں کی نظر میں روزنامہ ملتان نمبر ۲۸ جون ۱۹۷۸ (تحریر ڈاکٹر محمد رفیق مغل)

۱۷ ملتان آرٹس کونسل کے مسودے اہم سرکار فائل

۱۸ نوائے وقت کے پرچے جون ۱۹۵۹ سے 1966 کے فائل اور 1978 سے اب تک فائل جو ملتان اور سنٹرل لائبریری بہاولپور میں موجود ہے

۱۹ نیشنل سنٹر کے اعلامیے ر پریس ریلیز اور فائلیں۔

۲۰ دفاتی و صوبائی دفاتر اطلاعات و تعلقات عامہ کے فائل

۲۱ Forty years of the Pakistan Times

15-3 1987. (A Special Supplement)

کتابیات و حوالہ جات

۱ ایم ایس ناز اخبار نویس کی مختصرترین تاریخ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور

۲ ابلاغ عامہ کے نظریات از ڈاکٹر محمد شمس الدین سلسلہ مطبوعات طبع اول جون ۱۹۹۰ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد

۳ احمد نسیم سندیلوی خبر نگاری دسمبر ۱۹۹۲ صفحات ۶۸،۶۹ اور ۷۰ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد

۴ ابلاغ عام ۱۹۷۴ مہدی حسن صفحہ ۱۴۳ مطبع کارواں پریس لاہور

۵ پاکستان میں ابلاغیات ترقی اور مسائل مسکین علی حجازی صفحہ نمبر ۱۴ ۱۹۹۰ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور

۶ جدید ابلاغ عامہ ۱۹۹۰ مہدی حسن مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد

۷ جہاں تک رابرٹ ای - اے فیلڈ کا تعلق ہے کے لے فورینا سٹیٹ یونیورسٹی میں پروفیسر رہے ہیں اور پبلک ریلیشن سوسائٹی کے اہم رکن رہے ہیں نیز تعلقات عامہ اور ماس کمیونیکیشن پر انکی شاندار تصانیف موجود ہیں

۸ شفیق جالندھری ڈاکٹر صحافت اور صحافی اشاعت اول جنوری ۱۹۹۰ اے ون پبلیشرز لاہور

۹ فیچر نگاری از شفیق جالندھری اشاعت اول مئی ۱۹۸۳ علمی کتاب خانہ لاہور

۱۰ مائیکل سی ایمری ٹیڈ سی سمی ماس کیمونی کیشن ساتویں جلد 1989 سی - بی - وم - سی براؤن پبلشر

۱۱ معاشرہ اور ابلاغ عام مترجم محمد سعید شیخ 1986 اسلامک بک سنٹر لاہور

۱۲ By prentice Hall new jersey John-Biltner Mass Communication

۱۳ Frederick willians The 19 New communications Second Edition

۱۴ Gaue-F-Jankowski president CBS Broadcast group speech before the Radio

and Television Communications of the Sourthern Baptist convention fort worth

teeseas Feb 17-1983.

Harriss julian The complete reporter t5th edition Page 70 ١٥

Macmillan Publishing company New Yark

James Curran Michael Gurevitech Janet woolacott ١٦

Mass Communication and society

Lsher Stephan Media inbound 1982 Page 2 Houghton mifflin ١٧

Company Boston.

Mass Communication an introduction 4th edition By John -R-Bettner ١٨

prentic Hall engle wood clitts new jersey 07632

Mass Communication second Edition by James D-Harless ١٩

Win -C Brown Publisher 1990

Mass Communication 7th Edition by Michael E-Wa-C-Brown ٢٠

Publisher emery Page 177

Rise in Efforts to foster Us-Soviet Peace The Christians ٢١

Science Monitor (December 12-1984

Reading in Mass Communication seventh Edition by Michael C-Emery ٢٢

FED-C-Symth win C-Brown publishers 1989 Page 128

کتابیات باب سوم

۱ امداد صابری تاریخ اور صحافت تحقیقی مقالہ ملتان میں صحافت صفحات 79_80

۲ امروز کے سابق ایڈیٹر اقبال ساغر صدیقی سے معلومات حاصل کیں

۳ انٹرویو ڈاکٹر انوار احمد شعبہ اردو بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان ایم اے صحافت کے ایک پرچے کے تناظر میں

۴ پریس کلب کے صدر جبار مفتی کا پریس کلب کے حوالہ سے ترجیحات

۵ ثمینہ نزیر شعبہ صحافت پنجاب یونیورسٹی

۶ خان منشی عبدالرحمن تاریخ ملتان زیشان صفحہ 642 ملتان

۷ خان رضوانی چیف بیورو روز نامہ جنگ کراچی و لاہور کی فراہم کردہ معلومات

۸ دفتر تعلقات عامہ ملتان کی فراہم کردہ معلومات

۹ ڈاکٹر سید مقصود زاہدی کا بیس سالہ پرانا مضمون جو غیر مطبوعہ ہے

۱۰ روز نامہ آفتاب کے چیف ایڈیٹر ممتاز احمد طاہر سے انٹرویو

۱۱ شبیر حسن اختر کی نادر تحریر کے اقتباسات

۱۲ شعبہ ماس کمیونیکشن بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کی سروے رپورٹ

۱۳ شیخ ریاض پرویز ریذیڈنٹ ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت ملتان

۱۴ عبدالرحمن خان منشی آئینہ ملتان صفحہ 405 ادارہ اشاعت اسلام ملتان

۱۵ کوہستان اور موجود روزنامہ عدل کے چیف ایڈیٹر جناب جلال ربانی نے معلومات فراہم کیں

۱۶ کوہستان کے جناب منظور ملک سے معلومات حاصل کیں

۱۷ منشی عبدالرحمن خان مرحوم سے معلومات حاصل کیں

۱۸ ناز ایم ایس اخبار نویسی مختصر ترین تاریخ صفحہ 17-171 ایڈیشن 1988 سنگ میل پبلیکیشنز لاہور

۱۹ == == == ==

۲۰ نوائے وقت کے شمس ملک مرحوم سے معلومات حاصل کیں

کتابیات باب چہارم

۱ ڈاکٹر شفیق جالندھری صحافت اور صحافی 362ـ273 ـ363 اے ون پبلشر جنوری 1990

۲ ریڈیو پاکستان لاہور 16 دسمبر 1987

۳ شیخ اکرام الحق ارض ملتان

۴ عبدالرحمن خان منشی بہادر رفتہ یکم مئی 1975 ملتان صفحہ 276ـ77

۵ == == == ==

۶ عتیق فکری نقش ملتان مطبوعہ فکری اکیڈمی طبع اول جنوری 1982

۷ مہدی حسن جدید ابلاغ عام صفحہ 108 مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد

۸ Jan Mass Communication 4th Editon Chapter Impact of New Communication Biltner Technologies Page 301 by prentice Hassl U.S.A.

۹ Mass Communication 7th Edition Michacl -C-Emery Page 69

کتابیات باب پنجم

۱ پاکستان نیشنل سنٹر ملتان کا ریکارڈ لائبریری

۲ دفتر تعلقات عامہ ملتان کی فراہم کردہ معلومات

۳ ریجنل پریس انفارمیشن کی فراہم کردہ معلومات

۴ ملتان آرٹس کونسل کا ریکارڈ اور فائلیں

۵ مرکزی حکومت کے مراسلے اور ہدایات (ضمیمہ جات منسلک ہیں)

ضمیمہ جات

ملتان کی معاشی معاشرتی سیاسی زندگی کی جھلکیاں ان ضمیمہ جات میں بشمول جدید نقشہ

۱ ڈسٹرکٹ ملتان

۲ النگ روڈ (Walled City)

۳ اخباروں کے تراشے

۴ اخبار جہاں کے تراشے

۵ ملتان پریس کلب کے صدر کا سپاسنامہ کے اقتباسات

۶ ملتان کا آبپاشی نظام

۷ ملتان میں صحافت کے عروج و زوال کی مختصر تاریخ (غیر مطبوعہ)

۸ متفرقات

۳ حوالہ جات

کتابیات و رسائل

۱ اکرام الحق شیخ ارض ملتان شعبہ نشرو اشاعت الاکرام ملتان

۲ ارشد حسین ارشد ملتان قدیم وجدید بزم ترقی ادب ملتان بار اول ستمبر 1968

۳ اداریہ روزنامہ نوائے وقت ملتان 14 نومبر 1992

۴ خبرو نظر امریکی شعبہ اطلاعات اسلام آباد کا پندرہ روزہ خبرنامہ 15 مارچ 1994

۵ روزنامہ نوائے وقت ملتان ایوان وقت یکم مئی 1994

۶ ریاض احمد ملک ملتان کی مخصوص فن تعمیر اور اس کے چند شاہکار امروز ملتان 28 جون 1979

۷ عتیق فکری علامہ نقش ملتان جلد اول فکری اکیڈمی ملتان طبع اول جنور 1982

۸ قاضی جاوید برصغیر میں مسلم فکر کا ارتقاء ادارہ ثقافت پاکستان طبع اول 1977

۹ قیصرانی م-ی فن تعمیر امروز ہفت روزہ اشاعت 16 ستمر 1979

۱۰ قریشی اشتیاق حسین برصغیر کے مسلمانوں کا فن تعمیر سرسیدین پاکستانی ادب جلد نمبر ۴ سرسید کالج راولپنڈی

۱۱ گیلانی اولاد علی سید مرقع ملتان ڈسٹرکٹ بورڈ 1938

Ahmed Nabi Khan Multan,Histry & Architecture, IslamicUniversity, Islamabad, 1403/1983

A.H SMith& R.Quick (EDS) Studies in Communcation, Secker & Warburg, London, 1955.

A.H.Somjee Political Society in Developing countries,Macillion Press Ltd.,Londan, 1984.

Bittner Mass Communication, Prentice Hall Inc. Engle wood Cliffs,1986.

Bainbridge One Hundred year of journalism, The Macmillion Press Ltd. London, 1984.

Corner John Communication studies, II Edition, Award Arnold Ltd. Australis, 1985.

Dennis Basic Issues in Mass Communication, Macmillion Pub. Co. New York, 1984

Davis The Effective uses of Advertising Media, Business Book Ltd., London, 1985.

D.BERLD The process of Communication: An Introduction to theory and practice, Holt, Rinehart. & Winston, New York, 1960.

D.Howitt Mass Media and Social Problems Vol.2, Pergamon Press, Londong, 1982.

D & Katz (Eds) The uses of Mass Communication Current Perspective on Gratifications Reaserarch. Sage Annual Reviews of Communication Research Vol.3, Saverly Hills, Dage, 1974.

D. Lerner & W Scharmm (Eds) Communication & Change in the Developing Countries, The University press of Hawal. Honoululu. 1976

D.Katz. D.Cart Wright., S.EL-Dersveled., A.Lee. Public Opinion and Propaganda, Drydsn New York, 1954

Dennis Kavanagh	Political Science & Political behaviour George Allen & Unwin Ltd. London., 1983.
Dennis Mc Quail Svenwindhl.	Communication Models, Longman Group Ltd. London 1981
Dwight V. Swain	Scripting for video and Audiovisual thought, Focal Press, London, 1983.
Ernest Barker	Greek Political Theory, Methuen & Co. ltd. London., 1960.
E.Joseph Broussaed	Writing & Reporting Broadcast News, Macmillan New york, 1982.
E.M. Rogers and Shoemaker F.Floyed.	Communication of Innovations: A Cross Cultural Approach The Free Press, New York, 1971.
E.M. roggers (ED)	Communication and development Critical perspective, Beverly Hills, Cl. Sage, 1976
F.F. Stephen &	Sampling opinion: An Analysis of survey procedure, (Latest Ed.) John willey & Sons, New York,
Gibson	Editing in the Electronic Era., The Iowa state Univ Press Iowa., 1984.
Garnett	Commonsense & the Theory of International Politics, Macmillion Press Ltd. Londong, 1984.
Harvey Bilkar	Photo Journalisim a Freeland cares Guide. Contomporary Book Inc Chichago, 1981.
Harris	The Complete Reporter, Macmillion Pub. New York, 1985.
Hague	Comperative Government, Macmillion Press Ltd. London 1982
Hatchen	The press & Aparthied, Macmillion Press Ltd., London 1984.

Hage	New Strategies for Public Affairs reporting, Prentice Hall Inc. Englewood Cliff, 1986
Hosman Jacobson	Pride & Solace, Mathuen & Co.Ltd., New York 1978.
Jefkins	Planned press & Public Relations, International Text book Company, London 1977.
Janowitz	Reader is Public opinion & Mass Communications, Advision of Macmillion Pub. Co. Inc. New york 1981
J.Middletion	Approaches to Communication, 7 place de fontenoy Paris Unesco.
J. Parry	The Psyehology of Human Communication, University of London Press London, 1967.
J.D.Woelfal & E.F.ink.	Science and Human Communication: A Theory of Cultural Process, Academic Press, New york 1980.
Kalzen	Multi-Media Communication, France Printer Pub. Ltd. London, 1982.
Kerns	Photo Journalism (6/e), Prentice Hall Inc. Englewood Cliffs., 1985.
Kmath Mv.	The Journalist's Hand Book, Vikas Publishing House Pvt. Ltd. Dehli. 1986.

Uoyd Herbest Public Relations, St. Paul's House war wicks Lane London, 1963.

Leslie Sellers.	The simple subs Book (2ED), Pegamon Press, New York, 1985.
Meluin Gurtou	Roots of the failure, Greenwood press, London 1984